UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226385

UNIVERSAL
LIBRARY

كلا انها تذكرة ط فمن شاء ذكره

الحمد للہ والمنۃ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ وصوفیہ کرام زید سلامہم قاون دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب حقانی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل

سرکار عالی نظام دستر جم کتاب ہذا اسف و بلوہر و کلم اردو حدیقہ و

مصنف تنقیح حقوق نسوان نسیم الربانی غوث الصمدانی امام

عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ

سے جو عربی زبان میں ہے صداقت سلیس و با محاورہ اردو میں

ترجمہ کیا

محمد ابراہیم و عبد الرحمٰن کے اہتمام سے مطبع شمس الکرہ میں طبع ہوا

طبع اول پانسو جلد (جملہ حقوق محفوظ ہیں) قیمت فی جلد ۴

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ

للہ الحمد والمنۃ کہ تذکرۂ جامعہ اولیا اللہ وصوفیہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تالیف ہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام دمترجم کتاب بوذاسف و بلوہر و کلم الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی غوث الصمدانی امام عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے جو عربی زبان مین ہے صاف و سلیس و بامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا

محمد رحیم اخوان بشیر الدین کے اہتمام سے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

طبع اول پانسو جلد (جملہ حقوق محفوظ ہین) قیمت فی جلد عہ

فہرست اسماء مندرجہ جلد دوم نعمت عظمیٰ بترتیب حروف تہجی۔

نام	صفحہ
الف	
ابراہیم دسوقی	۲۲۴
ابراہیم جعبری	۳۵۰
ابن العربی	۲۹۹
ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد مولد	۵۴
ابو اسحٰق ابراہیم بن داؤد قصار	۳
ابو اسحٰق ابراہیم بن شیبان قرمیسینی	۴۶
ابو الحجاج اقصری۔	۱۹۶
ابو جعفر احمد بن حمدان۔	۹
ابو حمزہ خراسانی	۷
ابو سعید احمد بن محمد زیاد	۵۹
ابو سعید قلوری۔	۱۶۲
ابو النجیب عبد القادر سہروردی	۱۳۸
ابو الحسن بن احمد بن سہل بوشنجی	۷۰
ابو الحسن بن صائغ سکندری	۲۰۹
ابو الحسن خیر نساج	۶
ابو الحسن علی بن ابراہیم جعبری	۸۰
ابو الحسن علی بن بندار بن حسین صوفی۔	۸۴
ابو الحسن علی بن سہیل صائغ دینوری	۲

نام	صفحہ
ابو الحسن محمد بن سعید وراق	۱
ابو الحسین بن حبان جمال	۴۱
ابو الحسین بندار بن حسین شیرازی۔	۷۲
ابو الحسین علی بن ہند قرشی فارسی	۴۵
ابو الخیر اقطع	۲۹
ابو السعود ابی العشائر	۲۱۱
ابو العباس احمد بدوی رح	۲۸۲
ابو العباس احمد بن محمد دینوری۔	۷۵
ابو العباس احمد ملثم	۱۹۴
ابو العباس بن قاسم بن مہدی	۶۵
ابو الفتح واسطی۔	۳۴۵
ابو القاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصر آبادی	۷۸
ابو القاسم بن احمد بن محمد مصری	۸۶
ابو بکر بن احمد بن محمد بن سعدان	۵۷
ابو بکر بن داؤد دینوری رقی	۶۶
ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی	۳۳
ابو بکر بن ہوار لطایحی	۱۱۳
ابو بکر حسین بن علی بن یزدان یار	۴۷
ابو بکر طستانی	۷۹

ابو بکر عبداللہ بن طاہر ابہری	۴۲	ابو محمد عبداللہ بن مرتعش	۱۷
ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری	۸۵	ابو محمد قاسم بن عبداللہ بصری	۱۷۰
ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری	۸۶	ابو محمد ماجد کردی	۱۶۵
ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری۔	۸۱	ابو مدین مغربی	۱۸۵
ابو عبداللہ حسین خفیف	۷	ابو مظفر قرمیسینی	۴۳
ابو عبداللہ قرشی	۲۰۲	ابو یعزیٰ مغربی	۱۲۷
ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حمدون قراد	۸۶	ابو یعقوب اسحٰق بن محمد	۳۵
ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری	۵۵	ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی	۱۳۳
ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق دینوری	۸۹	احمد بن ابی الحسین رفاعی	۱۴۰
ابو عبداللہ محمد بن خفیف	۷۱	اغر ابن مستودع بطائحی	۱۱۶
ابو عبداللہ محمد بن محمد بن حسن روغندی	۸۲	**ب**	
ابو عبداللہ محمد بن منازل	۲۳	بقار بن بطو	۱۶۰
ابو عثمان سعید بن سلام مغربی	۷۶	**ت**	
ابو علی حسین بن احمد کاتب	۴۰	تاج العارفین ابوالوفا	۱۳۰
ابو علی رودباری	۱۸	**ج**	
ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی	۲۲	جاگیر رضی اللہ عنہ	۱۶۷
ابو عمرو اسمٰعیل بن نجید	۶۸	جعفر بن محمد بن نصیر خواص	۶۲
ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی	۱۷۲	**ح**	
ابو عمرو محمد بن ابراہیم زجاجی	۶۰	حماد بن مسلم دباس	۱۲۱
ابو محمد تستری	۱۱۴	حیات بن قیس	۱۸۰
ابو محمد عبدالرحیم مغربی قنادی	۱۹۱	**د**	
ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن ازدی	۶۷	داؤد کبیر ماظلا	۳۰۱
ابو محمد عبداللہ بن محمد رازی	۸۷	**ر** با مہملہ	

رسلان دمشقی ۱۸۱

س مہملہ

سوید سنجاری ۱۷۶

ش

شبلی رح ۱۰

ع

عبدالحق بن سبعین مرسی - ۳۴۹
عبدالرحمن طفسونجی - ۱۵۸
عبدالغفار قوصی ۱۰۷
عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم ۹۰
عبداللہ بن ابی جمرہ اندلسی ۳۴۸
عبداللہ بن محمد عرشی مرجانی ۳۴۸
عدی بن مسافر اموی ۱۲۹
عقیل تنبجی ۱۲۵
علی بن محمد مزین ۳۷
علی بن وہب سنجاری ۱۳۳
علی بن الہیتی ۱۵۵
علی ملیمی ۳۴۶

ق

قطب الدین قسطلانی ۲۰۱

ک

کمال الدین ابن عبدالظاہر ۲۰۱

م

محمد بن ابی جمرہ ۲۰۴
محمد بن عبدالجبار نفری ۳۴۳
محمد بن علیان لنوی ۵۶
محمد عبدری - ۳۵۰
محمد قونوی صوفی ۳۴۹
مطر باذرالی ۱۶۴
ممشاد دینوری ۴
منصور بطائحی ۱۱۷
منصور حلاج ۲۴
موسی بن ماہین زولی ۱۳۶

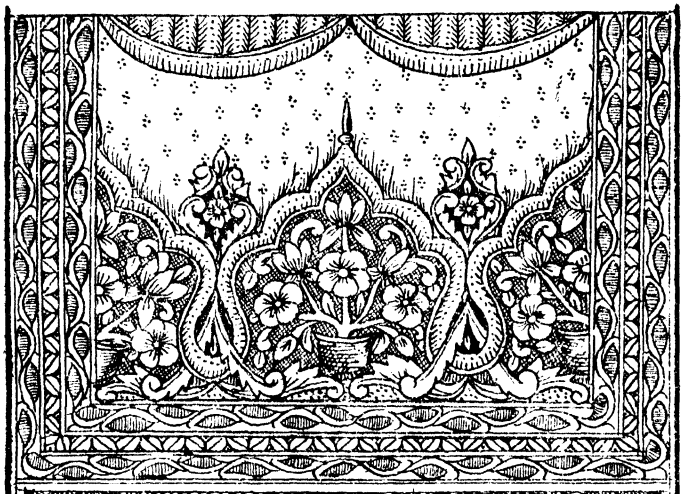

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۹۷) ابو الحسن محمد بن سعید وراق رحمہ اللہ تعالے

بڑے بزرگون اور ابو عثمان رحمۃ اللہ کے قدیم مریدون مین سے تھے اور انھی کی روش وطرز پر انکے کلام بھی ہین - علوم ظاہریہ کے عالم تھے اور معاملات دقیقہ اور عیوب افعال پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے - تین سو بتیس ۳۳۲ھ ہجری کے پیشتر ہی معاوت اخروی کے شوق مین دار دنیا سے کوچ کر گئے - آنکے کلمات مین سے ہے کہ عفو مین شریفانہ برتاو یہ ہے کہ معاف کر دینے کے بعد تم اپنے بھائی کے گناہ کو مطلق یاد نہ کرو - تجیل سے تنگدلی کبھی جدا نہین ہوتی - جو دل کہ مرنے والے ہین اونکی زندگی اوس زندۂ جاوید کی یاد مین ہے جو کبھی نہ مرے گا - اور سب سے زیادہ خوشگوار زندگانی اللہ تعالی کے ساتھ جینا ہے نہ غیر کے ساتھ - یہ کہتے تھے کہ ابتدا مین جب ہم ابو عثمان

حیری کی مسجد مین رہتے تھے ہمکو حکم تھا کہ جو کچھہ فتوحات آئین اون مین ہم ایثار کرین اور کچھہ باقی رکھکر رات کو نہ سوئین اور جو ہمارے ساتھہ برائی سے پیش آئے اوس سے اپنے نفس کیلئے بدلہ نہ لین بلکہ اوس سے عاجزی کرین اور جب ہمارے دل مین کسی کی حقارت کا خیال آئے تو ہم اُسکی خدمت بجا لائین اور اُسکے ساتھہ احسان کرین یہانتک کہ وہ خیال مٹ جاے - اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر سے اور خلق کی رویت سے فنا نہوا اُسکا باطن خیرات و احسانات کے مشاہدہ سے زندہ نہوا - سب سے زیادہ فائدہ مند اللہ تعالی کے امر و نہی - وعدہ وعید اور ثواب و عذاب کا علم ہے اور سب سے اعلی اللہ تعالی اور اُسکے اسماء و صفات کا علم ہے قطعیت کے خوف نے عاشقون کی جانین گھلا دین اور عارفون کے جگر کباب کر ڈالے مخلوق کے ساتھہ اُنس وحشت ہے اور اوس سے طمانیت حماقت اور اوس سے تسکین حاصل کرنی بے بسی اور اس پر بھروسا کرنا بودا پن اور اس پر اعتماد کرنا گھاٹا اُٹھانا ہے -

(۱۹۸) ابو الحسن علی بن سہل صائغ دینوری رضی اللہ عنہ

بہت بڑے بزرگ تھے - انہون نے مصر مین رہنا اختیار کیا تھا اور تین سو تیس ۳۳۰ ہجری مین وہین سے آخرت کا سفر کیا - بڑی ہیبت والے تھے جو کوئی انکو دیکھتا تھا وہ ان سے ڈرتا تھا اور اللہ تعالی کے معاملہ مین مخلصین مین سے تھے - انکا قول ہے کہ مرید کو چاہیے کہ دو مرتبہ دنیا کو چھوڑے پہلی مرتبہ تو اوسکی دلچسپیون اُسکی نعمتون اُسکے طرح طرح کے

ماکولون اور مشروبون اور اُسکی سب چیزون سے دست بردار ہو جاے اور جب اُسکا تارک مشہور ہو جاے اور اُسکے ترک کی وجہ سے اُسکی تعظیم و تکریم ہونے لگے تو اوسوقت اُسکو اپنے حال پر اس طور سے پردہ ڈالنا چاہئے کہ دنیا دارون کی طرف جھکے تاکہ اُسکا ترک دنیا دنیا کی طرف جھکنے اور دنیا کو تلاش کرنے سے بڑھ نہ جاے یا اُسکا فتنہ اسکے فتنہ سے زیادہ نہو جاے - اور جب ان سو غیب کی چیز پر آنکھون کے سامنے کی چیز سے دلیل لانے کو کہا جاتا تو کہتے تھے کہ جو آنکھون کے سامنے موجود اور دیکھا جاتا اور اپنا مثل رکھتا ہے اُس سے اُسکے صفات پر کیونکر دلیل لائی جا سکتی ہے جو نہ سامنے موجود ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے اور جسکا نہ مثل ہے نہ شبیہ - انکا قول ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے میدان مین آیا اوسپر چارون طرف سے بلائین آفتین اور مصیبتین ٹوٹ پڑین - ہمایون پر واجب ہے کہ جب کبھی ایکجا ہون تو ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی نصیحتین کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر اور تم جو اپنے نفس کو دوست رکھتے ہو بس یہی اُسکو ہلاک کرتا ہے

(۱۹۹) ابو اسحٰق ابراہیم بن داؤد قصار رقی رضی اللہ عنہ

یہ ملک شام کے بہت بڑے بزرگون مین سے اور جنید اور ابن الجلار کے ہمنشینون مین سے تھے مگر انہون نے بہت بڑی عمر پائی تھی اور ملک شام کے اکثر بزرگون کی صحبت

ع تیسوین پارہ کا اٹھائیسوان رکوع - اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی ہدایت کرتے ہے اور ایک دوسرے کو صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گھاٹے مین نہین ہین) ۱۲

اُٹھائی - کبھی انہون نے فقر کو ہاتھہ سے نہ دیا برمجرد اور اہل فقر کے دوست رہے تین سو چھبیس ۳۲۶ ہجری مین جامۂ ہستی سے ہاتھہ دھو بیٹھے - انکا قول ہے کہ دنیا کی دو ہی چیز ہین تمکو بس کرنی چاہئین فقیر کی صحبت اور دل کی محبت - اور ظاہری آنکھین قوی ہین اور دل کی آنکھین کمزور ہین -

(۲۰۰) ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگان قوم[عہ] مین سے تھے - ابن الجلاء اور اُن سے اوپر کے بزرگون کی صحبتون مین رہے تھے - علوم قوم مین آسمان کے تارے توڑنے والے بہت بڑے حال والے اور صاحب فوت تھے دو سو سنتالیس ۲۴۷ ہجری مین اعلیٰ علیین کو سدھارے آنکے اقوال مین سے ہے کہ - طریق حق دور و دراز اور ہولناک ہے کے ساتھہ تیز ناخت دشوار - اگر اگلون اور پچھلون سب کی حکمتین تم مین جمع ہون اور تم ولیون اور مقربون کے احوال کا ادعا کرو تو جب تک کہ تمہارا باطن اللہ تعالیٰ سے تسکین نہ پاے اور جو کچھہ اُسنے تمسے وعدہ کیا اور تمہاری قسمت مین لکھہ دیا ہے اُسکی نسبت اُسکی ضمانت پر اعتبار نہ کرلو اُسوقت تک ہرگز عارفون کے درجہ تک تم نہین پہونچ سکتے جبتک مقصود اللہ تعالیٰ ہوگا اوسپر نہ قدر کا ہاتھہ پہونچے گا اور نہ خطرون کا قبضہ ہوگا - یہ کہتے ہین کہ مین جب کبھی کسی فقیر کے پاس گیا تو تمام نسبتون علمون مین امہر فنون سے خالی ہوکر گیا اور اُن برکتون

عہ تصوف کی تمام کتابون مین لفظ "قوم" سے عموماً جب تک کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہ ہو گروہ صوفیہ مراد ہوتا ہے ۱۲

کا منتظر رہا جو اُسکے دیکھنے سے اور اُسکی باتون سے مجھپر نازل ہون اور اُسکی وجہ یہ تھی
کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس کچھ لئے ہوئے گیا وہ اپنی پونجی کے سبب سے اُسکے دیکھنے
اُسکی ہمنشینی اُسکے ادب اور اُسکے کلام کی برکتون سے الگ رہا - آنکا بیان ہے کہ
مجھے اپنی سیاحت کے زمانہ مین ایک بوڑھا آدمی ملا اور چونکہ اُسمین نیکی کی علامتین نظر آئین مینے
اُس سے کہا کہ مجھے کوئی بات کام کی بتاؤ اُسنے کہا کہ اپنی ہمت کی نگہداشت کرو کیونکہ
ہمت ہی سب باتون کا پیش رو ہے - جسکی ہمت درست ہوئی اور جو اُسمین سچا نکلا
اُسکے باقی سب اعمال و احوال درست ہو گئے - یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے اچھا اوس شخص
کا حال ہے جسنے خلق اللہ کی رویت کو اپنے نفس سے نکال پھینکا ہے اور خلوتون
مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے باطن کی نگہداشت کی ہے اور سب کامون مین اُسی پر بھروسا
کیا ہے - آنکا قول ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحین کشف و مشاہدہ کی حالت
مین ہین اور اولیا کی روحین قرب و اطلاع کی حالت مین - یہ کہتے ہین کہ بیس برس سے
مین اپنے دل کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کھو بیٹھا ہون اور بیس برس سے کسی چیز کے لئے
"کن فیکون" (ہوجا - پس وہ ہوجاتی ہے) کہنا اللہ عزوجل کے ادب سے ترک کئے بیٹھا
ہون - بعضون نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ پہلے یہ اپنے قلب کیطرف اور پھر اپنے
قلب سے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع ہوا کرتے تھے - اور کسی چیز کے لئے کن فیکون
کہنا ترک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے تھے
تو قبول ہوتی تھی اسکے بعد ترقی کرکے اللہ تعالیٰ کیطرف گئے پس اپنی مراد چھوڑکر اللہ کی
مراد کے ساتھ ہو گئے اور دعا کرنا ترک کردیا - آنکا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک شخص
تھا جو اپنی خوراک کو گھٹاتے گھٹاتے ایک گٹھلی پر لے آیا تھا اور اسکے بعد اُسکی غذا صرف

پانی تھی- اُن سے کسی نے کہا کہ فقیر جب بھوکا ہو تو کیا کرے- انھوں نے کہا کہ نماز میں پڑھے- اُسنے کہا کہ اگر نماز پر قادر نہو؟ انھوں نے کہا کہ سو رہے- اُسنے کہا کہ اگر سو نہ سکے- انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر کو تین حالتوں سے باہر نہ جانے دیگا یا قوت بخشے گا- یا غذا پہونچاے گا یا اُسکو اپنے پاس بُلا لیگا- واللہ اعلم

(۲۰۱) ابو الحسن خیر النساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اصل میں سرمن رای کے تھے مگر بغداد میں رہتے تھے- انھوں نے ابو حمزہ بغدادی کی صحبت پائی اور سری سقطی سے ملاقات کی تھی- اور نوری کے ہمنشینوں میں سے تھے- اور جیسا کہ کہا گیا ہے ایکسو بیس برس کی عمر طویل پائی- اور خواص و شبلی رحمہما اللہ نے انکی مجلس میں توبہ کی تھی اور یہ ایک گروہ کے پیر تھے- انکے اقوال میں سے صبر مردوں کے اخلاق میں سے ہے اور رضا کرام کے اخلاق میں سے ہے- وہ عمل جسمیں بندہ اپنا کو پہونچ سکتا ہے اپنی تقصیر و بے بسی و کمزوری کا دیکھنا ہے- اور ایک دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سامنے ایک قصہ بیان کیا اسپر اُس جماعت کے ایک شخص نے زور سے نعرہ مارا- موسیٰ علیہ السلام نے اسکو ڈانٹ دیا- پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ان لوگوں نے ہماری خوشبو ظاہر کی اور ہمارے عشق میں فریاد کی پر تم میرے بندوں کو جھڑکتے کیوں ہو ؎

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب دانان دیگرند — سوختہ جان و روانان دیگرند

(۲۰۲) ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کہتے ہین کہ یہ اصل مین نیشاپور محلہ ملقاباد کے رہنے والے تھے بزرگان بغداد کی صحبتون مین رہے اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمنشینون مین سے تھے - اور ابو تراب نخشبی و ابو سعید خراز کے ساتھ انہون نے سفر کئے تھے - یہ بہت بڑے فتوی دینے والے دیندار و پرہیزگار تھے تین سو نوے ۳۹۰ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے - امام احمد حنبل کا معمول تھا کہ جب اُنکے سامنے تصوف کا کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ان سے کہتے کہ صوفی صاحب آپ اسمین کیا کہتے ہین - یہ کہتے ہین کہ مین ایک خطہ دار کمل مین برابر احرام باندھے ہوے رہا ہر سال ایکہزار فرسخ سفر کرتا تھا اور برسون تک جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا تھا -

مین کہتا ہون کہ فقیر کیلئے ننگے بدن رہنا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ باطن مین ہستی سے تجرد ہے - اور یہ جو اُنکا قول ہے کہ "جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا" اس سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی مین خواہش کیطرف مائل ہوتا تو توبہ کی تجدید کر لیتا تھا واللہ اعلم

(۲۰۳) ابو عبداللہ حسین بن عبداللہ بن ابوبکر جنگی رضی اللہ عنہ

بصرہ کے بڑے بزرگون مین سے تھے - تیس برس تک اپنے گھر کے پھاٹک سے باہر

رہے اوس سے باہر نہ نکلے۔ انکا مجاہدہ برابر لگاتار جاری رہتا تھا اور اُسوقت تک اُسمین فرق نہ آیا جب بصرہ والون نے انکو وہان سے نکال دیا۔ یہ بصرہ سے نکلکر سوس[ع] آئے اور وہین انہون نے رحلت کی انکی قبر وہان مشہور اور لوگون کی زیارت گاہ ہے اس قوم کے علم و اصول کے عالم اور پرہیزگار روزبان آورتے انکا قول ہے کہ سماع تصریح کے ساتھہ جفا ہے اور سماع اشارہ کے ساتھہ تکلیف ہے اور نہایت لطیف سماع وہ ہے جو گوشِ دل سے سننے والون کے سوا اور ون پر ہویدا نہو تمکو کوئی چیز کسی چیز سے الگ نہین کرسکتی مگر اُسیوقت جب جدا کرنے والی چیز تمہارے نزدیک زیادہ تر کامل و اعلیٰ اور پوری ہو کیونکہ اگر اُسکی ہی جیسی یا اوس سے اُتری ہوئی ہوگی تو تمکو الگ نہ کریگی پس جو چیز قلب پر غالب رہتی ہے اُسیکا حکم چلتا ہے اور بس۔ تمام مخلوقات غیب کے بارہ مین لمبے چوڑے دعوے کرنے کے باعث امتحان مین مبتلا ہوئی پس جب شہود کی ہیبت کا اُن پر سایہ پڑا تو گونگی ہوگئی اکھڑ گئی اور لاشے ہوگئی اور اگر اپنے دعوون مین سچی ہوتی تو مشاہدہ کے وقت باہر آتی جیسا کہ تمام لوگون مین سے صرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کیلئے باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ شفاعت کیلئے مین ہون شفاعت کیلئے مین ہون اور موقف کی ہیبت سے نہ ڈرے کیونکہ اُنپر سچائی کے قدم کا اثر تھا۔ اور وہی شخص اجنبی غریب الوطن ہے جو وطن مین ہو اور اُسکے ہمجنس کم ہون۔

ع سوس علاقہ راہوازمین چھوٹا سا شہر ہے جس کو سوس بن سام بن نوح نے بسایا تھا۔ یہین دانیال علیہ السلام کی قبر ہے ۱۲ مترجم

(۲۰۴) ابوجعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ بہت بڑے بزرگان نیشاپور مین سے تھے - انہون نے ابوعثمان کی صحبت پائی اور ابوحفص سے ملاقات کی تھی - یہ پرہیزگارون اور خائفون مین سے تھے - آخر عمر مین بیس برس تک مکہ معظمہ سے جدا نہوے یہ مکہ ہی مین تھے کہ تین سو سات یا آٹھ ہجری مین ابوبشر کی وفات واقع ہوئی جو اپنے وقت مین فقرا حرم مین یکتا تھے اور خود یہ تین سو گیارہ ۳۱۱ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے - انکے اقوال یہ ہین :- فرمانبرداری کا اپنی طاعت کی وجہ سے نافرمانون پر بڑائی جتانا انکے گناہون سے بدتر اور انکے لئے گناہون سے زیادہ تر مضر ہے - جیسا کہ بندہ کی غفلت کسی ایسے گناہ کی توبہ سے جسکا اوسنے ارتکاب کیا ہو اسکے ارتکاب سے بدتر ہے - تم گنہگار آدمی سے ایک گناہ کے باعث جسکا تمکو گمان ہے دشمنی رکھتے ہو اور اپنے آپ سے بہتیرے گناہون پر بھی جنکا تمکو یقین ہے دشمنی نہین رکھتے - جسکے دل مین اللہ تعالیٰ کی عظمت نے گھر کیا وہ ہر ایسے شخص کی تعظیم کرے گا جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کی نسبت رکھتا ہے اور جو شخص سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہے اُسکی سچائی کی علامت یہ ہے کہ دنیا کے مصائب یا اور کوئی چیز اُس کو اللہ کے ساتھ مشغول رہنے سے نہ روکے -

(۲۰۵) ابوبکر بن حجدر شبلی رضی اللہ عنہ

اور انکی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہوا ہے۔ یہ اصل مین خراسان کے تھے مگر بغداد مین پیدا ہوئے اور وہین انہون نے نشو و نما پایا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا انہون نے خیر نساج کی مجلس مین توبہ کی۔ اور ابوالقاسم جنید اور اُنکے ہمعصر بزرگون کی صحبتون مین رہے۔ اور علم و حال و ظرف مین اپنے وقت کے یکتا ہوے۔ انہون نے امام مالک کے مذہب مین تفقہ حاصل کیا اور بہت حدیثین لکھین۔ ستاسی سال دنیا مین رہے اور تین سو چونتیس ۳۳۴ ہجری مین ہمیشہ کے لئے اسکو خیرباد کہی۔ اور بغداد مین مقبرۂ خیزران کے اندر دفن ہوئے۔ انکی قبر وہان مشہور ہے اور لوگ اُسکی زیارت کو جایا کرتے ہین۔ ابتدا مین انکی ریاضتین انتہا درجہ کی تہین۔ انکا بیان ہے کہ بیداری کی عادت ڈالنے کو اور اسلئے کہ مجھے نیند نہ آجاے فلان فلان رات کو مینے اپنی آنکھون مین نمک ڈالا تہا اور جب معاملہ اور آگے بڑہا تو مینے سلائی گرم کرکے اپنی آنکھون مین پھیری۔ قوم صوفیہ کے علم کے بارہ مین کہا کرتے تھے کہ اُس علم کا کیا پوچہنا ہے جسکے مقابلہ مین علماء کا علم اک تہمت ہے۔ اِن سے کسی نے کہا کہ ایک دن ابوتراب نخشبی کو جنگل مین بہوک لگی تو انہون نے سارے جنگل کو کہانا ہی کہانا دیکہا۔ اسپر انہون نے کہا کہ یہ ایک بندہ تہا جسکے سامنہ نرمی برتی گئی ورنہ اگر تحقیق کے مقام تک پہونچے ہوتے تو ویسے ہوتے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے رب کے سایہ مین رہتا ہون وہ مجھے کہانا کہلاتا اور پانی

پلاتا ہے - اُن سے پوچھا گیا کہ آدمی کب مرید ہوتا ہے تو انہون نے کہا کہ جب اُسکے
حالات سفر و حضر اور غیبت و حضور مین برابر رہین - ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا
کہ دنیا کیسی چیز ہے - انہون نے جواب دیا کہ ایک ہانڈی ہے جسکو جوش دیا جا رہا
ہے اور ایک پائخانہ ہے جو بہرا جا رہا ہے - یہ اپنی مناجات مین کہا کرتے تھے کہ خلق
نے تیری نعمتون کے لئے مجھسے محبت کی اور مینے تیری بلاؤن کیلئے - انکا قول ہے
کہ اللہ تعالی نے اُن لوگون کے جو وسیلے واسطے ہین اُنکی ہمتون کی بلندی کے
سبب سے رتبے بلند کئے ہین پس انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو کشف ہوا تھا
اگر اُسکا ایک ذرّہ اولیا پر جاری کیا جاوے تو وہ بیکار اور دور از کار ہو جائین -
ایک مرتبہ انکو عصر کی نماز مین اسقدر دیر ہوگئی کہ آفتاب ڈوبنے کو آیا - اُسوقت
انہون نے نماز پڑھی - اور مذاق کے طور پر ہنسنے اور کہنے لگے کہ کیا خوب کسی نے
کہا ہے شعر

عشق مین آج ایسا بھولا ہون نماز
روز شب مین کچھ نہین ہے امتیاز

یہ کہا کرتے تھے کہ جس صدیق کو معجزہ نہ ہو وہ جھوٹا ہے - اسی وجہ سے جب یہ بیمارستان
مین داخل ہوئے تو وزیر نے انکے پاس آکر کہا کہ تمہارا وہ قول کیا ہوا کہ "جس صدیق کو
معجزہ نہ ہو وہ جھوٹا ہے" اب تمہارا معجزہ کہان ہے انہون نے کہا کہ میرا معجزہ یہی ہے
کہ اللہ تعالی کی اُسکے اوامر و نواہی مین موافقت کرتا ہون - ان کا قول ہے کہ نہ مرید کو
وقفہ نہ عارف کو علاقہ نہ عاشق کو گلہ نہ صادق کو دعوی نہ خالف کو قرار نہ مخلوق کو اللہ تعالی
سے فرار - جائز ہے - یہ اپنے زمانہ کے لوگون کو کہا کرتے تھے کہ تم قبر مین ہو - اور

اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ تم مین سے ہر شخص اپنی پوشاکون مین گڑا ہوا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تب تو ہمارا شمار مردون مین ہے - انہون نے کہا کہ ہان عارف پڑے سوتے ہین اور جاہل مردہ ہین - اِن سے کسی نے کہا کہ آپنے اپنی کل پوشاکین پہاڑ کر پہینکدین حالانکہ عید چلی آتی ہے اور لوگ آرایش وزیبایش مین مصروف ہین اور آپ اس حال مین ہین - انہون نے کہا کہ فقیر کا بناؤ سنگھار اُسکا فقر اور اُس فقر پر صبر ہے - انکا قول ہے کہ آفتاب ڈوبتے وقت اسی لیے زرد ہوجاتا ہے کہ کمال کی جگہہ سے الگ ہوتا ہے اسلیے خوفِ مقام سے پیلا پڑجاتا ہے اور یہی حال مومن کا ہے کہ جب اُسکے دینا سے باہر نکلنے کا وقت قریب آتا ہے تو اُسکا رنگ زرد پڑجاتا ہے کیونکہ وہ مقام سے ڈرتا ہے اور جب آفتاب نکلتا ہے تو روشن رہتا اور چمکتا ہے اسی طرح مومن بھی جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اُسکا چہرہ روشن اور چمکتا رہے گا - ایک مرتبہ اِن سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم کون ہو اونہون نے کہا کہ وہ نقطہ جو حرف بار کے نیچے ہوتا ہے - اسپر اُس شخص نے کہا کہ تم میرے معشوق ہو جبتک کہ تم اپنا کوئی مقام نہ ٹھیراؤ - یہ کہا کرتے تھے کہ میری ذلت نے یہودیون کی ذلت کو مات کردیا - بعض عارفین نے اسکے یہ معنی بیان کیے ہین کہ ذلیل کی ذلت اُسی مقدار سے ہوا کرتی ہے جس مقدار مین اُس شخص کی عظمت سے واقفیت ہوتی ہے جسکے اعتبار سے ذلت ہوتی ہے - اور اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے شبلی رح کو باعتبار یہودیون کے بہت زیادہ واقفیت تھی اسلیے ان کی ذلت بھی یہودیون کی ذلت سے بڑھی ہوئی تھی - ایک شخص انکے پاس آکر کہنے لگا کہ حضرت میرے بال بچے بہت ہوگئے ہین اور میری تدبیرین کچھ کام نہین

کرتین - انہون نے اُس سے کہا کہ اپنے گھر جاکر دیکھو جتنے لوگون کا رزق تمہارے ذمہ ہو
اُن سب کو اپنے گھر سے نکال دو اور جتنے لوگون کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو اُنکو
اپنے گھر مین رہنے دو - جب کوئی اونی چادر ٹوپی یا عمامہ انکے دل مین کھب جاتا تھا
تو اُسکو لپیٹ سپیٹ آگ مین ڈالدیتے اور جلادیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالےٰ
کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اُسکو تلف کردینا واجب ہے - اسپر ان سے
کسی نے کہا کہ آپ اُسکو خیرات کیون نہین کردیتے انہون نے کہا کہ جب وہ چیز
باقی رہے گی تو ممکن ہے کہ اورون کے پاس اُسکو دیکھکر نفس خوش ہو اس لئے
اللہ تعالیٰ کیطرف معجلت متوجہ ہونے کیلئے جلانا ہی مناسب ہے کہ اس سے وہ چیز بہت
جلد منعدم ہوجاتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب خستہ کرانے کا حکم ہوا تو انہون
نے فوراً بسولے سے کام نکال لیا اور اُن سے کسی نے پوچھا کہ آپ استرے کے
آنے تک ٹھیر کیون نہ گئے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم مین دیر لگانا بہت سخت ہے -
انکا قول تھا کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسی وقت جب روے زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر
کرنیوالا نہ دیکھونگا - بعضون نے کہا ہے کہ انکا مقصود یہ ہے کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسی وقت
جب حضرت خود مین داخل ہوجاؤنگا کیونکہ وہان ذکر ہی نہین ہے اسلئے کہ ذکر جو
دلیل ہے حجاب کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور جب مدلول مشاہدہ مین آگیا تو دلیل گئی گزری
ہوئی بلکہ اُسکا خیال وخطرہ بھی دل مین نہ آنا چاہیے - ان سے پوچھا گیا کہ صوفیون کا
یہ نام کیون رکھا گیا ہے انہون نے کہا کہ اسوجہ سے کہ انمین وہ بات کچھ باقی رہگئی
ہے اور اگر ایسا نہوتا تو اس نام کو اُن سے کیا تعلق تھا - انکا قول ہے کہ جو شخص توحید
کے ایک درجہ پر بھی مطلع ہوا وہ اُسکے بوجہ کیوجہ سے ایک بیر بھی اُٹھانے سے

عاجز ہے۔ جسنے اُسکو اُسی کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست ہے، اور جسنے اُسکو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست نہین ہے۔ حضرت شبلی رح کے خادم ابوبکر دینوری کہتے ہین کہ مینے اُنکو وفات سے پہلے کہتے ہوئے سُنا کہ میری حکومت کے زمانہ کا ایک درہم ظلم کا میرے ذمہ تہا اور ہر چند مینے اُسکے مالک کی طرف سے ہزارون درہم خیرات کردئے تاہم میرے دل پر سب سے بڑا بار اُسی کا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ معرفت کیا چیز ہے۔ انہون نے کہا کہ اُسکا اول الف ہے اور آخر وہ ہے جسکی کوئی انتہا نہین ہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ عارف نہ اپنے غیر کو دیکہتا نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اپنا نگہبان پاتا ہے۔ عاشق جب کلام نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا اور عارف جب کلام کرے گا تو ہلاک ہوگا حضرت شبلی کے سوا اوروں کا یہ قول تہا کہ عارف جب کلام کرے گا تو غیر کو ہلاک کرے گا اور جب چپ رہے گا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اسلیے اپنی نجات مقدم ہے ایک مرتبہ یہ امام کے پیچہے نماز پڑہ رہے تہے اور اُسنے یہ آیت پڑہی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۵ اسپر انہون نے بے ساختہ اس زور سے چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تہا ابہی انکی روح پرواز کرجائیگی اور کہا کہ یہ اُسکا خطاب اپنے دوستون سے ہے پہر ہمارے جیسے لوگون کے ساتہہ کیسا خطاب ہوگا ؎

آشنا را حال این دوائے بر بیگانہ

---

۵ پندرہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی چیاسٹہین آیت) اس آیت کے بقیہ الفاظ یہ ہین ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۵ اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر ہم چاہین تو جو ہمنے تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بہیجی ہے اُسکو اُٹہالیجائین پہر تمکو اُسکے لیے ہمارے مقابلے مین کوئی حمایتی بہی نہ ملے ۱۲

لوگون نے انکو بہت کم سونے پر ملامت کی تو انہون نے کہا کہ مینے حق کو اپنے آپ سے کہتے سُنا کہ جو سویا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ محجوب ہوا اور یہی باعث تہا جو مینے اپنی آنکھون مین نمک کا سرمہ ڈالا تہا تاکہ مین سوؤن نہین - حصریؒ سے اُنکی ابتدا کے زمانہ مین انہون نے کہا تہا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل مین اللہ کے سوا کوئی اور خیال آوے تو تم میرے پاس حاضر ہونا حرام ہے - انکا قول ہے کہ خانۂ کعبہ مین خلیل علیہ السلام کے آثار ہین اور دل مین اللہ عزوجل کے اور خانۂ کعبہ کے بہی ستون ہین اور دل کے بہی - مگر اُسکے ستون چٹانون کے ہین اور دل کے ستون انوار معرفت کی کانون کے - یہ کہتے تہے کہ بنی عامر کے مجنون سے کسی نے پوچہا کہ کیا تو لیلیٰ سے محبت ہے اُسنے کہا کہ نہین - پوچہنے والے نے کہا کہ یہ کیون - اُسنے کہا کہ اسلئے کہ محبت تو وصال کا ذریعہ ہے اور اب ذریعہ ہوا ہو گیا اب تو لیلیٰ مین ہون اور مین لیلیٰ ہون - ابن بشّار لوگون کو منع کیا کرتے تہے کہ شبلیؒ سے نہ ملو اور اُنکی باتین نہ سنو - مگر ایک دن ابن بشّار شبلیؒ کا امتحان لینے کو آئے اور انہون نے شبلیؒ سے پوچہا کہ پانچ اونٹون مین کسقدر زکوٰۃ ہے - اسپر شبلیؒ نے سکوت کیا تو ابن بشّار نے اسپر بہت زور دیا - آخر شبلیؒ نے کہا کہ شرع سے تو ایک بکری واجب ہے اور ہم جیسے لوگون پر کل اونٹ اسپر ابن بشّار نے پوچہا کہ اس زکوٰۃ مین آپکے کوئی مقتدا بہی ہین - انہون نے کہا کہ ہان - بشّار نے پوچہا کون - انہون نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہون نے اپنا مال سارے کا سارا دیدیا تہا اور اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تہا کہ تمنے اپنے بال بچون کے لئے کیا چہوڑا ہے تو اُنہون نے جواب دیا تہا کہ اللہ اور اُسکے رسولؐ کو یہ سُنکر ابن بشّار واپس چلے گئے اور اسکے بعد سے پہر کسی کو شبلیؒ کے پاس آنے

سے منع نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ کے متعلق انہون نے کہا ہے کہ سر کی آنکھون کو اُن چیزون سے نیچی کرو جنکو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا ہے اور دل کی آنکھون کو غیر خدا سے نیچی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ کے بارہ مین انہون نے کہا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب ہے کیونکہ وہ عہد کی خیانت اور مُقدّر پر چاہے جسطرح کا ہو ناراض ہونے سے بچا ہوا تھا۔ ان سے حدیث اذا رایتم اھل البلاء فاسئلوربکم العافیہ (جب تم بلا والونکو دیکھو تو اپنے پروردگار سے عافیت کی درخواست کرو) کے متعلق پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ بلا روا لے وہی ہین جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہین۔ ایک عید کو انہون نے دو نئے کپڑے زیب تن کئے اور لوگون کو دیکھا کہ کپڑون کی وجہ سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اس سبب سے انہون نے اپنے دونون کپڑے تنور مین ڈالدئے۔ اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہون نے بیان کیا کہ مینے چاہا کہ جسکو یہ لوگ پوجتے ہین اُسکو جلادون۔ اسکے بعد انہون نے نیلے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکے پاس کوئی فقیر آتا تو اوس سے کہتے کہ کہو تمہارے پاس کوئی خبر یا کوئی نشانی بھی ہے بعدہٗ اس مضمون کا شعر پڑھتے ؎

نہ پوچھو حال لیلیٰ کا کوئی بھی یہ نہین کہتا
یقیناً ہے مجھے معلوم منزل اُسکی مے اُس جا

ع اٹھارہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ نور کی تیسوین آیت) مسلمانون سے کہو کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین۔

ع اوننسوین پارہ کا نوان رکوع (سورہ شعراء کی نوےوین آیت) مگر جو پاک دل لیکر خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲

حافظ علیہ الرحمۃ ؎

کس ندانست[ع] کہ منزلگہِ معشوق کجا است
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

پھر وہ کہتے کہ تیری ہی عزت وجلال کی قسم ہے کہ دونون جہان مین تیرے سوا کوئی خبر دینے والا نہین ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ آفتابون کے آفتاب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے وہان جاکر سب ظلمت ہی ظلمت ہین - نقل ہے کہ شبلیؒ کی مجلس مین ایک شخص زور سے چیخا تو اُسکو اُنھون نے دجلہ مین ڈالدیا اور کہنے لگے کہ اگر سچّا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُسیطرح نجات دے گا جسطرح موسیٰ علیہ السلام کو اُسنے نجات دی تھی اور اگر جھوٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرعون کی طرح اسکو بھی غرق کردے گا - اور کہا کرتے تھے کہ جسنے مجاہدون کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا آپنے مطلوب سے دور جا پڑا اور جسنے حق تعالیٰ کو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈھا وہ اُس تک پہونچا اور اُسکے بعد اس مضمون کے شعر پڑھا کرتے تھے ؎

سُہیل و ثریا کا کیا جوڑ ہے — دونون ہون کجا یہ ممکن نہین
وہ ہے زینت افزاہی خاکِ یمن — فلک اس سے ہی شام کی سرزمین

(۲۰۶) ابو محمد عبداللہ بن محمد مرتعش نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ابوحفص و ابوعثمان و جنید رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اور بغداد مین اقامت اختیار

ع ؎ ترجمہ ؎ کہان ہے منزل معشوق کسکو ہے معلوم ۔ جو ہے تو یہ کہ جرس کی صدا ئین آتی ہین ۱۲

کی یہانتک کہ بزرگان عراق مین کیتاے زمانہ ہوے - لوگ کہتے تھے کہ تصوف مین
بغداد کے عجائب تین بزرگ ہوئے اشارات مین شبلی - مکاشفات مین مرتعش اور
حکایات مین جعفر خلدی - یہ شونیزیہ کی مسجد مین ہاکرتے تھے اور تین سو اٹھائیس ۳۲۸ ہجری مین بغداد
سے اصلی دارالسلام کو سدہارے - انکے کلام یہ ہین :- غیر خدا سے دل کا تسکین
پانا ایک عذاب ہے جسمین اللہ تعالیٰ بندہ کو دنیا مین مبتلا فرماتا ہے - چیزون کی حقیقتین
چلی گئین اور اُنکے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہین اور حقائق مفقود ہین اور دلون
کے اندر دعوے چھپے ہوے ہین اور زبانین اُنکو بیان کر رہی ہین اور عنقریب یہ
زبانین اور یہ دعوے بھی چلے جائین گے پس نہ کوئی زبان گویا پائی جائے گی اور
نہ کوئی مدعی صائب ملے گا - اور مسلمان خلق کا محبوب ہوتا ہے اور مومن خلق سے غنی
ہوتا ہے - ایک مرتبہ انہون نے رمضان کے اخیر عشرہ مین اعتکاف کیا اور متعبدون
کو تہجد اور قاریون کو قرآن پڑہتے دیکہا تو یہ اعتکاف توڑکر دہان سے باہر نکل آئے -
اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ جب مینے اُنکو اپنی طاعت کے تئین بڑی
چیز سمجھتے اور اپنی عبادت پر بہروسا کرتے دیکہا تو اس خوف سے کہ کہین انپر بلا نازل
نہو مجھے نکل بہاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تہا -

(۲۰۷) ابوعلی رودباری - جنکا نام احمد بن محمد تہا - رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یہ کسریٰ کی دزدیات مین سے اور بغداد کے باشندے تھے - انہون نے مصر مین سکونت
اختیار کی تہی اور وہان کے شیخ تھے - اور تین سو بائیس ۳۲۲ ہجری مین وہین وفات پائی اور قرافہ مین

ذوالنون مصری کے قریب دفن ہوئے۔ جنیدؒ و نوریؒ و ابوحمزہؒ بغدادی کی صحبتوں مین رہے تھے۔ اور حدیث کے حافظ خوش طبع اور طریقت کے عارف تھے۔ اپنے استادون پر فخر کرتے اور کہتے تھے کہ میرے شیخ تصوف مین جنیدؒ۔ فقہ مین ابو العباس[ع۵] بن سریجؒ۔ ادب مین ثعلب[ع۶]۔ اور حدیث مین ابراہیم[ع۷] حربی تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انکا قول ہے کہ اشارت اُس سے جدا ہونے کے سوا کچھ نہین ہے جو شارع[ع۸] الیہ مین سے دل مین موجود ہے اور حقیقت مین یہ ہے کہ اشارہ کے ساتھ علتین ہوتی ہین اور علتین حقائق سے دور ہین۔ آن سے کسی نے کہا کہ ایک شخص بابے سنتا اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہین کیونکہ مین ایسے درجہ پر پہونچا ہون کہ اختلاف مجھ مین اثر نہین کرتا اسپر انہون نے کہا کہ ہان پہونچا تو ہے مگر جہنم مین۔ یہ کہتے تھے کہ اگر اہل توحید تجرید کی زبان سے کلام کرین تو کوئی عاشق باقی نہ رہے جسکو موت نہ آجاے۔ کیونکہ چیزین اُسکے حضور مین آسکتی ہین وہ تو سعہ اپنی ذاتون کے اپنی ذاتون سے اُسمین فنا ہوگئی

ع۵ یہ شافعی مذہب کے علماء اور اسلام کے اماموں مین سے تھے۔ انھین کے ذریعہ سے مذہب شافعی اکثر ملکون مین پھیلا ساٹھ سے ستاون سال کی عمر مین ۳۰۵ جمادی الاول ۳۰۶ ہجری مین بغداد مین فوت ہوے مترجم مختصراً از ابن خلکان ۱۲

ع۶ ابو العباس کنیت احمد نام اور ثعلب عرف تھا۔ نحو و لغت مین کوفیون کے امام تھے۔ ابن الاعرابی و ذبیر بن بکار کے شاگرد۔ اور اخفش اصغر اور ابوبکر بن الانباری وغیرہ کے استاد تھے۔ بقول بعض ۲۰ صفر ۲۹۱ ہجری مین پیدا اور ۷ رمضان ۲۹۱ ہجری مین فوت ہوئے۔ ۱۲ مترجم مختصراً از ابن خلکان۔

ع۷ مشہور اماموں مین سے حافظ حدیث اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے سرمایۂ ناز شاگرد تھے۔ غریب الحدیث اور رجال سے مسانید اور دوسری کتابین ہی انکی تالیف ہین ۱۹۸ھ مین پیدا ہوے اور ۲۸۵ھ مین فوت ہوے۔ ۱۲

ع۸ مترجم از فوات الوفیات و تاج العروس

ہین یا کیونکر چیزین اُس سے غائب ہوسکتی ہین وہ تو اُنہی کے ذریعہ سے اپنی صفات
کے ساتھ ظاہر ہوئی ہین پس پاک ہے وہ جسکے سامنے نہ کوئی چیز حاضر ہے اور نہ
جس سے کوئی شے غائب ہے۔ جب قلوب کو ذاتِ حق کے مشاہدہ کا شوق ہوتا ہے
تو اُنکو اسمار القار کیے جاتے ہین پس اُنکو سکون ہوجاتا ہے اور وہ انکی طرف مائل ہوجاتے
ہین اور ذات تجلّی کے وقت تک پردہ مین رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول وللہ الاسماء[۵]
الحسنی فادعوہ بھا[۵] کا مطلب یہی ہے کہ حقایق کے ادراک مین ان
اسمار پر ٹھیرو۔ حق تعالیٰ نے ناموں کو خلق کے لئے اسواسطے ظاہر کردیا کہ عاشقون کے
دل ان سے تسکین پائین اور عارفون کے دل ان سے انس حاصل کرین۔ مشاہدات
دلون کے لئے ہین۔ مکاشفات باطن کے لئے معاینات بصیرتون کیلئے اور مرئیات
آنکھون کے لئے۔ جسنے اپنے آپ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا وہ موجودات مین سے کسی
چیز پر عبرت کی نگاہ ڈالنے سے اندھا ہوگیا۔ جب کسی نے دعویٰ کیا تو ضرور حقائق
سے خالی کر دیا گیا اور اگر وہ کسی چیز مین تحقیق کو پہونچا ہوتا تو حقیقت ہی اُسکی طرف
سے بولتی اور اُسکو دعوے کا محتاج نہ رکھتی۔ اور تصوف معشوق کے دروازہ پر دستک
دینے کا نام ہے گو ہنکال ہی کیون نہ دیا جاے۔ اور ایک اور مرتبہ جوان سے تصوف
کے بارہ مین پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ تصوف دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفائی
کا نام ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگ دیکھے ہین جو بغیر آپس کے وعدون کے
اکٹھا ہوتے اور بغیر باہمی مشورہ کے متفرق ہوجاتے تھے۔ آن سے جب کوئی غیر جانے کی

---

۵ نوین پارہ بارہوان رکوع (سورہ اعراف کی اکیسوا سیوین آیت) اور اللہ کے نام اچھے ہین تو اُسکے
نام لیکر پکارو۔ ۱۲

اجازت چاہتا تو یہ جواب نہ دیتے اور مُنہ پھیر لیتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی بندہ سے اللہ تعالےٰ کے ناراض ہونے کی ایک علامت ہے کہ ذکر کی مجلس جب طول پکڑے تو وہ گھبرانے لگے کیونکہ اگر وہ اسکو دوست رکھتا تو اُسکی حضوری کے ہزار برس بھی آنکھ جھپکنے کے برابر نظر آتے۔ انکا قول تھا کہ ایسے کاملون کے سوا جن پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت چھا گئی ہو اوروں کو مناسب نہیں ہے کہ کم عمرون کی تعلیم و تربیت کریں اور ایک کامل نوعمر لڑکون کو تعلیم کرتے تھے مگر جبتک اُنکی ڈاڑھیان نہ نکلتی تھیں بہت ہی تھوڑے آدمی اُن سے واقف ہوتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بغداد مین بیس جوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نوعمر لڑکا تھا۔ یہ سب کے سب ایک جگہ مین جمع تھے۔ اور انہون نے نوعمرون مین سے ایک کو اپنی ضروریات لانے کو بازار بھیجا اوسنے بہت دیر لگائی اور ان لوگون کو اُسکی دیر پر غصہ آیا۔ آخر وہ ہنستا ہوا اور ہاتھ مین ایک خربزہ اوچھالتا ہوا پہونچا۔ یارون نے اوس سے پوچھا کہ یہ خربزہ تو کتنے مین لایا۔ اُسنے کہا کہ بس درہم (سوا چھ روپے) مین۔ یارون نے کہا کہ اسقدر گران ہونے کا سبب؟ اُسنے کہا کہ مینے ایک فقیر کو اسپر ہاتھ رکھتے دیکھا اسلئے مینے خیال کیا کہ اُسکے ہاتھ رکھنے سے تمکو برکت حاصل ہوگی۔ اُسکے اس فعل سے سب خوش ہوئے اور سب نے خربزہ کو آپس مین تقسیم کیا اور اُسکو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل طریق کی تعظیم تیرے دل مین اور زیادہ کرے چنانچہ وہ نوعمر بہت بڑے اہل طریق مین سے ہو کر مرا۔

ابو علی رودباری فقیرون کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ انہون نے کئی بورے قند منگوایا اور حلوائیون کو بلوا کر اُسکی دیوارین معہ محرابون اور کنگرون کے قند ہی کے منقش ستونون پر بنوائین۔ اور جب یہ عمارت بنکر کھڑی ہو چکی تو صوفیون کو بلوا کر

اُسکو ڈھوایا۔ تڑوایا اور لٹوایا۔ اور خود شکر خدا کرتے رہے۔

(۲۰۸) ابو علی محمد بن عبد الوہاب ثقفی رحمہ اللہ تعالےٰ

ابو حفص اور احمد دن قصار سے ملے اور اکثر علوم شرع کے امام تھے اور اُسکے ہر فن مین دستگاہ تام رکھتے تھے۔ بعد کو انہون نے اپنے اکثر علوم کو بیکار کر دیا اور علوم صوفیہ کو اپنا شغلہ بنایا اور اُسمین بہت ہی عمدہ تقریرین کین اور نیشا پور مین انہین سے تصوف کا ظہور ہوا۔ عیوب نفس اور آفات افعال پر تمام بزرگون سے انکی تقریرین عمدہ ہوتی تین تین سو اٹھائیس ۳۲۸ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے۔ کمال عبودیت یہی ہے کہ علل اشیاء کی معرفت سے بالکلیہ عاجز و قاصر رہے۔

جو شخص بڑے لوگون کی صحبت مین طریق خدمت کے سوا اور طرح پر رہا وہ اُنکے فوائد اور اُنکی نگاہون کی برکات سے محروم رہا اور اوسپر اُنکے انوار کچھ بھی ظاہر نہونگے جسپر نفسانی خواہش غالب ہوگی اُس سے اُسکی عقل پوشیدہ رہیگی۔ غفلت نے لوگون کی معاش و افعال و احوال کی راہون کو وسیع کر دیا ہے اور بیداری و پرہیزگاری نے لوگون کے لئے اونکو تنگ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص سارے علوم کا جامع ہو جائے اور بہت سے گروہون کی صحبت مین رہے تو بھی مردان راہ کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا مگر کسی پیر یا ادب دینے والے نصیحت کرنیوالے پیشوا کی بتائی ہوئی ریاضت سے اور جسنے ایسے حکم کرنیوالے اور منع کرنیوالے سے جو اُسکے افعال کے عیوب اور اُسکے نفس کی رعونتون سے آگاہ کرتا رہا ہو ادب نہ سیکھا ہو اُسکی بیرونی معاملات

کی درستی مین جائز نہین ہے - اس اُمت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جسمین کوئی مومن اچھی طرح سے زندگی بسر نہ کرسکے گا مگر کسی منافق پر بھروسا کرنے کے بعد - اور یہ اپنی تقریرون مین کہا کرتے تھے کہ اے وہ شخص جسنے ہر شئے کو لا شئے پر بیچ ڈالا اور ہر شئے کے بدلے لا شئے کو خریدا -

(۲۰۹) ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملامتیہ گروہ کے شیخ اور نیشاپور مین یکتاے روزگار تھے اور انکا ایک خاص طریق تھا جسمین یہ منفرد تھے - حمدون قصار کی صحبت مین رہے اور اُنکا طریق سیکھا ظاہری علوم کے عالم تھے اور انہون نے بہت حدیثین لکھی تھین - ابو علی ثقفی انکی عزت و عظمت اور بہت قدر کرتے تھے تیس سو انتیس ۳۲۹ ہجری مین نیشاپور سے راہی جنت ہوئے - انکے کلمات مین سے ہے - جس فقیر نے کسب اور لوٹا دیے جانے کی ذلتین نہ اُٹھائین اُسمین کچھ بھلائی نہین ہے - جسنے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ اُٹھا لیا لوگ اُسکے سایہ مین رہین گے - اپنی زبان سے اپنا حال بیان کیا کرو اور دوسرون کے احوال کے ناقل نہ بنو - اپنے علم سے جب خود تمھین نفع نہوے تو اور کوئی اوس سے کیونکر نفع پائیگا - جسنے ایسی چیز کو ضروری بنا لیا جسکی اُسکو حاجت نہین ہے اُسنے اپنے احوال مین سے اُس چیز کو ضائع کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے اور جو اسکے لئے لابدی ہے فقیرون مین سے جسنے کسی ایک فریضہ کو بھی ضایع کیا ضرور وہ سنتون کے ضائع کرنے مین مبتلا ہوا اور جو فقیر سنتون کے ضایع کرنے مین مبتلا ہوا وہ بدعتون مین مبتلا ہونیکے

قریب پہونچا۔ کسی کے لئے کسی حال مین تسلیم اور دعوی دونون جمع نہین ہوسکتے۔ اگر کسی بندہ کی عمر بھر مین ایک سانس بھی بغیر ریا و شرک کے درست ہوجاے تو اُس کی برکتین آخر زمانہ تک اوسپر اثر کرین۔ ہمارے دل مین تو ربوبیت کے اوصاف چھپے ہوے ہین پھر عبودیت کا اظہار کسلئے کرتے ہو؟ جس شخص کے علمون مین سے کسی چیز کی تمکو احتیاج ہو اُسکے عیبون مین سے کسی پر نظر نہ ڈالو کیونکہ اُسکے عیبون کا دیکھنا تمکو اُسکے علوم کے فائدہ سے محروم رکھے گا۔ اور تمہارے وقتون مین سے سب سے زیادہ فضیلت اُسوقت کو ہے جسمین لوگ تمہاری بدگمانی سے بچے رہین۔

(۲۱۰) ابو مغیث حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالی

یہ اصل مین بیضاء فارس کے تھے مگر ملک عراق کے شہر واسط مین انہون نے نشو و نما پایا تھا۔ جنید و نوری و عمرو بن عثمان مکی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کی صحبتین پائی تھین۔ بزرگان دین کو انکے معاملہ مین اختلاف ہے۔ اکثر بزرگون نے انکو تسلیم نہین کیا اور اسکا انکار کیا ہے کہ تصوف مین انہون نے قدم ہی رکھا تھا۔ اور بعض نے انکو قبول کیا اور صوفی مانا ہے۔ آخر الذکر بزرگون مین ابو العباس بن عطار محمد بن حنیف[ع] اور ابو القاسم

ع مترجم کہتا ہے کہ اصل عربی مین دونون جگہ "محمد بن حنیف" لکھا ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ محمد بن حنیف صحیح ہے تصحیف کاتب سے خفیف کا حنیف ہوگیا ہے۔ اسلئے کہ محمد بن حنیف نام کے کوئی بزرگ نہ رسالہ قشیریہ مین مذکور ہین اور نہ اس کتاب مین۔ حالانکہ ابو العباس بن عطار اور ابو القاسم نصر آبادی کے ساتھ بطریق استناد اُنکا نام لیا جانا خود اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ بھی بڑے پایہ کے شخص ہون۔

نصر آبادی ہین - ان بزرگون نے انکی ستایش کی - انکے حال کو درست بتایا - انکے کلام کو نقل کیا اور انکو ایک محقق قرار دیا ہے - یہانتک کہ محمد بن حنیف کہا کرتے تھے کہ حسین بن منصور ربانی عالم تھے - تین سو نو ۳۰۹ ہجری کی چوبیسوین ذیقعدہ کو شنبہ کے دن بغداد کے باب الطاق مین قتل ہوئے **مین کہتا ہون** کہ ابن خلکان مین جو کچھ لکھا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ "حسین حلاج قتل کئے گئے مگر کوئی ایسی بات جو قتل کا موجب ہو انکی نسبت ثابت نہوئی تھی" اور امام قشیری نے جہان اہل سنت کے عقائد کے ساتھ انکے عقیدہ کا ذکر آغاز کتاب مین انکی نسبت حسن ظن کا دروازہ کھولدینے کیلئے کیا ہے وہان انہون نے انکے پاک صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بعدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) بہرحال مین اس خفیف غلطی کو نظرانداز کرکے اور اپنے نزدیک اسکو صحیح مانکر کہ دوسرا نام محمد بن خفیف ہی ہے کہتا ہون کہ اس کتاب کے تراجم نمبر (۱۸۵) و (۲۳۴) و (۲۳۹) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینون بزرگون مین سے ہر ایک بجاے خود ایسے معاملہ مین جیسا کہ حلاج کا ہے قوی حجت ہے - کیونکہ یہ تینون جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ اور منصور حلاج کے ہمعصر تھے - علاوہ بران ابن خلکان نے منصور حلاج کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ امام ابوحامد احمد غزالی نے اپنی کتاب مشکوٰۃ الانوار مین ایک باب منصور حلاج کی برأت مین لکھا ہے جسمین انہون نے اونکے کلمات "انا الحق" وغیرہ کی بہت ہی عمدہ توجیہ و تاویل کی ہے - اور تبلایا ہے کہ عشق مین ایک درجہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے آپ کو معدوم اور اپنے ہر رگ و ریشہ مین معشوق ہی کو موجود پاتا ہے یہی مضمون اس فارسی کے مشہور شعر مین ادا کیا گیا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

مجنون کی بھی یہ حالت ہوئی تھی کہ "انا لیلیٰ" "انا لیلیٰ" کہا کرتا تھا - راقم کا مقصود اس خامہ فرسائی سے یہ ہے کہ جو کٹھ ملا اور قلاعوذے کہ بے تحقیق ایسے لوگون کو جھوٹ کا فرکہہ دیتے ہین وہ اپنے دین و ایمان پر

انکی نسبت جو گفتگو ہے اُسکے باعث مردان راہ کے آخر مین انکا ذکر کیا ہے - اور مینے انکے متعلق مقدمہ مین شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے - واللہ تعالے اعلم -

آنکے اقوال مین سے ہے کہ: - لوگون کو نام کے پردہ مین رکھا تو زندہ رہے اور اگر اُن پر قدرت کے علوم کھول دیتا تو حواس باختہ ہوجاتے اور اگر اُنکے لئے حقیقت کو کھول دیتا تو مرہی جاتے - اللہ تعالی کے نام ادراک کی حیثیت سے نام ہین اور حق کی حیثیت سے حقیقت ہین - جب بندہ چلکر مقام معرفت تک پہنچتا ہے تو اُسکے خواطر کے ذریعہ سے اُسکو وحی ہوتی اور اُسکے باطن مین یہہ بیٹہا دیا جاتا ہے کہ تسبیح کیا کرے اور حق کے سوا کسیکا خیال اُسمین نہ آنے پاوے اور عارف کی علامت یہ ہے کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو - اُن سے پوچھا گیا کہ توحید کسکو کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ جو شخص کہ اپنے اول قصد مین اللہ تعالی کی طرف سے نشانہ لگائے پس جبتک کہ پہونچے نہین عروج نہ کرے - یہ سوال پر تھے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے - اُس سے کہنے لگے کہ یہ وہ چیز ہے جسکی سب سے ہلکی حالت یہ ہے جو تم دیکھہ رہے ہو - انکا قول ہے کہ جسنے اعمال پر نظر کی وہ معول لہٗ سے حجاب مین رہا اور جسنے معول لہٗ پر نظر کی وہ اعمال کے دیکھنے سے حجاب مین رکھا گیا - جو شخص غیر خدا کو دیکھتا یا غیر خدا کو یاد کرتا ہے اُسکو یہ کہنا جائز نہین ہے کہ مینے اُس خدا سے یگانہ کو دیکھا ہے جس سے آحاد ظہور پذیر ہوئے ہین - جسکو توحید کے انوار ست کر دیتے ہین اُسکو تجرید کے بیان سے روک دیتے ہین اور جسکو تجرید کے انوار ست

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) رحم کرین اور دوسرون کو کہتے کہتے واقع مین خود ہی نہ ہوجائین - احتیاط و حسن ظن کا ادنی درجہ کف لسان ہے ۱۲

کر دیتے ہین وہ توحید کے حقائق زبان پر لاتا ہے کیونکہ جو کچھ باتین دل مین چھپی ہوتی ہین اُنکو مست ہی ظاہر کر دیا کرتا ہے - جسنے ایمان کی روشنی سے حق کو ڈھونڈا ہا وہ اس شخص جیسا ہے جو ستارون کی روشنی سے آفتاب کو تلاش کرتا ہے - اُس سے نہ مین جدا ہوا نہ ملا - سچا متوکل اُسوقت تک نہین کہا تا جبتک کہ شہر مین اس کہانے کا اس سے زیادہ مستحق موجود ہوتا ہے - صوفی کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ وہ وحدانی الذات ہوتا ہے جسکو کوئی قبول نہ کرے اور وہ اللہ تعالے کی نسبت اور اللہ تعالی کی طرف اشارہ کرنیوالا ہوتا ہے - اور ایک شخص انکے پاس آکر کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ وہ حق تعالی کونسا ہے جسکی طرف تم اشارہ کرتے ہو انہون نے کہا کہ جو سارے خلق کو بیمار ڈالتا اور خود بیمار نہین ہوتا ہے - اُن سے کسی نے پوچھا کہ موسی علیہ السلام کا کلام کے وقت کیا حال تہا - انہون نے کہا کہ موسیٰؑ کے لئے حق سے ایک ظہور جلوہ گر ہوا پس موسیٰؑ کا کوئی اثر باقی نہ رہا پھر موسیٰؑ موسیٰؑ سے فنا ہو گئے اور موسیٰؑ کو موسیٰؑ کی کچھ خبر نہ رہی بعدہٗ اُسنے کلام کیا پس کلام کرنے والا ہی وہ تہا جس سے کلام کیا گیا تہا کیونکہ موسیٰؑ جمع کی حالت مین آگئے تہے اور اپنے آپ سے فنا ہو گئے تہے ورنہ موسیٰؑ خطاب کے برداشت کرنے یا اُس سے ایا کرنے کی طاقت کہان سے لاتے مگر وہ اللہ ہی سے قائم ہوئے اور اُسی کے ذریعہ سے انہون نے سُنا - اُنکا قول ہے کہ جب بندہ پر ہمیشہ بلا آتی رہتی ہے تو وہ اُس سے مالوف ہو جاتا ہے - ابو العباس رازی کا بیان ہے کہ میرا بہائی حسین بن منصور کا خادم تہا وہ کہتا تہا کہ جب وہ رات آئی جسکی صبح کو وہ قتل ہونیوالے تہے مینے اُن سے عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ مجھسے کچھ وصیت کرین - انہون نے کہا کہ اپنے

نفس سے کسی دم غافل نہ رہو اگر تم اُسکو مشغول نہ رکھوگے تو وہ تمکو مشغول رکھیگا
اور جب صبح ہوئی اور وہ قتل کے لئے باہر لائے گئے تو کہنے لگے کہ گیا نہ کا ایک کو اپنے
لئے الگ کر لینا بس کرتا ہے - بعدہٗ وہ بیڑی پہنے ہوئے اس مضمون کے اشعار پڑھتے
اور اٹھلاتے ہوئے جاتے تھے ؎

میرا ہمدم نہین جفا پیشہ		اُس سے مجکو نہین یہ اندیشہ	
تھی پلائی جو خود وہ پیتا ہے		میزبانون کا جیسا شیوہ ہے	
چل چکے دور تب لگائی تیغ		جان اوس سے مجھ نہین ہے دریغ	
گنّے ہاتھی سے کھاتا ہے شوار		دوست اژدر کا ہے اُسی کا شکار	

اسکے بعد انہون نے کہا کہ لِيَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَ
الَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ - اسکے بعد
وہ کچھ بھی نہ بولے یہانتک کہ جو ہونا تھا وہ اُنکے ساتھ ہوا - قضاعی کہتے ہین کہ وہ جعفر بن
معتضد کی خلافت مین قتل ہوئے اور پہلے اُنکے دونون ہاتھ اور دونون پانون کاٹ
ڈالے گئے بعدہٗ اُنکا سر قلم ہوا اور آگ مین جلایا گیا خدا اُن پر رحم کرے - فتّاد
کہتے ہین کہ ایک دن مین حلّاج سے ملا تو انہون نے میرے سامنے پہلے اس مضمون کا
شعر پڑھا ؎

ذرا سی جان ہے یا مر مٹے گی		درِ جانان پہ یا جا کر رہے گی	

ع پچیسوین پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ شوریٰ کی اٹھارہوین آیت) جنکو قیامت کا یقین نہین وہ تو
اُسکے لئے جلدی مچا رہے ہین اور جو ایمان والے ہین وہ اُس سے ڈر رہے ہین اور جانتے ہین
کہ قیامت کا آنا برحق ہے ۱۲

اور بہانہون نے اور چند شعر پڑہے جنکے ترجمے یہ ہین ؎

دوئی مجھ مین اور حق مین باقی نہین		دلیل اسکی گو مجکو آتی نہین	
وہ خود مستدل - دال و مدلول ہے		یہی قول معقول و منقول ہے	
یہی ہے عقیدہ یہی ہے یقین		یہی میری توحید و ایمان و دین	
یہ ہے نور حق کی تجلی عیان		جو ہے جلوہ گریان بصد زیب و شان	
صنائع نہین ذات باری پہ دال		حدوث انمین - اور ہے قدم اُسکا حال	

ابو العباس بن عطار رحمہ اللہ تعالے کو حلاج نے یہ رقعہ لکہا تہا خدا تمہاری عمر دراز کرے اور تمہاری سناونی مجھے نہ سنائے جسکی بنا عمدہ ترین حکم قضا و قدر اور شہرت خبر ہے اور نیز تمہاری محبت و مودت کے گوناگون نقش اور رنگا رنگ اثار جنکو نہ کوئی نامہ ٹہیک ٹہیک بیان کر سکتا ہے نہ کوئی خامہ تفصیل کے ساتہہ لکہہ سکتا ہے اور نہ کوئی عتاب سمیٹ سکتا ہے بعدہٗ اُسکے نیچے اس مضمون کو عربی اشعار مین ادا کیا تہا ؎

یہ نامہ مین تمکو تو لکہتا نہین		مخاطب ہے خود روح میری جناب	
بہلا روح و عاشق مین بہی بُعد ہے		جو اُسکی طرف سے ہوا سکو خطاب	
تمہارا جو خط ہے وہی ہے مرا		ہر اک نامہ خود ہی ہے اپنا جواب	

(۲۱۱) ابو الخیر اقطع (دست بُریدہ) تیناتی رحمہ اللہ تعالی

یہ اصل مین مغرب کے تے اور تینات مین سکونت پذیر ہوئے تہے - انکی ولایت کی

علامتین اور کرامتین اسقدر ہین کہ اُنکا بیان موجب طوالت ہے - عبدالعزیز ابن الجلار اور دوسرے بزرگون رحمہم اللہ کی صحبتون مین رہے - اور توکل مین اپنے زمانہ کے یکتا تھے - درندے اور حشرات الارض ان سے مانوس تھے اور انکی فراست بڑی تیز تھی - کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری مین مصر سے راہی ملک بقا ہوے اور منارۂ دیلمیہ واقع قرافۂ صغریٰ کے پہلو مین دفن ہوے - اُنکا بیان ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر پہونچا اور اُسوقت مین بھوکا تھا مین کہا کہ یارسول اللہ مین آپکا مہمان ہون اور وہان سے کنارہ ہوکر منبر کے نیچے سو رہا خواب مین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور دونون آنکھون کے بیچ مینے بوسہ دیا آنحضرت صلعم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی اور اُسمین سے نصف مینے کھالی اور خواب سے جب مین بیدار ہوا تو باقی نصف روٹی میرے ہاتھ مین تھی - انھون نے جعفر خلدی کو لکھ بھیجا تھا کہ اس زمانہ مین فقیرون نے تمکو جاہل قرار دیا ہے اور اسکے باعث خود تم ہو کیونکہ کمال سے پہلے تم شیخ بن بیٹھے اور اورون کی ادب آموزی مین اپنے نفس کی تادیب سے غافل ہوگئے - اُنکا قول ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اُسکے ذکر کا کوئی معاوضہ سامنے نہین آتا اور جب کوئی معاوضہ سامنے آیا تو وہ اپنے ذکر سے خارج ہوگیا - انکے پاس بغداد یون کی ایک جماعت بڑھاتی ہوئی پہونچی اور یہ اُنکی باتون سے گھبرائے اسلئے اُنکے پاس سے باہر نکل آئے - اُسیوقت ایک درندہ پہونچا اور گھر کے اندر چلا گیا - اُسکو دیکھکر ایک دوسرے سے چمٹ گیا اور سب چُپ ہوگئے - اُنکی حالتین بدل گئین رنگ دگرگون ہوگیا اور سب بہت ہی خوف زدہ ہوگئے اُسوقت ابوالخیر نے اُنکے پاس آکر کہا کہ وہ دعوے کیا ہوئے اور پھر درندے کو اُنکے پاس

سے ہنکال دیا۔ ابراہیم رقی کہتے ہین کہ مین ابوالخیر تیناتی کو سلام کرنے کے ارادہ سے اُنکے پاس گیا ہوا تھا کہ مغرب کا وقت ہوگیا اور انہون نے مغرب کی نماز پڑہی مگر سورۂ فاتحہ درست نہ پڑہی اسپر مینے اپنے دل مین کہا کہ مین بیفائدہ سفر کرکے آیا بہرحال نماز سے فارغ ہوکر مین طہارت کیلیے باہر نکلا تو مجھپر شیر جھپٹا مین لوٹ آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ مجھپر شیر جھپٹا اسکو سُنکر وہ باہر نکل آئے اور انہون نے اسکو ڈانٹ بتائی اور کہا کہ کیا مینے تجھسے نہین کہا ہے کہ میرے مہمانون کے سامنے نہ آیا کر یہ سُنکر وہ شیر کنارہ ہوگیا اور مینے باہر جاکر طہارت کی اور جب مین واپس آیا تو اُنہون نے مجھسے کہا کہ تم ظاہری باتون کے درست کرنے مین پہنسے اسلیے شیر سے ڈرے اور ہم باطنی امور کی درستی مین مشغول ہوئے تو شیر ہمسے ڈرے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست نہ کرنا کہ تمکو صبر عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرنا کہ تمہارے ساتھ نرمی کرے اسلیے کہ یہی بہتر ہے اور ہمارے جیسے لوگون پر صبر کی تلخیان برداشت کرنی بہت دشوار ہے۔ زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام جب یہودیون سے بھاگ نکلے اور ایک درخت نے اُنکو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت اُنکے لیے پھٹ گیا اور وہ اُسکے پیٹ مین گھس گئے اور وہ درخت سوا اُنکے پیر برابر ہوگیا تو اُنکے ایک دشمن نے آکر اُنکی عبا پکڑلی اور دوسرون کو آواز دی کہ زکریا یہ رہے۔ چنانچہ اُن لوگون نے آرہ نکالا اور اُس درخت کو چیرنا شروع کیا اور جب آرہ زکریا علیہ السلام پر پہونچا تو اُنہون نے زور سے آہ کی اُسوقت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تمکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تمنے دوسری آہ نکالی تو مین نبوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دونگا آخر زکریا علیہ السلام نے جی دباکر صبر کیا اور

دو ٹکڑے کر دیئے گئے مگر اُف نہ کی۔ انکے اقطع یعنی دست بریدہ ہونے کا سبب یہ ہوا کہ انہون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ مین کسی چیز کی طرف جسکو زمین اُگاتی ہے خواہش سے ہاتھ نہ بڑہاؤنگا مگر اُنہون نے بھول کر بُن کے پودے سے ایک خوشہ توڑا اور اُسکو چبا ہی رہے تھے کہ وہ عہد یاد آیا تو اُنہون نے فوراً خوشہ کو پھینکدیا اور جو مُنہ مین رہ گیا تھا اُسکو تھوک دیا اور شرما کر پھٹہ گئے یہ کہتے ہین کہ مین اچھی طرح سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ سوارون اور پیدلون نے مجھے گھیر لیا اور مجھسے چلنے کو کہا چنانچہ وہ مجھے لیے ہوئے اسکندریہ کے سمندر کے کنارہ پر پہونچے وہان پہونچکر مینے دیکھا کہ ایک حاکم ہے اور اُسکے سامنے کچھ حبشی ہین جنہون نے رہزنی کی تھی اور سپاہی مجھے سیاہ فام دیکھکر اور نیز اس وجہ سے کہ میرے پاس ڈہال۔ تلوار اور حربہ وہتیار تھے یہ سمجھے کہ بلاشبہہ مین بھی اُنھین مین سے ہون۔ خلاصہ یہ کہ حبشیون کے ہاتھ اور پانون کاٹے گئے اور جب میری نوبت آئی تو مجھسے بھی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ بڑہا چنانچہ مینے بڑہا دیا اور وہ کاٹ ڈالا گیا پھر کہا گیا کہ اپنا پانون بڑہا مینے اپنا پانون بھی پھیلا دیا اور کہا کہ اے میرے معبود سردار و آقا میرا ہاتھ تو گنہگار تھا مگر میرے پانون نے کیا کیا ہے۔ یہ کہنا ہی تھا کہ ایک سوار پہونچا اور حاکم کے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یہ ایک نیکوکار شخص ابوالخیر تیناتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سُنکر حاکم نے اپنے آپ کو زمین پر ڈالدیا اور میرے کٹے ہوئے ہاتھ کو زمین سے اُٹھا کر بوسہ دیا اور وہ مجھسے لپٹ گیا اور عذرخواہی کرنے لگا مینے اُس سے کہا کہ مینے پہلے ہی سے تجھے معاف کر دیا ہے ہاتھ نے گناہ کیا تھا اسلیے وہ کاٹا گیا ؎

ہرکس از دست غیر نالہ کند　　سعدی از دست خویشتن فریاد

(۲۱۲) ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی اصل بغداد سے ہے - جنید و نوری و ابو سعید خرّاز کی صحبتین پائین - انہون نے مکّہ معظمہ مین اقامت اختیار کی وہین سو بائیس ۳۲۲ ہجری تک جسمین انہون نے وفات پائی وہین رہے - یہ علم طریقت کے اُن اماموں مین سے ایک تھے جنکی طرف اُنگلیان اُٹھتی تھین - مرتعش رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کتانی حرم کے چراغ ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگو تو فوراً عمل شروع کردو - اپنے جسم سے دنیا مین رہو اور اپنے قلب سے آخرت مین رہو - غفلت سے بیدار ہونے کے وقت کی پریشانی اور حظِ نفس سے روگردانی اور قطعیت کے خوف کی کپکپی تقلین کی عبادت سے افضل ہے - ایک مرتبہ انہون نے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے ہوئے دیکھکر کہا کہ اِس شخص نے اپنے بچپن مین اللہ تعالیٰ کے کام کو ضایع کیا اسلیے جب یہ بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ضائع کیا - اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا مرتبہ درست ہوا عنایت بھی درست ہوئی کیونکہ یہ دونون ایسے حال ہین کہ ایک دوسرے کے بغیر درست نہین ہوتا - شہرت شیطان کی باگ ہے اور جسنے شیطان کی باگ پکڑی اُسی کے پاس وہ رہا اِن سے پوچھا گیا کہ وہ سُنّتین کونسی ہین جنمین کسی اہل علم کو اختلاف نہین ہے - انہون نے کہا کہ دنیا مین زہد نفس کی سخاوت اور خلق کی نصیحت - اور اُن سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نسبت زہد کیا ہے تو انہون نے جواب دیا کہ چیز کے چلے جانے سے دل کا خوش ہونا اور تمام خلائق کی اذیتون کو برابر

برداشت کرتے رہنا اور جو مصیبت اُسکو لوگون سے پہونچے اُسکی نسبت یہ کہنا کہ مین تو اس سے زیادہ کا سزاوار ہون اور یہ سمجھنا کہ مین آگ کا سزاوار تھا اور خاکستر پر صلح ہوگئی - آوداس سے کسی نے پوچھا کہ عارف کسکو کہتے ہین - انہون نے کہا کہ جو شخص پہلے کامون مین اللہ تعالیٰ کے حکمون کی موافقت کرے اور اپنے احوال مین سے کسی مین اُسکی مخالفت نہ کرے اور اُس سے بے تکلف اُسکے اولیا جیسی محبت کرے اور پلک جھپکنے بھر بھی اُسکے ذکر سے باز نہ رہے - اور انکا قول ہے کہ صوفیہ ظاہر کے غلام باطن کے آزاد ہین - جب کسی سر کیلئے حق کے حقائق کی تجلی ہوئی تو اُسنے اُس سر سے گمانون اور آرزون کو دور کردیا کیونکہ جب کسی سر پر حق چھا گیا تو اُسنے اُسکو مغلوب کرلیا اسلئے اُسکے غیر کا اُسمین کوئی اثر باقی نہ رہے گا - اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اُسکی کامل ترین پرستش ہے - اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے ایک گروہ کی طرف دیکھا تو اُسکو اپنی معرفت کا اہل نہ پایا اسلئے اُسکو اپنی خدمت مین لگادیا - اور ہم فقیرون کا گروہ اپنے ابتدا امر مین عشا کے وضو سے صبح تک نماز مین پڑھا کرتا تھا مگر یہ جو ہمنے دیکھا تو جو شخص ہم مین سے سویا کرتا تھا اُسکو ہمنے اپنے آپ سے افضل پایا - انکی عادت تھی کہ جب انکو کسی فقیر کی نسبت خبر پہونچتی تھی کہ وہ دنیا کی طلب مین ایک قدم بھی چلا ہے تو اُسکو چھوڑ بیٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ طریقت سے باہر نکل جاتا ہے فقیر کی تو شان یہ ہے کہ دنیا ہی اُسکے پیچھے پیچھے چلے - اُن کا بیان ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائین کہ میرا دل مردہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز چالیس مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (اے ہمیشہ

زندہ رہنے والے اے ہمیشہ قایم رہنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے) پڑھا کرو - یہ کہتے ہین کہ مینے خواب مین ایک حور دیکھی اور اُس سے مینے پوچھا کہ تو کون ہے - اُسنے کہا کہ جنت کی حورون مین سے ہون - مینے اُس سے کہا کہ تو مجھسے بیاہ کرلے - اُسنے کہا کہ میرے مالک سے پیغام کرو - مینے پوچھا کہ تیرا مہر کیا ہے - اُسنے کہا کہ نفس کو اُسکی مالوفات سے روکنا - اُنکا قول ہے کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہین ستر نجیب چالیس ابدال - سات اخیار - چار عمد (ستون) - اور ایک غوث - اور نقیبون کا مسکن مغرب - نجیبون کا مصر اور ابدال کا ملک شام ہے اور اخیار روے زمین مین سیاحت کیا کرتے ہین اور عمد زمین کے گوشون مین رہتے ہین اور غوث کا مسکن مکہ معظمہ ہے - پس جب عامۂ خلائق کے معاملہ مین کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اُسکے لیے نقیب گڑگڑاتے ہین پھر نجیب پھر ابدال پھر اخیار پھر عمد پھر غوث - مگر غوث کا سوال ختم ہی ہونے نہین پاتا کہ اُسکی دعا قبول ہوجاتی ہے - اُنکا مقولہ ہے کہ مخلوقات سے مانوس ہونا عقوبت ہے اور دنیا اور اہل دنیا سے نزدیک ہونا معصیت ہے اور اُنکی طرف مائل ہونا عذلت ہے - اُنکا قول ہے کہ عبادت کے بہتر باب ہین جنمین سے اکثر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے مین ہے اور ایک سب قسم کی بھلائیون مین - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو بندہ صبح کو اپنے دل مین دو فکر مین یعنی فکر گناہ و فکر مال لیکر اُٹھا اوس سے مجھکو کوئی واسطہ نہین ہے -

(۲۱۳) ابو یعقوب اسحٰق بن محمد نہرجوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جُنید - عمرو بن عثمان مکی - ابو یعقوب سوسی وغیرہم بزرگون کی صحبتون مین - اور بہت

برسون تک حرم محترم کے مجاور رہے - اور تین سو تیس ۳۳۰ ہجری مین خلد برین سدھارے
لوگون کا جو یہ قول ہے کہ "سوء ظن کے ذریعہ سے لوگون سے بچو" اسکے متعلق
ان کا قول ہے کہ خود اپنے بارہ مین سوء ظن ہونا چاہیے نہ اورون کے بارہ مین - اِن کا
مقولہ ہے کہ جسکی سیری کھانے سے ہے وہ ہمیشہ بھوکا ہے اور جسکی امیری مال سے
ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اور جسکا باطن خلق کے عطیہ کی طرف مائل ہے وہ ہمیشہ محروم ہے
اور جو کسی امر مین غیر اللہ سے مدد چاہتا ہے وہ ہمیشہ رسوا ہوتا ہے - اور یہ کہتے ہین
کہ اللہ والون نے حقائق کو ڈھونڈھا تو خلائق کے سردار ہو گئے اور اسی لئے لوگون
نے کہا ہے کہ حق ڈھونڈھا نہین جاتا کیونکہ جو گم ہو گیا ہو وہ ڈھونڈھا جاے اور نہ اُسکا
اور اک ڈھونڈھا جاتا ہے کیونکہ اُسکی کوئی انتہا نہین ہے اور جو موجود کا وجود چاہے وہ
دہوکے مین ہے اور جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے وہ حال کی معرفت اور علم کا کشف
بلا حال کے ہے - اللہ تعالیٰ کے قول وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اگر اُنکی (یوسف
علیہ السلام کی) قیمت دونون جہان ہی قرار پاتی تو اُنکے مشاہدہ اور اُنکی خصوصیت کے
اعتبار سے ناچیز ہی سمجھی جاتی - انکا قول ہے کہ دلون کے مشاہدہ کو تعریف کہتے ہین اور
روحون کے مشاہدہ کو تحقیق - جو شخص سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہے اُسکو اُسکے
اُسکے بارہ مین سب سے زیادہ تحیّر ہے - ایک مرتبہ ان سے اہل تصوف کو پوچھا گیا
تو اُنھون نے کہا کہ آہ آہ یہ ایک امت تھی جو جا چکی - بعدہ انھون نے سوال کرنیوالے

ع۵ بارہوین پارہ کا بارہوان رکوع (سورہ یوسف کی بیسوین آیت) اور قافلے والون نے کم دام
یعنی چند درہم کے عوض مین اسکو خرید لیا ۱۲

سے کہا کہ بھائی جان تصوف دلون کے نعرے ہین جو حضور کی امانتون کے باعث نکلتے ہین اور یہ وہ امانتین ہین کہ جس وقت دل ذرّون کی صورت مین تھے اُن کو حق نے مخاطب کیا تھا جسکی خبر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی کے ذریعہ سے دیگئی ہے اور انکا قول ہے کہ جو آنکھون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف ہوتی ہے - اور جو دلون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت یقین کیطرف کیجاتی ہے - ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف جانیکی کونسی راہ ہے انہون نے سائل سے کہا کہ جاہلون سے بچو عالمون کی صحبت مین رہو علم کو کام مین لاؤ - اور ہمیشہ ذکر کیا کرو تب تم اہل طریق مین سے ہوجاؤگے

(۲۱۴) علی بن محمد قُرَین رحمہ اللہ تعالیٰ

سہل بن عبداللہ اور جُنید بن محمدؒ اور انکے طبقہ کے بزرگان بغداد کی صحبتین اُٹھائین - اور مکہ کی اقامت و مجاورت اختیار کی اور وہین تین سو اٹھائیس ۳۲۸ھ ہجری مین وفات پائی یہ بڑے متورع اور عمدہ حال کے بزرگ تھے - اِنکا قول ہے کہ جب آخرت ظاہر ہوئی تو اُس سے دنیا فنا ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ظاہر ہوا تو اُسمین دینا اور آخرت فنا ہوئی اور جب اذکار مضبوط و استوار ہوے تو بندہ اور اُسکا ذکر فنا ہوگئے اور خدا کو اور اُسکے صفات باقی رہ گئے - ان سے کسی نے توحید کو پوچھا تو انہون نے کہا کہ توحید یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو بذریعہ معرفت کے ایک جانو اور اُسکو بذریعہ عبادت کے ایک جانو اور ہر چیز مین جو تمکو مفید یا مضر ہو اُسکی طرف رجوع کرنے کے ذریعہ سے اُسکو ایک جانو اور یہ سمجھو کہ جو کچھ تمہارے دل مین گزرے یا جسکی طرف تمہارا اشارہ کرنا ممکن ہو

اللہ تعالیٰ اُسکے خلاف ہے اور یقین ہا نو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوصاف اُسکی مخلوق
کے اوصاف کے مبائن ہین اُسکے اوصاف قدیم ہونے کے سبب سے مبائن ہین جسطرح
کہ مخلوقات کے اوصاف حادث ہونے کی وجہ سے مبائن ہین - انکا قول ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف اُسیقدر راہین تہین جسقدر ستارے ہین مگر اُن مین سے صرف ایک
ہی راہ رہگئی ہے اور وہ فقر کی راہ اور سب راہون سے سیدہی ہے جسنے اپنے
آپ سے راہ ڈہونڈہی وہ پہلے ہی قدم مین بہٹکا اور جس سے بہلائی چاہی جاتی ہے
اُسکو چشم زدن مین راہ دکہلائی جاتی ہے یہانتک کہ مقصد کو پہونچ جاتا ہے -
جو اپنے عمل پر نازان ہو وہ صاحب استدراج ہے اور جو اپنے بُرے احوال کو
عمدہ سمجہتا ہو وہ مبتلاے مکر ہے اور جو اپنے آپ کو پہونچا ہوا گمان کرتا ہو وہ غرور مین
پہنسا ہوا ہے اور سب سے عمدہ حال والے وہ بندے ہین جو اپنے احوال مین مجہول
ہون ایک کے سوا کو مشاہدہ نہ کرتے ہون اور نہ اُسکے سوا کسی سے مانوس ہون
اور صرف اُسی کے مشتاق ہون جسنے اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کے مشاہدہ
سے مُنہ پہیرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و خدمت مین پہنسایا اور جسکے لئے احراق
کا ستارہ نکلا اُسکو اُسنے افتراق کے وسوسون سے غائب کردیا - یہ کہا کرتے
تہے کہ اگر تم کسی شخص کو پاک وصاف کرکے صدیق بنادو تو اگر پاک چپکنے پہر بہی اُسکے
دل مین دنیا رہجاے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کسی شمار مین نہین لینے کا یہانتک کہ اگر دنیا
کی جگہہ دل مین صرف اسلئے بہی ہے کہ اُسکو اپنے بہائیون پر خرچ کرے گا تو بہی وہ
فلاح نہ پاے گا اور جسنے دنیا مین سے قوت سے زیادہ رکہہ چہوڑا اُسنے دنیا کو
اپنے دل مین جگہہ دی - اور اگلے زمانہ کے نیکوکار دنیا کو دل مین جگہہ نہ دینے کے

باعث بازی لے گئے اور اسکو انھون نے اللہ والون کی رہبانیت اور حواریون کی حالت قرار دیا تھا - اسپر مان سے ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی دنیا کو اسلئے دل مین جگہہ دے اُسکو اپنی ذات مین اور اپنی عیال وغیرہ مین خرچ کرے تو اسمین کیا ہے ؟ اُسکے جواب مین انھون نے کہا کہ ہمین ان لغزشون سے معاف رکھو - جو شخص کہ اس سے خدا کو چاہے اُسکو اسبارہ مین اللہ سے سچا ہونا اور دنیا کے سارے دروازون کو یکبارگی بند کر دینا چاہیئے ورنہ اُسکو ظاہری علم کیطرف رجوع کرنا اور اُسکی رعایت کرنا چاہیئے بس اُسکے ذریعہ سے لے اور لوگون کو دے اور عام وخاص کا فرق کرے - واللہ اہل طریقت مین سے جو ہلاک ہوا وہ اسی سے ہلاک ہوا کہ اُسکے نفس مین غنا کی حلاوت باقی تھی اور ظاہری آمدنیون کو اُسنے قبول کیا اور ظاہری حالت پر وہ ٹھیرا رہا قسم ہے اُسی معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ مین ایسے لوگون کو جانتا ہون جنکے پاس دنیاوی مال دا سباب آتا ہے اور اُسکو وہ خاصکر اپنی ذات مین خرچ نہین کرتے بلکہ اللہ تعالے کے حقوق مین تقسیم کر دیتے ہین اسپر بھی باوجود بری الذمہ ہونے کے یہ امر اُنکے لیے حجاب اور اللہ تعالیٰ سے قطع کر دینے والا ہے - اُنکا قول ہے کہ اگر تم مین سے کسی کے پاس ایسی جگہہ سے کھانا آئے جسکا اُسکو گمان بھی نہو تو اُسکو کھا لینا چاہیئے کیونکہ ایک مرتبہ میرے سامنے کھانا پیش ہوا اور مینے اُسکو نہ کھایا تو چودہ روز تک مجھپر بھوک کی مار پڑی یہانتک کہ جب مین سمجھا کہ میری سزا ہوئی ہے اور مینے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو مجھ سے بھوک کی تکلیف دور ہوئی ورنہ مین ہلاک ہی ہو گیا تھا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ بندہ کی خود پسندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ہوتی ہے اور یہ ابدی ناخوشی تک پہونچاتی ہے - خدا

اس سے محفوظ رکھے۔

(۲۱۵) ابو علی حسین بن احمد کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصریون کے بڑے پیران طریقت مین سے تھے۔ ابو بکر مصری ابو علی رودباری وغیرہ کی صحبتون مین رہے تھے اور اپنے وقت کے یکتا تھے یہانتک کہ ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انکے حق مین کہا تھا کہ ابو علی بن کاتب سالکون مین سے ہین اور مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ انکی تعظیم اور انکی شان کی عظمت کرتے تھے کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری مین ملک بقا کو سدھارے۔ آنکا قول ہے کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کی اسلئے خطا کی اور صوفیہ نے علم سے اللہ عزوجل کی تنزیہ کی اس لئے یہ ٹھیک نشانہ پر پہونچے جسنے حکمت کی بات سنی اور اُسپر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسنے ہمپر صبر کیا وہ ہم تک پہونچا۔ بدکارون کی صحبت بیماری ہے اور اُسکی دوا اُنکی مفارقت ہے۔ عاشقون سے نسیم محبت کی خوشبوئین پہونچتی ہین گو وہ اُسے چھپائین اور محبت اُن سے ظاہر ہوتی ہے گو وہ اُسے پوشیدہ رکھین اور اُنکو پہچانی ہے گو وہ اوسپر پردہ ڈالین۔ سب چیزون کی پیشرو ہمت ہے اسلئے جسنے ہمت کو درست کیا اُسکے پاس اُسکے توابع بھی سچے اور درست ہوکر آئینگے کیونکہ زمین احوال کی تابع ہوا کرتی ہین اور جسنے اپنی ہمت کو مہمل رہنے دیا اُسکے پاس اُسکے توابع بھی مہمل ہوکر آئینگے اور مہمل احوال اشغال حق تعالیٰ کی بساط کے شایان نہین ہین۔ اور آنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی ذکر کی حلاوت عطا فرماتا ہے پس اگر

بندہ اُس سے خوش ہوا اور اُسکا شکر بجالایا تو اُس کو اپنے قرب سے مانوس فرماتا ہے اور اگر اُس نے شکر مین کوتاہی کی تو اُسکی زبان پر ذکر کو چھوڑ دیتا اور اُس کی حلاوت چھین لیتا ہے

(۲۱۶) ابوالحسین بن حبان جمال رحمہ اللہ تعالیٰ

مصر کے بڑے بزرگون مین سے تھے۔ خراز و بیرسی کی صحبتون سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بیابان مین انکو سفر آخرت پیش آیا جسکا سبب یہ ہوا کہ اِنکے قلب پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔ اسی مین یہ اپنے منہ کی سیدہ مین نکل کھڑے ہوے لوگون نے بیچ میدان مین جہان ریگستان تھا انکو پڑا ہوا پایا۔ اُنہون نے آنکھین کھولین اور کہا کہ تم چلے جاؤ یہ عاشقون کا بہارستان ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ میدانون مین پیاسے ہوتے ہین۔ اور مین نیل کے کنارہ پر پیاسا ہون۔ انکا قول ہے کہ صوفی کے قلب مین رزق کی فکر جانگزین ہو اُسکے لئے برابر عمل کرنا اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر قربت کا باعث ہے اور عمل سے کسب و پیشہ و دستکاری وغیرہ مراد ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور اُس سے تسکین پانے کی علامت یہ ہے کہ جب دُنیا اُس سے چلی جاوے اور اُسکی طرف پشت کرے اور جو روٹی کہ اُسکو بلا رنج و مشقت ملا کرتی تھی وہ نہ ملے تو وہ قوی ہو جاے ذمارت کے اخلاق سے اُسی طرح بچتے رہو جسطرح حرام سے بچتے ہو۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درجات پیدا کرتا ہے اور قلب سے اُسکا ذکر کرنا قربات پیدا کرتا ہے

کثرت سے تنہائی صدیقون کا حیلہ ہے اور اولیار کی بڑی قدر صرف وہی کرتے ہین جنکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ہے۔

(۲۱۷) ابو بکر عبداللہ بن طاہر ابہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے بزرگان جبل اور شبلی رضی اللہ عنہ کے ہمسرون مین سے تھے یوسف بن حسین رازی و ابو مظفر قرمسینی وغیرہما بزرگون کی صحبتون مین رہے اور پرہیزگار عالم تھے تین سو تیس ۳۳۰ھ ہجری کے قریب راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہین۔ جمع متفرقات کا جمع کرنا ہے اور تفرقہ مجموعون کا جدا کرنا ہے اسلئے جب تمنے جمع کیا اللہ کہا اور جب تمنے تفریق کی تو کونین کیطرف نظر کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس خلاف سے جو اُن کے بعد اُن کی اُمت مین ہونے والا تھا اور اُن مصیبتون سے جو دار دُنیا مین اُنپر آنیوالی تھین مطلع فرما دیا تھا۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو یاد کرتے تو اپنے دل مین اک گرہ سی پاتے تھے اسلئے اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے تھے۔ اِن سے کہا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انسان جسقدر معلم کی باتین برداشت کرتا ہے اُسقدر باپ مان کی باتین نہین برداشت کرتا اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے مان باپ اُسکی فانی زندگی کے سبب ہوتے ہین اور اُسکے ادب آموز اُس کی باقی زندگی کے سبب اور اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ تم یا عالم ہو یا طالب علم اور اسکے بیچ مین نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اُنکا قول ہے

کہ رنج و محن مین تین باتین ہین تطہیر تکفیر اور تذکیر تطہیر (پاک کردینا) بڑے گناہون سے اور تکفیر (کفارہ دینا) چھوٹے گناہون سے اور تذکیر (یاد دلانا) اہل صفا کے لئے ہوتی ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ صالحون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی کے طاعت کرین اور عالمون کی ہمت ثواب مین زیادتی کی ہوتی ہے اور عارفون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دلون مین اللہ تعالیٰ کی عظمت بیٹھے اور اہل شوق کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ جلدی سے موت آجائے اور مقربون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دل اللہ تعالیٰ کی طرف جاگزین ہون۔

(۲۱۸) ابو مظفر قرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل کے مشایخ مین بہت بڑے اور بزرگ اور سچے فقرا مین سے تھے۔ عبد اللہ خرّاز اور اُنکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائی تھین۔ اور اپنی روش مین یگانہ تھے۔ اُنکا قول ہے کہ روزے تین طرح کے ہوتے ہین روح کا روزہ امید کو کوتاہ کرنے سے ہوتا ہے اور عقل کا روزہ نفس کی خواہش کا خلاف کرنیسے اور نفس کا روزہ کھانے پینے اور محارم سے روکنے سے۔ یہ کہتے تھے کہ جو شخص نوجوانون کی صحبت مین سلامت و نصیحت کی شرایط کے ساتھہ رہتا ہے اُسکو یہ صحبت بلا مین مبتلا کرتی ہے پھر اُسکا کیا پوچھنا ہے جو اُنکی صحبت مین بغیر شرایط سلامت کے رہے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ فقیرون مین سے نہایت ذلیل وہ ہے جو ہر حال مین عورتون کی عنایت کو قبول کرتا ہو۔ مین کہتا ہون کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (مرد عورتون کے سردار ہین) اور جو شخص اسپر راضی ہوا کہ عورت اُسکی خبرگیران ہو وہ کبھی فلاح نہ پائیگا اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ عنایت کا قبول کرنا فقیرون کے دل کو عورت کی طرف میلان طبعی سے زیادہ تر مائل کریگا پس فقیر بالکل تباہ ہوجاے گا واللہ اعلم۔ اِن کا قول ہے کہ بہترین رزق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ وجہ حلال سے بغیر تلاش اور کوشش کے تیرے لئے بطور فتوحات کے بھیجدے۔ تیری عمر مین سے تیرے لئے ایک ہی نفس ہے پس اگر تو اسکو اپنے فائدہ مین فنا نہ کرے تو اُس کام مین بھی فنا نہ کر جسکا وبال تجھپر آئے۔ جس نے شرع کے آداب اختیار کئے اُسکے تابعین بھی اُسی کے آداب اختیار کرینگے اور جسنے اِن آداب مین سُستی و کاہلی کی وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرون کی ہلاکت کا بھی باعث ہوا اور جسنے کسی حکمت والے سے آداب نہ سیکھے اُسکا کوئی مرید با ادب نہوگا۔ اور فقیر وہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہو مین کہتا ہون کہ اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اپنی حاجت کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرے اور وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر خود اُس سے زیادہ تر مہربان ہے اسلئے وہ اس کو سوال کرنیکا محتاج نہ فرمائے گا۔ ورنہ وہ ایک پلک جھپکنے بھر بھی اپنے مولیٰ سے مستغنی نہین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ

ع۵ بائیسوین پارہ کا پندرہوان رکوع (سورۂ فاطر کی پندرہوین آیت) لوگو تم خدا کے محتاج ہو۔ ۱۲

(۲۱۹) ابوالحسین علی بن ہند قرشی فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فارس کے بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ جعفر حدّاد۔ وعمرو بن عثمان مکی اور انکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائین۔ انکے احوال اعلیٰ اور انکے مقامات بہت پاکیزہ تھے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُسکے رسول کی سنت پر جمنے والے کی شرط یہ ہے کہ اوسکی اوقات کی رہگذر مین اُسکے دینی و دنیوی امور مین سے کوئی بھی اس سے مخفی نرہے اور یہ مشاہدہ وکشف کے طور پر ہو نہ کہ غفلت وگمان کے طرز پر اور وہ چیزون کو اُن کی کان سے لے اور کان ہی مین رکھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہوکر آرام نہ طلب کرو کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ آرام طلب کیا۔ اُسنے نجات پائی اور جسنے اُس سے الگ ہوکر آرام طلب کیا وہ ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام طلب کرنا قلب کو اُسکے ذکر سے راحت پہونچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہوکر آرام طلب کرنا وائی غفلت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ بڑون کی عزت وحرمت کرنیکے ذریعہ سے معزز فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلونمین ڈالدیتا ہے اور جسکو اس سے محروم فرماتا ہے اُسکی حرمت خلق کے دلون سے نکال لیتا ہے اسلئے ایسے آدمی کو تم مبغوض ہی دیکھوگے گو اُسکے اخلاق اچھے اور احوال درست ہون کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تعظیم مین سے یہ ہے کہ مسلمان سفید بالون کی عزت و حرمت کرے۔

(۲۲۰) ابو اسحٰق ابراہیم بن شیبان قرسینی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت مین جبل کے شیخ تھے۔ ورع و تقویٰ مین اِنکے ایسے مقامات ہین جن سے اکثر مخلوق عاجز ہے۔ ابو عبداللہ مغربی اور ابراہیم خواص کی صحبتین پائیں دعویٰ کرنیوالون کیلئے بہت سخت کتاب و سنت کے بڑے پابند اور مشائخ و امامون کے طریقہ کی برابر پیروی کرنیوالے تھے۔ یہانتک کہ عبداللہ بن منازل نے اِن کی نسبت کہا تھا کہ ابراہیم بن شیبان فقیرون اور اہل ادب و معاملات پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہین۔ اِنکا قول ہے کہ جو شخص کہ معطل و بیکار ہونا چاہیئے وہ رخصتون کی پابندی کرے فقیرون کو جس چیز نے طریقت سے الگ اور ہلاک کردیا وہ صرف اُن چیزون کی طرف میلان ہے جنپر انبار دنیا ہین۔ بقا و فنا کا علم وحدانیت کو خالص کرنے اور عبودیت کو درست کرنے مین منحصر ہے اور جو اِسکے سوا رہے وہ سب مغالطہ و زندقہ ہے۔ کمینے وہ لوگ ہین جن کے دلون مین عطیہ کا خیال اُس کا احسان رکھنے کی حیثیت سے گزرے۔ جس نے مشایخ کی عزت و حرمت ترک کی وہ جھوٹے دعوون مین مبتلا ہوا اور انکے سبب سے رسوا ہوا۔ اور جس نے خلوص کے متعلق تقریر کی اور اپنے نفس پر اِسکا مطالبہ نہ کیا اوس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمسرون اور بھائیون کے نزدیک پردہ فاش ہوجانے مین مبتلا کیا۔

(۲۲۱) ابو بکر حسین بن علی بن یزدان یا رحمۃ اللہ تعالیٰ

آرمینیہ والون مین سے تھے اور تصوف مین انکا جو طریقہ تھا وہ انہین کے ساتھ مخصوص تھا اور بعض بزرگان عراق کے قولون کو بُرا سمجھتے تھے۔ اور علوم ظاہرہ و معارف و معاملات کے عالم تھے۔ علی بن ابراہیم ارموی کہتے ہین کہ مینے ابن یزدان یار کو کہتے سُنا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صوفیون کے بارہ مین جو کچھ مین نے تقریرین کین ہین وہ تصوف اور صوفیون کو بُرا سمجھنے کی وجہ سے ہے واللہ مینے یہ تقریرین صرف اس سبب سے کی ہین کہ مجھے اُن کی نسبت غیرت آئی کیونکہ اُنھون نے حق کے اسرار کو فاش اور اُن لوگون کے درمیان مین ظاہر کر دیا جو اُنکے اہل نہ تھے ورنہ وہ میرے سردار ہین جنکی محبت کے ذریعہ سے مین اللہ تعالیٰ کا تقرب ڈھونڈھتا ہون۔ اِنکے اقوال مین سے ہے کہ مخلوق کی رضامندی اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے اُس سے وہ راضی رہین اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا یہ ہے کہ اُن کو اپنے آپ سے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس شخص نے برابر گناہ کرتے رہنے کی حالت مین اللہ تعالیٰ سے بخشایش چاہی اسپر اللہ تعالیٰ توبہ اور اپنی طرف رجوع ہونے کو حرام کر دیتا ہے اور حیا کی بہت قسمین ہین جنمین سے ایک گناہ کرنے کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت مین گناہ کرنے کے بعد اپنی ناک کی سیدہ مین بھاگ کھڑے ہوئے اسپر اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بھیجی کہ اے آدم کیا تو مجھسے بھاگتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے

جواب دیا کہ نہین بلکہ اسے پروردگار تجھسے شرماکر۔ اور دوسری کمی کرنے کی حیا رہے جیساکہ فرشتون کا قول ہے کہ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (تو پاک ہے جیسا تجھکو پوجنا چاہیئے تھا ویسا ہم نے تجھکو نہین پوجا) اور تیسری حیا رحلال ہے جیسا کہ روایت ہے کہ اپنے پروردگار سے شرماکر اسرافیل نے اپنے دونون بازوؤن کو اپنا پیراہن بنالیا۔ اور چوتھی غیرت کی حیا رہے جیساکہ روایت ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت مین چلے آئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت کے پاس تھین اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اُٹھایا اور حضرت عائشہ کو اُن سے چھپالیا اُسپر اونھون نے پوچھا کہ اے محمد یہ کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حیا رہے کہ جو ہمکو عطا ہوئی ہے اور تم اُس سے محروم ہو یا کوئی اور عبادت ہے جسکے معنی یہ ہین۔ اور پانچوین کرامت و بزرگی کی حیا رہے کیونکہ اللہ تعالی نے صحابہ کی تادیب مین فرمایا ہے کہ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ

عہ فتح مکہ کے بعد ایمان لایا اور بقول بعضے فتح کے قبل جنگلی عربون اور مولفۃ القلوب مین سے تھا۔ ابن عبد البر نے اس کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے۔ اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا تھا کہ "احمق مطاع" یعنی بیوقوف ہے مگر اسکی قوم اسکا حکم مانتی ہے ۱۲ مترجم

عہ بائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورۂ احزاب کی تریپنوین آیت) اور جب کہا چکو تو آپ آپ کو چلدو اور باتون مین نہ لگ جاؤ اوس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے۔ ۱۲

اور چھبیسویں نیکی کرنے کی حیا رہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اسکی تکلیف تو دی نہین ہے اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین کیا کرون لوگ مجھسے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے مجھ مین بخل دیا نہین ہے۔ اور ساتوین مخلوق کی حیا رہے کیونکہ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے نماز شروع کردی تب انکو یاد آیا کہ مجھے طہارت نہین ہے چنانچہ وہ نماز سے باہر نکل آے اور کہنے لگے کہ مینے ارادہ کیا تہا کہ لوگون کی شرم سے نماز کو نہ توڑون اور آٹھوین تحقیق اور خلق کا لحاظ اٹھا دینے کی حیا کیونکہ روایت ہے کہ بعض صحابی مسجد کو آرہے تھے اور نماز ہو چکی تہی اور لوگ واپس جاتے ہوے انکو ملے تو انہون نے بغیر کسی اور علت کے شرم سے منہ پھیر لیا اور جبتک سب لوگ گذر نہ گئے منہ پھیرے رہے۔ اور نوین حیا استحقار ہے کیونکہ روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ایک مناجات مین کہا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتین پیش آجاتی ہین مگر اے پروردگار تجھسے اسکا سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اسپر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ تم مجھسے اپنی روٹی کے لئے نمک اور اپنے گدہے کے لئے چارہ تک مانگا کرو۔ اور دسوین حیانت و پارسائی کی حیا رہے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ مینے کبھی زنا نہ کیا نہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین۔ اور گیارہوین وقار کی حیا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ کیون مین اُس شخص سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین۔ اور بارہوین حیا حشمت جسکی مثال یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقداد بن اسود سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارہ مین تم پوچھ دو

مجھے اُن سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے اسلئے کہ آنحضرت کی جگر گوشہ مرے نکاح مین ہین - اور تیرہوین[۱۳] تعجب اور استبعاد کی حیا رہے جیساکہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اُم سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتون کے بارہ مین یہ پوچھتے سُنا کہ جب عورت خواب مین وہ معاملہ دیکھے جو مرد دیکھتے ہین تو وہ غسل کرے یا نہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ ہان جب تری دیکھے تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرم سے مُنہ ڈھانک کر کہا کہ کیا جیسا خواب مرد دیکھتے ہین عورتین بھی دیکھتی ہین اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر باشد اگر ایسا نہوتا تو مشابہت کہان سے ہوتی اور چودہوین[۱۴] غربت کی حیا رہے جیساکہ اللہ تعالی نے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارہ مین فرمایا ہے کہ "وہ عین[۵] سے ایک شرم کے ساتھ چلتی ہوئی اُنکے پاس آئی" اور پندرہوین[۱۵] حق کو بیان کرنے کے لئے مثالین دینے کی حیا جیساکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالی[ع۵] کوئی مثال مچھر اور اُس سے زیادہ کی دینے مین نہین شرماتا ہے - اور سولھوین[۱۶] حق کی حیا جیساکہ اللہ تعالی کا فرمانا کہ "اور اللہ[۵] حق سے نہین شرماتا" اور جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "بیشک اللہ حق سے نہین شرماتا عورتون کے پیچھے کے عضو مین دخول نہ کرو" - اور سترہوین[۱۷] نصیحت کرنے والے

ع۵ بیسوین پارہ کے چھٹے رکوع (سورہ قصص کی پچیسوین آیت) فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۱۲

ع۵ پہلے پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ بقر کی چھبیسوین آیت) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۱۲

ع۵ بائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ احزاب کی آیت ۵۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ۱۲

کے لئے خود نصیحت قبول کرنے کی نگہداشت کی حیا جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ تم اپنے آپ کو نصیحت کرو پس اگر تم نصیحت قبول کرو تب لوگون کو نصیحت کرو ورنہ مجھسے شرماؤ۔ اور اٹھارہوین[۱۸] معراج کی شب کو لوٹ آنے کی حیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " مین اپنے پروردگار سے شرما گیا تھا " اور اُنیسوین[۱۹] کو تاہی امید کی حیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " شرماؤ اللہ سے جیسا شرمانا چاہئے " اور بیسوین[۲۰] حیا راحسان ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی نسبت خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزون سے پرہیز کرتے ہین اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مین خلائق سے محاسبہ لونگا تو مجھے اُن لوگون کا محاسبہ لیتے ہوے شرم آئیگی۔ اور ہمنے جو خدا کے اس فعل کو احسان کہا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے " ھل[۹۷] جزاء الاحسان الا الاحسان " احسان کی جزا احسان ہی ہے۔ پس اُنکی پرہیزگاری کے معاوضہ مین اللہ تعالیٰ نے ترک محاسبہ کا احسان اُنکے ساتھ کیا۔ اور اکیسوین[۲۱] بار بار سوال کرنے کی حیا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو اُسے میرے پروردگار " کہکر پکارتا ہے تو خداوند تعالیٰ اوس سے منھ پھیر لیتا ہے اور پھر وہ " اے میرے پروردگار " کہتا ہے تب بھی وہ منھ پھیر لیتا ہے اور وہ تیسری مرتبہ اور چوتھی مرتبہ کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کی سے پروردگار کہنے سے شرما گیا۔ اور بائیسوین[۲۲] محبت

---

۹۷ ستائیسوین پارہ کا تیرھوان رکوع (سورہ رحمن کی ساٹھوین آیت) پہلا نیکی کے سوا نیکی کا بدلہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟

کی حیا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ پر عتاب فرمائیگا تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے عتاب سے بہتر ہے۔ مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو جب سزا دیگئی تو وہ ایسا ہوگیا کہ گویا جو حق اُوسپر تھا وہ ادا ہوگیا اسلئے اُسکو اسکے بعد راحت ہوئی بخلاف اُسکے جسپر عتاب ہو وہ تو ہمیشہ اپنے پروردگار سے نادم و شرمندہ ہے اس سبب سے وہ ہمیشہ رنج مین ہے۔ واللہ اعلم۔ اور تیئیسوین توکل کی حیا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آتی ہے کہ اُسکے سوا کسی چیز سے ڈرون۔ اور چوبیسوین نیکوکاری کی حیا ہے۔ جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُسیطرح شرماؤ جسطرح تم اپنی قوم کے نیکوکار سے شرماتے ہو۔ اور پچیسوین آنکھ کی حیا ہے جیسا کہ نقل ہے کہ سفیان ثوری رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اُن سے باتین کہین یہانتک کہ رابعہؒ نے کہا کہ مین تو دنیا کو اُس سے مانگنے مین شرماتی ہون جو اُسکا مالک ہے پھر اُس سے کیونکر مانگون جو اُسکا مالک نہین ہے۔ اور چھبیسوین واجب کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زنان انصار کی ان لفظون مین تعریف و توصیف کی کہ اُنکو حیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (معمولی ایام کے خون کی) زردی و تیرگی کا حال پوچھنے سے باز نہ رکھا۔ اور ستائیسوین جاہ و حرمت و عزت ہے چنانچہ روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مین آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہون مگر مجھے اُسکو آپ سے پوچھتے ہوے شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ جو کچھ تم اپنی ان سے پوچھ سکتے ہو وہ مجھسے بھی پوچھو۔ تب ابوموسیٰ نے کہا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے مگر انزال نہو تو اُسپر

غسل واجب ہے یا نہین۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب دو لون کی شرمگاہین ملگئین تو غسل واجب ہوگیا ہمکو جب ایسا اتفاق ہوا تو ہمنے غسل کیا تھا۔ اور اٹھائیسوین[۲۸] رحمت کی حیا ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی کو سفید بال والون کے تئین آگ سے سزا دیتے ہوے شرم آتی ہے۔ اور انتیسوین[۲۹] غرور کی حیا ہے جیسا کہ ابوالدرداء کا قول حمص والون سے "کیا تمکو اپنے پروردگار سے شرم نہین آتی کہ عمارتین ایسی بناتے ہو جن مین تم رہتے نہین اور چیزین وہ جمع کرتے ہو جو تم کھاتے نہین اور امیدین ایسی کرتے ہو جو پوری نہین ہونے کی"۔ اور تیسوین[۳۰] معرفت کی حیا ہے جیسا کہ ایک نیکوکار نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے بصرہ والو اے یہودیون جیسے لوگو! اپنے پروردگار سے حیا کرو۔ اور اکتیسوین[۳۱] ایمان کی حیا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ "حیا ایمان مین سے ہے" اور "حیا جنت مین جائیگی"۔ اور بتیسوین[۳۲] حیا زینت ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ جس چیز مین نرمی ہوگی اُسکو وہ زینت دے گی۔ اور تینتیسوین[۳۳] بھلائی کی حیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس سوال کے جواب مین ہے کہ حیا کیسی چیز ہے "حیا سراسر بھلائی ہے"۔ دین اور دنیا کی بھلائی ہے"۔ اور انکا قول ہے کہ جب لوگونکے ساتھ مل جلکر رہنے کی بلا مین مبتلا ہو تو بچتے اور خوب بچتے رہو اس سے تمہارا کوئی ایسا فعل محفوظ نہ رہے گا جس سے تم اللہ تعالی کی نظرون سے اور اُس شخص کی نظرون سے گرو جو تمہارے ترک ادب کا حال سنے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جبتک آفتاب مغرب سے طلوع نہو۔ اللہ تعالی کا دروازہ کھلا رہے گا اسلئے جسوقت تمسے کوئی بیہودہ بات یا کوئی ایسا فعل سرزد ہو جسکو اللہ تعالی پسند

نہین فرماتا تو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہی سب سے زیادہ تمہارا مستحق ہے اور اُسکی امید رکھو کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تمکو قبول فرائیگا۔

(۲۲۲) ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد بن مولد رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ سرقسطہ کے بڑے بزرگون اور جوانمردون مین سے تھے اور انکی سیرت سب سے عمدہ تھی ابو عبداللہ بن جلار دمشقی و ابراہیم بن داؤد قصار رقی کی صحبتون مین رہے تھے۔ انکا قول ہے کہ حق کی نگہبانی جسکی خبرگیران ہوگی وہ اُس سے زیادہ بزرگ ہے جسکی علم کی سیاست ادب دینے والی ہو (**مین کہتا ہون**) کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نگہبانی اُن علتون سے اُسکو بچادے گی جو اُسکو نقصان پہونچاتین بخلاف علم کی نگہبانی کے کہ جسمین یہ ہوگی وہ اگر ایک درجہ سے چوکے گا تو دوسرے مین ضرور ہی پڑجائے گا اسلئے جسکی خبرگیران حق کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو پیر و مرشد کے ہاتھ پر چلتا ہے اور جسکی خبرگیران علم کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو اپنی ذات سے بغیر پیر و مرشد کے چلتا ہے واللہ اعلم اور انکا قول ہے کہ روحین خوشیون مین پیدا کیگئی ہین اسی لئے یہ ہمیشہ مشاہدہ سے خوشی کی جگہ کیطرف عروج کرتی ہین اور جسم رنجون سے پیدا ہوے ہین اسی لئے یہ ہمیشہ اپنے رنج و تکلیف یعنی فانی خواہشون کی جستجو اور اُنکے لئے رنج کشی کیطرف لوٹتے ہین۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اُسکے ذریعہ سے گفتگو کی اُسنے اپنے آپ سے اُسکو فنا کردیا اور جسنے اُس سے گفتگو کی اُسنے اپنے لئے اُسکو باقی رکھا بعدہٗ

دو شعر پڑھتے تھے - جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

عاشقون کا آب چشم - اور سوزِ دل گر نہوتے آب و آتش تھے ذلیل
آگ کیا ہے؟ اُن کی آہِ آتشین آب ؟ اُنہین کی چشم گریان کی سبیل

اور آنکا قول ہے کہ کہانے مین فقرار کے آداب یہ ہین کہ عمدہ کہانون کی طرف ہاتھہ نہ بڑہائین مگر ضرورت کے وقت اور پہر اُسوقت بھی صرف سدِّ رمق کے اندازسے کہائین گو پہاڑ کے برابر کہانے کیون نہون اور باقی اورون کے لئے چہوڑدین - اور جو شخص او امرِ الٰہی کو بجا لانے کیلئے اپنے نفس کے ساتھہ مستعد ہوا اُسکے مقبول ہونے مین شک ہے اور جو اُنکے بجا لانے کو اللہ کے ذریعہ سے کہڑا ہوا وہ بلاشک مقبول ہے - اور مجاہدہ کے بعد فترت ابتدا کی خرابی سے ہوا کرتی ہے اور کشف کے بعد حجاب احوال پر مطمئن ہوجانے سے ہوتا ہے - اور تمہارا نفس تمکو معمولی چال سے لیجاتا ہے اور تمہارا قلب تمکو لے اوڑتا ہے اسلئے تمکو اُسکے ساتھہ رہنا چاہیئے جو جلد پہونچنے والا ہے اور اسی معنی مین کہا گیا ہے ؎

تری رفتار ہے کشتی کی رفتار ہے ملجانے پرون کا اور پردار

(۲۲۳) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سہل بن عبداللہ تُستری کے مرید اور اُنکے ایسے کلام کے راوی ہین جو اُنکے سوا کسی اور بزرگان طریقت کی طرف منسوب نہین ہین - یہ صاحب اجتہاد تھے اور انکا طریقہ وہی تہا جو انکے پیر سہل رض کا تہا اور بصرہ مین انکے پیروان طریقت موجود ہین

جوانکی اونیز انکے بیٹے ابوالحسین کی طرف منسوب ہین - انکا قول ہے کہ جس شخص مین توکل کی سکت ہو اُسکے لئے کسی حال مین کسب کرنا مباح نہین ہے مگر معاونت کے طور پر نہ کہ اُسپر اعتماد کرنے کے طریقہ سے کیونکہ توکل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تہا اور کسب کرنا آپکی سنت ہے، اور جو شخص کمزوری کے باعث توکل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تہا باز رہے اُسکو کسب کرنا چاہئے نا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجہ سے نہ گرے جیساکہ اُنکے حال کے درجہ سے گرا - آن سے پوچہا گیا کہ مخلوق مین اولیاء اللہ کن باتون سے پہچانے جا سکتے ہین انہون نے کہا کہ اپنی نرم زبانی سے اور جو کوئی ان سے معذرت کرے اُسکے عذر کو قبول کر لینے اور کل مخلوق نیکوکار و بدکار کے ساتہہ بکمال مہربانی پیش آنے سے اور جو شخص اپنی برائیون کو چہپانے رکہنا چاہتا ہو اور اپنی پردہ دری نہ چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ جو شخص اُسکا جرم کرے اُس سے بردباری کے ساتہہ پیش آئے اور اپنے مال مین سخاوت کرے - اور ہر عاقل کے لوازمات مین سے ہے کہ دنیا دارون سے بچا رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور اپنے اشتغال کے تذکرون مین پہنسا کر اُسے اُن دینی و دنیوی مصالح سے باز رکہین گے جنمین وہ مصروف ہے -

(۲۲۴) محمد بن علیان نسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ

نساء[ع۵] کے بڑے بزرگان طریقت اور ابوعثمان حیری کے (جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ اہل

ع۵ نسا بروزن سما ایران کا ایک شہر ہے اور جیساکہ یاقوت حموی نے لکہا ہے مرو شاہجہان سے پورب جہہ یا سات دن کے فاصلہ پر واقع ہے مترجم

امام تھے) یارون مین سے تھے - یہ مسائل و واردات کی تحقیق کے لئے ابو عثمان کے پاس جانے کے ارادہ سے نسا سے جب روانہ ہوتے تھے تو جبتک نیشاپور پہونچکر امور دریافت طلب دریافت نہ کرلیتے پیچ مین مطلق کھاتے پیتے نہ تھے - یہ بہت بڑے عالی ہمت بزرگ تھے اور انکی کرامت ظاہر تھی - انکے اقوال یہ ہین :- دنیا سے پرہیز کرنا رغبتِ آخرت کی کنجی ہے - اولیا کی نشانیان اور انکی کرامتین یہ ہین کہ جن تقدیری امور سے عوام ناخوش ہوتے ہین اُن سے وہ خوش ہوتے ہین - سخی کی سخاوت صرف اسی سے خالص ہوتی ہے کہ اپنے عطیہ کو حقیر سمجھے اور جسنے اُسکا عطیہ قبول کیا اُسکا احسان مانے - جسنے اللہ تعالے کی خدمت ثواب کی امید یا عذاب کے ڈر سے کی اُسنے اپنی دنائت کھولدی اور اپنی طمع ظاہر کردی اور غلام کے لئے بہت بُری بات ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کسی دنیوی یا اخروی غرض سے کرے - اور جسنے اپنی کرامت ظاہر کی وہ مدعی ہے اور جسپر کرامتین ظاہر ہوئین وہ دل ہے -

(۲۲۵) ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل مین بغداد کے رہنے والے اور جنید و نوری رضی اللہ عنہما کی صحبتین پائے ہوئے تھے - یہ اپنے وقت کے تمام بزرگون سے صوفیہ کے علوم مین زیادہ تر ماہر تھے اور علاوہ ازین علوم شرع کے بھی سرآوردہ عالم تھے اور امام شافعی کے مذہب کے پیرو تھے اور گویا وہ مقرر شخص تھے - ایک مرتبہ شاہ روم کے پاس اہل طرسوس کیطرف سے

ایک شخص کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو علم و فضل اور تقریر و فصاحت مین کوئی بھی انکا جیسا نہ ٹھیرا یہانتک کہ لوگون نے کہا کہ اس زمانہ مین اس گروہ مین صرف دو آدمی رہگئے ہین ایک ابو علی رودباری مصر مین اور دوسرے ابو بکر بن سعدان عراق مین اور ابو بکر زیادہ سمجھدار ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص صوفیون کی صحبت مین رہنا چاہے اُسکو بے نفس - بے دل اور بے ملک ہوکر اُنکی صحبت مین آنا چاہیے جسنے روایت کا علم سیکھا وہ درایت کے علم کا وارث ہوا اور جسنے درایت کا علم سیکھا وہ رعایت (نگہداشت حق) کے علم کا وارث ہوا اور جسنے رعایت کے علم پر عمل کیا اُسکو حق کی راہ ملگئی - جو شخص غفلت کے ساتھ مناظرہ کرنے کو بیٹھا اُسمین تین عیبون کا پایا جانا لازمی ہے اول جدال اور جھگڑا چلانا اور یہ منع ہے دوسرا لوگون پر برتری کی خواہش اور یہ بھی ممنوع ہے اور تیسرا کینہ و غضب اور یہ بھی ممنوع ہے اور جو شخص انصاف کرنے کو بیٹھے گا اُسکے کلام کی ابتدا نصیحت بیچ رہنمائی - اور انجام برکت ہوگی جب حقائق ظاہر ہوئے تو علم و فہم کے آثار سٹ گئے روحین نور سے پیدا کیگئین اور قالبون مین ڈالی گئین پس جب روح قوی ہوئی تو عقل کی ہمجنس ہوگئی اور برابر نور آنے لگے اور قالب کی تاریکی زایل ہوگئی اور روح و عقل کے انوار سے قالب روحانی اور مطیع اور اُسکے طریق کے پابند ہوگئے اور روحین اپنے معدن یعنی غیب کیطرف رجوع ہوئین اور مقدرات کے مجری کو مطالعہ کرنے لگین اور قضا و قدر کے مورد سے راضی ہونے لگین - آور صوفی تو وہی ہے جو صفات و علامات سے باہر ہوگیا ہو -

(۲۲۶) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن بشر بن درہم بن اعرابی اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اصل مین بصرہ کے تھے اور مکہ مین سکونت اختیار کی تھی۔ یکتاے زمانہ اور اپنے وقت کے شیخ الحرم تھے جہان انہون نے تین سو اکتالیس ۳۴۱ ہجری مین وفات پائی اور اس گروہ کے لیے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ جنید۔ ثوری۔ عمرو مکی۔ سوحی دایو جعفر حداد کی صحبتون مین رہے اور اس گروہ کے بہت بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ انکے چند قول یہ ہین :۔ وعدہ و وعید دونون اللہ تعالیٰ سے ثابت ہین اسلیے جب وعید سے پہلے وعدہ ہو تو وعید دھمکی ہے اور جب وعدہ سے پہلے وعید ہو تو وعید منسوخ ہے اور جب دونون ایک ہی ساتھ پاے جائین تو وعدہ کو فوقیت و استحکام ہے کیونکہ وعدہ بندہ کا حق ہے اور وعید اللہ تعالیٰ کا اور فیاض اپنے حق سے احساناً دست بردار ہو جاتے ہین۔ بہت تھوڑے ایسے ہین جنھون نے کسی قوت کا دعویٰ کیا ہوا اور وہ رسوا ہوئے ہون یا اپنی قوت کے حوالہ کر دئے گئے ہون۔ اگر عارف سے کہا جاے کہ تم ہمیشہ دنیا مین رہوگے تو وہ رنج سے مر جائین اور اگر اہل جنت سے کہا جاے کہ تم جنت سے نکالے جاؤگے تو انکی جانون پر بنجاے پس عارف کو دنیا صرف اسی سبب سے اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے باہر نکلنا انکی آنکھون کے سامنے ہے اور جنتیون کو بہشت صرف اسی وجہ سے بھاتی ہے کہ اسمین ہمیشہ رہنا انکے پیش نظر ہے۔ علوم کے مدارج واسطون کے اعتبار سے قائم ہوتے ہین اور حقائق کے

صرف مکاشفہ کے ذریعہ سے سب سے اچھا وہ وقت ہے جسمین حق مجھسے راضی ہو۔ اور فقیرون کے اخلاق مین سے یہ ہے کہ اُنکو نہونے کے وقت اطمینان ہوا در ہونے کے وقت بیقراری اور غم و رنج سے مانوس ہون اور لوگون کے دنیا پر خوش ہونے سے گھبرائین۔

(۲۲۷) ابوعمرو محمد بن ابراہیم زجّاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل مین نیشاپور کے تھے۔ جنید۔ ثوری۔ ابوعثمان۔ رُویم و خواص رضی اللہ عنہم کی صحبتین اُٹھائین۔ مکہ معظمہ آئے وہین مسکن گزین ہوے وہان کے شیخ اور منظور نظر ہوے۔ انہون نے تقریباً ستّر حج کئے اور حرم ہی مین تین سو اڑتالیس ۳۴۸ ہجری مین رحلت کی یہ۔ کتانی۔ نہرجوری۔ مرتعش وغیرہم ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے اور یہی حلقہ ہوتے تھے اور جب کسی امر مین تقریر کرتے تھے تو سب کے سب انکے کلام کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور انکے فضائل احاطۂ تحریر سے باہر ہین۔ چالیس برس مکہ معظمہ مین رہے مگر کبھی انہون نے احاطۂ حرم[ع] مین بول براز نہ کیا بلکہ برابر قضاے حاجت کو حِل[ع] کیطرف جاتے تھے۔

ع حرم کہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہر طرف سے کوسون پھیلے ہوئے اور اُسکے حکم مین ہے۔ اسکو حرم اس سبب سے کہتے ہین کہ اسمین وہ چیزین حرام ہین جو اور جگہ حرام نہین ہین۔ اسکے حدود ہر جانب برابر نہین ہین۔ اور مکہ و حمیرانہ کی سمتون کے سوا باقی ہر سمت مین حرم کی حد پر منارہ بنا ہوا ہے۔ ۱۲ مترجم۔

ع حرم کے سوا جو زمین ہے وہ "حِل" ہے ۱۲۔ مترجم

انکا قول ہے کہ جسنے ایسے حال کی نسبت لب کہولے جسپر وہ پہونچا نہین ہے اُس کا کلام اُس شخص کیلیے آفت ہے جو اُسکو سنے گا اور نفسانی خواہش ہے جو اُسکے قلب مین پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکے لیے اُس حال پر پہونچنا حرام کردے گا۔ اور جو شخص جوار حرم مین رہے اور اُسکا قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے تعلق رکھے وہ کھلے ہوے گھاٹے مین ہے اور جسنے حرم مین پردیسی حاجیون کی کوئی چیز فراغت سے زندگی بسر کرنے کیلیے چرائی اُسکو اللہ تعالیٰ نے دور باش کہی اور اسکے دل کو بخل و بخوست کے سپرد کیا اور خنکایت مین اُسکی زبان کہولدی اور معرفتون سے اُسکے دل کو خالی کرلیا اور یقین کے انوار اُس سے نکال لیے اور اپنی مخلوقات کو اُسکا دشمن بنادیا مین کہتا ہون کہ اسی پر اُن لوگون کو بھی قیاس کرنا چاہیے جو بیت المقدس مدینہ منورہ[٥] کے حرم اور بڑی بڑی قابل تعظیم مسجدون جیسے مصر کی جامع ازہر۔ ملک مغرب کی جامع زیتونہ وغیرہا مین رہا کرتے ہین واللہ اعلم یہ کہا کرتے تھے کہ کوئی ہوئی چیز کے لیے یہ دعا ہماری آزمائی ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ اور اسکے پہلے تین بار سورۂ والضحیٰ پڑھے۔ میرا ایک نگینہ دجلہ مین گر پڑا تو مینے یہ دعا پڑہی آخر کنا کے درقون مین جنکو مین اُلٹ پلٹ رہا تھا مجھے وہ نگینہ ملگیا۔ ان سے اس حدیث کا کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (ایک گھڑی کا غور و خوض سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے) مطلب پوچھا گیا تو اُنھون نے کہا کہ اس

---

[٥] حرم مدینہ جبل عیر و جبل ثور کے مابین ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اسکو صرف حرمت و تعظیم کے اعتبار سے حرم کہتے ہین۔ ورنہ شکار کرنے اور درختون کے کاٹنے وغیرہ مین اسکا حکم مکہ کے حرم کا سا نہین ہے ۱۲ مترجم

غور وخوض سے نفس کا بھول جانا مراد ہے

(۲۲۸) جعفر بن محمد بن نُصَیر خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکا عرف خلدی اور مولد ومنشا بغداد تھا۔ جنیدؒ کی صحبت مین رہے اور اُنہین کے مریدون مین شمار ہوتے تھے اور اُنہین کی طرف منسوب تھے۔ گوتوری۔ مُرویم میمون جریری وغیرہم بزرگان طریقت کی صحبتین بھی انھون نے پائی تھین۔ گروہ صوفیہ کی کتابون۔ حکایتون اور سیر مین لوگ انہین کی طرف رجوع کرتے تھے۔ یہانتک کہ ایک دن انھون نے کہا کہ ایکسو تیس سے کچھ اوپر صوفیون کے دیوان میرے پاس ہین۔ اسپر ان سے پوچھا گیا کہ علی بن محمد ترمذی کی کتابون مین سے بھی کوئی آپکے پاس ہے۔ اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ مین اُنکو صوفیون مین شمار نہین کرتا **مین کہتا ہون** کہ حق یہ ہے کہ وہ اکابر صوفیہ اور اوتاد مین سے تھے اور اگر انکی اور کوئی مناقب منقول نہ ہوتی تو یہی کیا کم ہے کہ انکے بنائے ہوئے چند سوال ہین جنکے جواب ختم الاولیا کے سوا کسی سے بن نہین پڑتے۔ اسی سے انکے مقام کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن العربی نے اسکی تصریح کی ہے۔ اور امام قشیریؒ نے انکو اُن لوگون مین شمار کیا ہے جنپر طریقت کا مدار ہے۔ اور عارف جو صوفیون کے دیوان جمع کرتے ہین تو انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملت مین اُنکے طریقے معلوم کرکے مریدون اور ہمایئون کو اُنکی ہدایت کرین کیونکہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے دروازے ہین پس جس شخص مین ایک ولی کے طریق سے داخل ہونے کی

قابلیت نہوگی وہ دوسرے کے طریق سے داخل کیا جائیگا - اور جو شخص لوگون کو اللہ
تعالی کی طرف بلاتا ہے اُسکو اس سے بڑی مدد ملتی ہے کہ جو خاص طریق کسی کیلئے وہ
اختیار کرنا چاہے اُسپر اُس سے پہلے کچھ لوگ چل چکے ہون - واللہ اعلم - یہ بڑے فتوی
دینے والے اور عمدہ ترین و کامل ترین حال والے بزرگ تھے - انہون نے ساٹھ حج
قریب کئے تھے اور تین سو اڑتالیس ۳۴۸ ہجری مین بغداد سے ملک بقا کی راہ لی - انکی قبر شونیزیہ
مین سری سقطی و جنید رضی اللہ عنہما کے مزارون کے قریب واقع ہے - انکے چند
اقوال یہ ہین : - اہل حقائق اُن علائق کو جو اُنہین حق سے جدا کرے قبل اسکے
قطع کر دیتے ہین کہ وہ انکو جذب کرنے پائین - قرابت مندون کے ساتھ سلوک کرنے
کیلئے کام کرنا اخلاص مین خلل انداز نہین ہے - جو شخص اپنے حال مین متناہی (یعنی
محدود) ہوگا وہ ہر چیز مین اثر کریگا اور ہر شے کے اندر آئیگا اور اُسمین کوئی چیز اثر نہ کریگی
اور نہ کچھ اُس سے لیگی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز
حال مین وحی اُترتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ "مجھے چادر مین لپیٹو مجھے چادر مین لپیٹو"
تاکہ آپ متمکن ہوجائین اور ٹھیر جائین - آزاد مردون کی کوششین دنیا مین اپنے بھائیون کے
لئے ہوتی ہین نہ اپنی ذات کیلئے **مین کہتا ہون** کہ جب مینے نوسو سینتالیس ۹۴۷ ہجری
حج کیا تو مینے جو کچھ دعائین بیت اللہ کے ارد گرد مین اور بیت اللہ کے اندر اور تمام
قبولیت کی جگہون مین کین سب اپنے بھائیون کے لئے کین کیونکہ جو انردی یہی ہے
کہ اپنی ذات کے نفع پر اپنے بھائیون کے نفع کو مقدم رکھے تاکہ اللہ تعالی اُسکی حاجتون
کو بر لائے اور مشکلون کو آسان کردے فالحمد للہ رب العالمین - یہ کہتے تھے کہ مینے جنید
رضی اللہ تعالی عنہ کو کہتے سُنا کہ جس شخص نے معاملت مین خلوص برتا اُسکو اللہ تعالی

نے جھوٹے دعووں سے بچات دی - یہ بیان کرتے تھے کہ حرم شریف مین ایک شخص کو بھوک لگی اُسنے حجر اسمعیل مین اپنے رب سے دعا کی چنانچہ میزاب کی چاندی کی ایک کیل اُسکی گود مین گر پڑی جس سے اُسنے اپنا کام چلایا - اِن کا قول تھا کہ مین نہین جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے احکام کے علم سے افضل بھی کوئی چیز ہے کیونکہ اعمال پاک وصاف نہین ہوتے مگر علم ہی سے اور جسکے پاس علم نہین اُسکا عمل نہین - ہان علم کے متعلق جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اُسکا ضائع کرنا اور پس پشت ڈالدینا ہے اسپر ان سے پوچھا گیا کہ تو کیا علم کی طلب کوئی عمل ہے ؟ انھون نے کہا کہ یہ تو بہت بڑا عمل ہے اور کیون نہو علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و اطاعت حاصل ہوتی ہے اور علم ہی سے جنّا کرنیوالے اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین اور علم اعمال سے مقدم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (انسان کو وہ باتین سکھائین جو اُسکو معلوم نہ تھین) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَہُ الْبَیَانَ (اوسکو بولن سکھایا) اور جو ناقص ہوگا وہی علم کو بُرا سمجھے گا - اور کہا کرتے تھے کہ جب تم فقیر کو کھاتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ تین حال سے خالی نہین ہے یعنی جو وقت اُسپر گذر چکا ہے اُسکے سبب سے یا جو وقت اُسپر آنیوالا ہے اُسکی پیش بینی کیلئے یا جو وقت اُسپر گذر رہا ہے اُسکے لحاظ سے کہتا ہے مین کہتا ہون کہ اسکے معنی یہ ہین کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ کھانے سے اُسکا مقصود محض خواہش کا پورا اور خوشی حاصل کرنا نہو بلکہ اُسکا کھانا صرف ضرورت سے ہو - واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیرون کی صحبت کو لازمی سمجھو کیونکہ یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیان ہین -

(۲۲۹) ابوالعباس بن قاسم بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد بن سیّار کے نواسے مرو کے رہنے والے اور وہان کے شیخ تھے۔ اور مرو والوں میں سب سے پہلے جنہوں احوال کے حقایق پر تقریر کی وہ یہی تھے۔ یہ فقیہ و عالم تھے اور حدیثیں لکھی اور روایت کی تھیں۔ ابو بکر واسطی کی صحبت میں رہے اور اس گروہ کے علوم میں انہیں کیطرف منسوب ہیں۔ اور اپنے وقت کے بڑے خوش بیان بزرگوں میں سے تھے علوم توحید میں تقریریں کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت میں سے جو شخص انکی پناہ چاہتا تھا اُسکی پشت پناہ تھے۔ سنہ ۳۴۲ تین سو بیالیس ہجری میں بلخ رضوان کو سدھارے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اوس گناہ کے چھوڑنے کی کیا سبیل ہے جو لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہو اور اُس قرض کے پھندے سے نکلنے کی کونسی راہ ہے جسمیں بندہ بندھا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مرید اپنے نفس سے کیونکر ریاضت کرے تو انہوں نے کہا کہ مرید کو صبر نہی سے پرہیز۔ نیکوکاروں کی صحبت۔ رفیقوں کی خدمت۔ اور فقیروں کے ساتھ بیٹھنے کے ذریعہ سے اور آدمی اُسی مقام پر رہتا ہے جہاں وہ اپنے آپ کو رکھے۔ اور انکے بعض مقولے یہ ہیں :۔ تعرفت کی حقیقت معارف سے باہر نکل آنا ہے۔ کبھی کسی عاقل نے مشاہدہ سے لذت نہ اُٹھائی کیونکہ حق کا مشاہدہ ایسی فنا ہے جسمیں نہ لذت ہے نہ لذت پانا اور نہ مزہ ہے نہ مزہ لینا کوئی شخص حق کی نہیں کہتا مگر وہی جو حق سے حجاب میں ہے ع

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

خطرات نبیون کے لئے ہین وسوسے ولیون کے لئے اور فکر عابدون کے لئے۔ طمع کی تاریکیان مشاہدہ کے انوار کو رد کرتی ہین۔ ہدایت کا لباس عابدون کے لئے ہیبت کا لباس عارفون کے لئے زینت کا لباس دنیاداروں کے لئے۔ فقار کا لباس ولیون کے لئے اور تقویٰ کا لباس حضوری والون کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولباس[ع] التقوٰی ذٰلک خیر (اور پرہیزگاری کا لباس سب لباسون سے بہتر ہے) جسنے اپنے دین مین باریک بینی کی اُسکے لئے پل صراط باوجود اپنی باریکی کے کشادہ ہوجاے گا اور جسنے اپنے دین مین وسعت سے کام لیا اُسکے لئے پل صراط باریک ہونے کے علاوہ تنگ بھی ہوجاے گا۔ اور جسنے اُسکے حقوق کے سامنے اپنے حقوق کو میٹ دیا اُس سے ہر سختی و عذاب میٹ دیا جائیگا۔

(۲۳۰) ابوبکر بن داؤد دینوری رقی رحمہ اللہ تعالیٰ

شام مین رہتے تھے اور ابوعلی رودباری کے ہمنشینون مین سے تھے مگر انہون نے سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ ابوعبداللہ ابن الجلار بڑے ابوبکر رقاقی اور ابوبکر مصری کی صحبتون مین رہے لیکن یہ ابن الجلار کی طرف زیادہ منسوب تھے۔ اور اپنے وقت کے بزرگترین مشائخ مین سے عمدہ ترین حال والے اور بزرگون کی صحبت یافتہ ہونے مین سب سے بڑھے ہوے تھے۔ تین سو پچاس ہجری کے بعد رہگراے عالم جاودانی ہوے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ فقر و تصوف مین کیا فرق ہے تو اُنہون نے

ع پارہ ہشتم رکوع دہم (سورۂ اعراف آیت ۲۶)

کہا کہ فقر تصوف کے حالون مین سے ایک حال ہے - پہران سے پوچہا گیا کہ تصوف کی علامت کیا ہے آنہون نے جواب دیا کہ ہر وقت ایسے امر مین مشغول رہنا جو سب سے بہتر ہو - اور انکا قول ہے کہ فقرا جب علم کی حقیقت سے اُتر کر علم کے ظاہر کیطرف آتے ہین تو اپنے احوال مین اللہ تعالی کے ساتہہ سوء ادبی کرتے ہین بخلاف غیرون کے - اور یہ کہا کرتے تہے کہ اہل معرفت اپنے معروف (ثنا سا یعنی جس ذات کی معرفت اُنکو حاصل ہے) کی زندگی کیلئے زندہ رہتے ہین اسلئے حقیقت مین زندگی ہے تو اہل معرفت کی نہ کہ اورون کی ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام　　مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

(۲۳۱) ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رازی رحمہ اللہ تعالی

دو شعرانی، کے نام سے مشہور تہے - اصل کے اعتبار سے رَے کے اور مولد و منشا کے لحاظ سے نیشاپور کے تہے - جُنید - ابو عثمان حیری - رویم - محمد بن الفضل - سمنون جوزجانی - محمد بن حامد وغیرہم بزرگان صوفیہ کے فیضان صحبت سے مالا مال اور ابو عثمان کے جلیل القدر مریدون مین سے تہے - اور ابو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انکی بہت تعظیم و توقیر کرتے اور انکے رتبہ شناس تہے - اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بہت بڑے بزرگ تہے - انہون نے اسقدر ریاضتین کی تہین کہ کان اُنکے سننے کی تاب نہین لا سکتے - علوم صوفیہ کے عالم تہے - اور حدیثین بہت لکہی تہین - اور ثقہ پاکیزہ

وصاف آدمی تھے۔ انہون نے ۲۵۳ھ تین سو ترپن ہجری مین عالم بالا کا سفر کیا ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنے صبون کو جانتے ہین اور پہر بھی اپنی خوبو کو دوست رکھتے ہین اور نہ اُسکو چھوڑتے اور نہ طریق صواب کیطرف لوٹتے ہین۔ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ لوگ علم پر ناز کرنے مین مشغول ہوئے اور اُسپر عمل کرنے مین مشغول نہوئے اور ظاہری باتون کی چھان بین مین لگ گئے اور باطنی چیزون کی تفتیش و تجسس کو چھوڑ بیٹھے اسلئے اللہ تعالی نے صواب کی طرف نگاہ کرنے سے اُن کی آنکھون کو اندہی کردیا اور اُن کے اعضا کو عبادت سے روکدیا۔ انکا قول ہے کہ عارف خلق اللہ کی موافقت پر صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے ورنہ وہ تو اُس حالت کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے اللہ کے ساتھ ہے۔ اور معرفت بندون اور اُنکے آقا کے درمیان پردون کے اُٹھ جانے کا نام ہے۔

(۲۳۲) ابوعمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم بن خالد سلمی رحمہ اللہ تعالے

یہ شیخ ابوعبدالرحمن سُلمی کے جو امام قشیری کے پیر تھے دادا تھے۔ ابوعثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت مین رہے اور اُنکے بہت بڑے اصحاب مین سے تھے۔ جیند رضی اللہ عنہ سے ملے اور اپنے وقت کے بڑے بزرگان طریقت مین سے تھے۔ حال کو مشتبہ

بنانے اور وقت کو بچانے کا انکا ایک خاص طریقہ تھا جسمین یہ منفرد تھے - ابوعثمان
کے اصحاب مین سب سے پیچھے انہون نے ۳۶۶ھ تین سو چیاسٹھ ہجری مین دار آخرت
کی راہ لی - انہون نے حدیثین سُنین اور روایت کین اور تصنیف کیے - آنکے چند مقولے
یہ ہین - ہر حال علم ہی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اسلیے صاحب علم کے حق مین اُسکے نفع سے
اُسکا ضرر زیادہ ہوتا ہے - جسکے نزدیک اپنے نفس کی عزت ہوئی اُسکے نزدیک
اُسکا دین ذلیل ہوا - جسکا دیکھنا تمکو مہذب نہ بنائے تو جان لو کہ وہ غیر مہذب ہے کسی
شخص کا قدم عبودیت مین خالص نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے نزدیک اپنے کل کامون کو
ریا اور اپنے سب حالون کو دعوی نہ سمجھے - جب اللہ تعالی اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا
ہے تو نیکون اور نیکو کارون کی خدمت اُسکو نصیب کرتا اُنکے اشارون کو قبول
کرنے کی توفیق دیتا نیکیون کی راہین اُسپر آسان کردیتا اور نیکیون پر ناز کرنے سے
روکے رکھتا ہے - ان سے کسی نے پوچھا کہ دعوے کہان سے پیدا ہوتے ہین
انہون نے کہا کہ کبر و غرور اور باطن کے فتور سے - آنکے بعض اقوال یہ ہین -
دعوے تو صرف ابتدا کی خرابی ہی سے پیدا ہوتے ہین اسلیے جسکی ابتدا درست ہوئی
اُسکی انتہا درست ہوئی اور جسکی ابتدا بگڑی وہ اکثر احوال مین سے کسی حال مین ہلاک ہوجایا
کرتا ہے - ملامتی کا کبھی کوئی دعوی نہین ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو اپنی جانتا ہی نہین جس کا
وہ دعوے کرے - عام مسلمانون کا احترام کرو اور کسی کام مین جبتک کہ تمہارے امکان
مین ہو مکسیانہ بنو اور لوگون مین گمنام رہو کیونکہ لوگون مین جسقدر پہچانے جاؤگے اور اُنمین
مشغول ہوگے اُسیقدر تمہارے پروردگار کے حکمون مین سے تمہارا حصہ ضائع جائیگا
جسنے اپنی خوبیان اُس شخص پر ظاہر کین جو اُسکے نفع و ضرر کا مالک نہین ہے اُسنے

اپنی جہالت ثابت کی۔ اور جو شخص استقامت مین حد تک پہونچ گیا اُسکے ذریعہ سے کوئی شخص کج نہوگا اور جو کج ہوا اُسکے ذریعہ سے کوئی سیدہا نہوگا۔

(۲۳۳) ابو الحسن بن احمد ابن سہل بوسنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جوانمردانِ خراسان مین یگانۂ زمان تھے۔ ابوعثمان سے ملے وعراق مین ابن عطار وجریری کے ساتھہ اور شام مین طاہر مقدسی وابوعمرو دمشقی کی صحبتون مین رہے۔ اور بہت سے مسائل مین شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی۔ اور یہ اپنے وقت کے سب مشائخ سے علوم توحید وعلوم معاملات کے زیادہ تر جاننے والے حُسن اخلاق و فتوت وتجرید کے طریقہ مین سب سے اچھے اور فقیرون کی تعظیم کرنیوالے تھے ۳۴۰ھ تین سو اڑتالیس ہجری مین اس دارفانی سے عالم جاودانی کیطرف سدہارے۔

تصوف کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ آج اسکا نام موجود ہے مگر حقیقت نہین ہے حال آنکہ یہ حقیقت تھا نام نہ تھا۔ انکا قول ہے کہ جسکا باطن اُسکے ظاہر سے افضل ہو وہ ولی ہے جسکا باطن وظاہر یکسان ہو وہ عالم ہے اور جسکا ظاہر اُسکے باطن سے بہتر ہو وہ جاہل ہے اور اسی لئے وہ اپنے حق مین انصاف نہ کریگا اور غیر سے انصاف کا طالب ہوگا۔ ان سے پوچھا گیا کہ زیرک کون ہے؟ اُنہون نے کہا کہ جو اپنی ذات افعال اخلاق وعادات مین بے تکلف وبیباک ہو۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ نیکی اپنے رتبہ سے نیچے آنا ہے اور بدی دوٹوک کرنا ہے۔

(۲۳۴) ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیراز مین مقیم ہوئے اور شیخ المشائخ دیکھتا ہے زمانہ اور ظاہری علوم وحقائق کے عالم تھے۔ مقامات واحوال اور سارے اخلاق و اعمال مین انکی حالت بہت عمدہ تھی ۳۷۱ھ تین سو اکہتر ہجری مین ہستی موہوم کے بوجہ سے سبکدوش ہوئے۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہین:۔ تصوف دلون کا صاف کرنا طبعی اخلاق کو چھوڑنا صفات کا بجھانا نفسانی دعووں سے کنارہ کرنا روحانی صفتون کا آنا حقیقت کے علوم سے لگاو ہونا ساری امت کا خیرخواہ بننا اور شریعت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔ رخصتون سے فائدہ اُٹھانے اور تاویلون کو قبول کرنے مین نفس کی باگ ڈھیلی کردینے سے کوئی چیز مرید کے لئے زیادہ ضرر رسان نہین ہے۔ ذکر دو قسم کے ہین ظاہری و باطنی۔ ظاہری تو تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) تحمید (الحمدللہ کہنا) تمجید اور قرآن پڑھنا ہے اور باطنی اللہ تعالیٰ اُسکے صفات اُسکے اسماء و افعال کی معرفت اور ساری مخلوقات پر اُسکے احسان کے دائر و سائر ہونے اُسکی تدبیر کے جاری رہنے اور اُسکے احکام کے نافذ ہونے کی شرطون سے آگاہ رہنے کے متعلق دلون کو باخبر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر منفرد ہے اور وہ مذکور کا اسطور پر یاد کرنا ہے کہ اُسکی آحدیت کو ہر مذکور سے جو اُسکے سوا ہے منفرد یعنی الگ کرلیا جاے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ سب ذکرون سے افضل ہے۔ یہ کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جسکو اللہ تعالیٰ

کیطرف کی راہ معلوم ہوئی اور وہ اُسپر چلنے کے بعد لوٹ آیا اُسپر اللہ تعالیٰ ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم مین کسی پر نہ کیا ہوگا - اور انکا مقولہ ہے کہ تم اُسکا پیچھا نہ چھوڑو جو تمکو اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے اور اپنے قول کی زبان سے نصیحت نہ کرے -

(۲۳۵) ابوالحسین بندار بن حسین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربیجان مین رہتے اور اصول و زبان کے عالم تھے - علم حقایق مین اِن کی قوتِ بیان محتاج بیان نہین ہے - شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعظیم اور بہت قدر کرتے تھے مختلف قسم کے مسائل مین انکے اور ابن خفیف کے مابین گفتگو مین ہوئی تہین -

۳۵۳ تین سو ترپن ہجری مین انہون نے پندار ہستی سے رہائی پائی ابو زرعہ طبری نے انکو غسل دیا تھا - ان سے کسی نے پوچھا کہ صوفیہ اور متصوفہ مین کیا فرق ہے اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ صوفی وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چُن لیا اور اسلئے اُسکو بلا تکلف سچا اور خالص دوست بنا لیا ہو اور متصوف وہ ہے جو باوجود دنیا کی رغبت اور بشریت کی تربیت کے اپنے نفس سے تکلف اور زہد کا اظہار کرتا ہو - انکے بعض اقوال نصیحت اشتمال یہ ہین - اپنے نفس سے مخاصمہ نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بس کا نہین ہے اُسکو اُسکے مالک پر چھوڑ دو جسطرح چاہے اُسکے ساتھ پیش آئے - مقتضاے ادب نہین ہے کہ تم اپنے رفیق سے پوچھو کہ کہان جاتے ہو یا کس کام مین ہو جسنے حقیقت مین اپنے پروردگار کو اپنا قبلہ نہ بنایا

اُسکی نماز درست نہین ہے - بنی عامر کے مجنون (قیس) کو مرنے کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُسنے کہا کہ مجھے بخشدیا اور عاشقون کے لئے محبت بنایا - جسنے آخرت کیطرف رخ کیا اور جو اُسکی طرف مائل ہوا اُسکو آخرت نے اپنے نور سے جلایا اور وہ پگھلا ہوا سونا ہوگیا جس سے نفع اُٹھایا جاسکتا ہے اور جسنے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کی اُسکو اللہ تعالیٰ نے توحید کے نور سے جلایا اور وہ انمول جوہر بن گیا - ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے تو انہون نے کہا کہ جو قلب سے نزدیک ہو اور حق سے باز رکھے ؎

چیست دنیا - از خدا غافل بُدن -

(۲۳۶) ابو بکر طمستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

بزرگ ترین مشائخ اور اعلیٰ ترین حال والے تھے - اور اپنے حال و وقت مین یگانہ تھے جسمین اُنکے ابنائے جنس مین سے نہ کوئی اُنکا شریک تھا اور نہ کوئی اُنکے قریب پہنچا تھا شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس امر کے قائل تھے اور انکی تعظیم و توقیر کرتے تھے - ابراہیم فارسی وغیرہ بزرگان فارس کی صحبتون مین رہے - اور سب اِن کی عزت کرتے تھے - نیشاپور کی خاک انکو کھینچ لائی اور ۳۴۰ھ تین سو چالیس ہجری مین اُسنے اس جوہر بے بہا کو ہمیشہ کے لئے چھپا دیا - یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ میٹھا کرو اور آدمی کے ساتھ کم - یعنی گوشہ نشین رہو - اور انکے تنتخب اقوال یہ ہین :- بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے سوا اورون کو برسرِ حق سمجھے

اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف کی راہ اُس راہ کے سوا ہے جسپر وہ خود ہے گو وہ مرتبہ مین بلند ہوگیا ہو - اور یہ اسلئے ہے کہ جس چیز کا وہ مُکلّف ہے اُسمین وہ اپنے آپ کو قاصر سمجھتا رہے - جسنے کتاب وسنّت کی پیروی اور اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کے نقش قدم پر چلا اُسپر صحابہ کو صرف یہی فوقیت ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا - بیداردن کے لئے بیداری بیشک آخرت کا آباد کرنا ہے جسطرح غافلون کے لئے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے

مین کہتا ہون کہ یہ اُسوقت ہے جب پیشہ کرنیوالا اپنے پیشہ سے بندون کو نفع پہونچانے کا قصد نہ کرے اور صرف دنیا جمع کرنے پر کفایت کرے مگر جب وہ اپنے حرفہ سے بندون کی نفع رسانی کا ارادہ کرے تو وہ ضرور دنیا و آخرت دونون کو آباد کرتا ہے واللہ اعلم - اور اُنکا قول ہے کہ ہر ایسے شخص کو جسنے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سچائی سے کام لیا اُسکی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی سچائی خلق اللہ کے لئے فارغ ہونے سے باز رکھے گی - **مین کہتا ہون** کہ ہمارے شیخ شیخ محمد بن عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی مقام کے لوگون مین سے تھے کیونکہ وہ کبھی کسی شخص کے کلام کی تردید کرنیمین سکتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ مین کیا کرون حالت تو یہ ہے کہ ساری ہستی میری دشمن ہے - اور اُنکا مقولہ ہے کہ وصل بلا فصل ہوتا ہے مگر جب فصل آیا تو وصل نہ رہا - اور یہ کہتے تھے کہ نفس آگ کیطرح ہے کہ ایک جگہ دبائو تو دوسری جگہ بھڑکنے لگتی ہے یہی حال نفس کا ہے کہ جب ایک جانب مُہذب و ٹھیک بنایا جاوے تو دوسری جانب اپنا اثر دکھلاے - اور کہا کرتے تھے کہ اگر مرد مین ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہنے کی قدرت نہ ہو تو صحبت مین رہنے والے کی صحبت

مین رہو تاکہ اُسکی صحبت مین رہنے کی برکتین تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت مین پہونچائین -

(۲۳۷) ابو العباس احمد بن محمد دینوری رحمہ اللہ تعالےٰ

یوسف بن الحسین - عبد اللہ ابن الخرّاز - ابو محمد جریری - وابو العباس بن عطار کی صحبتین پائین - اور رویم سے ملے تھے - نیشاپور آئے اور بہان مدت تک لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے اور معرفت پر نہایت عمدہ تقریرین کرتے رہے - بعدہ نیشاپور سے سمرقند چلے گئے اور وہین تین سو چالیس ہجری کے بعد دنیا کی تلخی سے آخرت کی شیرینی کی طرف دوڑے - یہ کہا کرتے تھے کہ چیزون کے مشاہدہ کے ترتیب مین علماء کے درجے متفاوت ہین ایک گروہ تو چیزون سے اللہ تعالیٰ کیطرف لوٹتا ہے اسلیے یہ گروہ چیزون کو چیزون کی حیثیت سے مشاہدہ کرتا اور بعد کو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا ہے اور ایک گروہ اللہ تعالیٰ سے چیزون کیطرف اسطور پر لوٹتا ہے کہ اُسکے حضور سے غائب بھی نہین ہوتا اس سبب سے یہ گروہ کوئی چیز ایسی نہین دیکھتا جسکے پہلے اُسنے حق کو نہ دیکھ لیا ہو - اور ایک گروہ وہ ہے جو چیزون ہی کے ساتھ رہجاتا ہے کیونکہ اُسکو اُن چیزون سے اللہ کیطرف کی راہ نہین ملتی - آور اپنے اہل زمانہ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ان لوگون نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے - اُسکی راہ منہدم کردی اور نئے نام گڑھ کر اُسکے معانی بدل ڈالے - طمع کا نام زیادت رکھا ہے - سوء ادب کا اخلاص - حق سے نکلجانے کا شطح[1] - بُری چیز سے مزہ لینے کا طیبت ہوا د

[1] صوفیون کی اصطلاح مین شطح ایسی بات کو کہتے ہین جس سے رعونت و دعوے کی بو آئے - ۱۲ مترجم

ہوس کی پیروی کا ابتلا رونیا کی طرف رجوع ہونے کا وصول - بدخلقی کا صولت بخل کا کاہلاوت - سوال کا عمل - اور بدزبانی کا سلامت - حال آنکہ اس گروہ کا طریق اسطرح کا نہ تہا اگلے لوگ تو اس راہ مین حیا و ادب کے ساتہہ اور حفظوظ سے پرہیز گار رہکر داخل ہوئے تہے -

(۲۳۸) ابوعثمان سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قیروان کے ایک گانون کے رہنے والے تہے جسکا نام کوکب تہا عرصہ دراز تک حرم شریف مین مقیم رہے - انکے پیر ابوعلی معروف بابن الکاتب تہے - اور یہ حبیب مصری و ابوعمرو زجاجی کی صحبتون مین رہے - اور نہرجوری - ابوالحسین بن صائغ دینوری وغیرہ مشائخ سے ملے تہے - برترحال ہونے وقت کے محفوظ رکہنے فراست سے صحیح حکم لگانے اور ہیبت کی قوت مین انکا مثل دیکہا نہ گیا - نیشاپور پہونچے اور وہین ۳۷۳ تین سو تہتر ہجری مین واصل حق ہوئے - انہون نے وصیت کی تہی کہ ابوبکر بن فورک میرا جنازہ پڑہائین - انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنے اعضا کو اوامر کے تحت مین محفوظ رکہا وہ ہمیشہ اعتکاف مین ہے - اور انکا قول ہے کہ بادشاہ جبار نے خواہی نخواہی یہی چاہا کہ اپنے دوستون کو اسطور سے آزمائے کہ انکے دشمنون کو اُن پر مسلط کردے تاکہ وہ دیکہے کہ اُسکے دوست کیونکر اسپر صبر کرتے ہین - پس اگر انہون نے اپنے دشمنون کی بلاؤن پر صبر کیا تو انکو اپنا علم دیکر معزز بناتا - اپنے وصل کا مژدہ سناتا اپنے قرب مین جگہہ دیتا - اپنے مشاہدہ کی نعمت عطا فرماتا - اپنے ذکر سے محظوظ کرتا -

اپنی معرفت تک پہونچاتا ہے اور اُنکو ایسے پیشوا جنکا اقتدا کیا جاے اور اپنے بندون کی نجات کا ذریعہ اور اپنی زمین مین رحمت کا وسیلہ بناتا ہے **مین کہتا ہون** کہ دشمنون کے مقابلہ مین اُنکے صبر کرنے کے یہ معنی ہین کہ دشمن اللہ تعالے کے اوامر کے چھڑانے مین تکوشش کرے اُسپر صبر کرے اور وسوسون کی کثرت سے آشفتہ خاطر ہو کر دشمن کی اطاعت نہ کر بیٹھے۔ واللہ اعلم اور انکے چند مقولے یہ ہین :— اللہ تعالی نے اپنے بندون کی دلبستگی اپنے دوستون کی رویت مین رکھی ہے۔ حدیث اکثر اھل الجنۃ البلہ (اکثر جنتی بے عقل ہوتے ہین) کے معنی مین انکا قول ہے کہ اپنی دنیا کے بارہ مین بیوقوف اور اپنے دین کے بارہ مین باخبر ہوتے ہین جسنے فقیرون کی ہمنشینی پر امیرون کی صحبت کو مقدم رکھا اُسکو اللہ تعالی مردہ دلی مین مبتلا فرماتا ہے۔ دعوے کرنیوالے سے گنہگار رہتر ہے کیونکہ گنہگار توبہ کی راہ ڈھونڈھے گا اور دعوے کرنیوالا اپنے دعوے کے خیال مین خبط رہے گا۔ عارفون کے مُنہ قدرت کی مناجات کے لئے فارغ (ہر دم آمادہ) رہتے ہین۔ دل کبھی مستور ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ مین مبتلا) نہین ہوتا جس[۵] شخص کو گدہے کی چیخ پکار سے وہی آواز سُنائی نہ دے جو عود اور گویون کے ساز سے سُنائی دیتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ **مثنوی**

نہ مطرب کہ آوازہاے ستور		سماع ست گر عشق داری بشور
نگس پیش شوریدہ دل پر نہ زد		کہ او چون نگس دست بر سر نہ زد
نہ بم داند آشفتہ سامان نہ زیر		بر آواز مرغے بنالد فقیر
چو شوریدگان مے پرستی کنند		بر آواز دولاب مستی کنند

[۵] مترجم کہتا ہے کہ اسی مضمون کا گلدستہ سعدی علیہ الرحمۃ کی بوستان مین بہار دکھلا رہا ہے ۱۲

(۲۳۹) ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمومہ نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت مین ملک خراسان کے شیخ تھے - انکا اصلی وطن و مولد و منشا نیشاپور تھا - کئی قسم کے علوم مین لوگون کے مرجع تھے یعنی سُنن کے حافظ و جامع علوم تواریخ کے ماہر اور علم حقائق مین کامل تھے - اور اپنے زمانہ کے بزرگون مین علم و حال کے اعتبار سے یکتا تھے - ابوبکر شبلی ابوعلی رودباری ابومحمد مرتعش وغیرہم بزرگان طریقت کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے - نیشاپور ہی مین رہا کرتے تھے لیکن آخر عمر مین مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۶۶ تین سو چیاسٹھ ہجری مین اُنھون نے حج کیا اور جوار حرم مین اقامت اختیار کی - اور ۳۶۷ تین سو سڑسٹھ ہجری مین داربقا کی راہ لی - حدیثین لکھی اور روایت کی تھین اور ثقہ تھے - آنکا قول ہے کہ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جب زُہد و ترک دنیا مین آدمی کی شہرت ہوجاے تو لوگون کے سامنے مال دنیا کا امسک بنجاوے تاکہ زہد کی نسبت اُسکی طرف موقوف ہوجاے کیونکہ کل دارومدار تو قلب پر ہے "بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتون کو نہین دیکھتا ہی بلکہ تمہارے دلون کو دیکھتا ہے" اور کہتے تھے کہ جب ظہورات حق مین سے کچھ تم پر جلوہ گر ہو تو اُسکے سامنے نہ تم جنت کی طرف التفات کرو اور نہ دوزخ کیطرف اور نہ دونون کا خیال دل مین آنے دو بعدہٗ جب تم اس حال سے لوٹو تو جسکو اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اُسکی تعظیم کرو اُن سے کہا گیا کہ بعض آدمی عورتون کے ساتھہ بیٹھا کرتے اور کہتے ہین کہ مین اُنکے

دیکھنے مین معصوم ہون۔ اسکو سُنکر انہون نے کہا کہ جب تک صورتین باقی ہین بندہ امر و نہی کا مخاطب ہے خصوصاً جنہون نے شادی نہین کی ہے جسنے جزاء کو مدنظر رکھکر عمل کیا اُسکے اعمال حدوشمار کے ساتھ ہونگے اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کیا اُس کو مشاہدہ شمار و اعداد سے غافل کردے گا۔ اور ایک دوسری روایت مین یہ ہے کہ جسنے گن کر عمل کئے اُسکو ثواب بھی گن کر ہی ملیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو شخص نیکی لیکر آئے گا تو اُسکا دس گنا اُسکو ملے گا) اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کئے اُسکا اجر بے شمار ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (وہ تو صبر ہی کے بندے ہین جنکو اُن کا اجر بے حساب بھرپور دیا جائیگا) آنکا قول ہے کہ عاشقون کا خون کہوتا اور جوش کھاتا رہتا ہے جس حال مین کہ وہ حق کے ساتھ ایسے مقام پہ کھڑے رہتے ہین کہ اگر آگے بڑہین تو ڈوب جائین اور پیچھے ہٹین تو حضوری سے روک دیے جائین اور سلوک سے جذب زیادہ تیز رفتار ہے کیونکہ حق کی ہر کشش بندہ کو ثقلین کے اعمال سے بے نیاز کردیتی ہے۔ اور تصوف کی جڑ کتاب و سُنّت کی پابندی۔ حرص و ہوا اور بدعتون کا ترک۔ حُرمات مشائخ (پیرون کے عہد و پیمان جنکا توڑنا جائز نہین ہے) کی تعظیم۔ خلق اللہ کے لئے معذرتین قائم کرنی۔ اور اونکی مدامت۔ اور رخصتون و تاویلون پر چلنے سے دست برداری ہے اور جو شخص اس راستہ سے بہٹکا وہ مردان خدا کے رتبہ سے گرا۔ اور زاہد دنیا مین اجنبی ہے اور عارف آخرت مین۔ اور اللہ تعالےٰ

ع۵ پارہ ہشتم رکوع ۷ (سورہ انعام۔ آیت ۱۶۰) مترجم ۱۲

ع۵ پارہ بست و سیوم رکوع ۱۶ (سورۂ زمر۔ آیت ۱۰) مترجم۔ ۱۲

نے اصحاب کہف کا نام "فتیۃ" (جوان) اسلیئے رکھا کہ وہ بلاواسطہ ایمان لائے تھے۔ اور اولیاء کیلیئے سوال نہین ہے انکا سوال تو گمنا اور گمنام رہنا ہے۔ اور ولیون کی نہایتین نبیون کی بدایتین ہین۔ اور جمع[ع۵] عین توحید ہے اور تفرقہ[ع۵] تجرید کی حقیقت اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا فانی ہوجاے کہ کل چیزون کو اُسی کے ذریعہ سے اُسی کیلیئے اُسی سے اور اُسی کیطرف دیکھے اور جانے۔

(۲۴۰) ابوالحسن علی بن ابراہیم حصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل مین بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور انہون نے بغداد مین سکونت اختیار کی اور یہین جمعہ کے دن ۳۷۱ھ تین سو اکہتر ہجری کے شہر ذیحجہ مین قضا کی۔ اپنے وقت مین عراق کے شیخ تھے اور انکے زمانہ کے بزرگون مین کوئی شخص ان کا مثل گفتگو مین زیادہ تر کامل۔ زیادہ خوش بیان زیادہ بلند رتبہ اپنے طریقہ مین یگانہ اور سیرت وحال مین زیرک ودانا دیکھنے مین نہ آیا۔ توحید مین انکی قوت بیانیہ انہین کے ساتھ مخصوص تھی اور تجرید وتفرید مین جوان کا مقام تھا اُسمین انکے بعد کوئی دوسرا انکا شریک نہوا۔ یہ عراق والون کے پیر تھے اور ان سے جسنے (طریقت کا) ادب سیکھا اُسنے انہین سے سیکھا۔ شبلیؒ کی صحبت مین رہے اور اُنہین کیطرف منسوب ہوئے اور دوسرے بزرگون کی صحبتین بھی پائین۔ یہ کہتے تھے کہ مین ایک زمانہ تک جب قرآن

ع۵ "جمع" بلاخلق کے حق کی طرف اشارہ کرنا۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم۔ ۱۲

ع۵ "تفرقہ" بلاحق کے خلق کی طرف اشارہ کرنا۔ اور بقول بعض موجودیت کا شاہدہ۔ ۱۲۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم

تلاوت کرتا تہا تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہین کہتا اور اپنے دل مین کہتا تہا کہ شیطان مردود کون ہوتا ہے جو خدا کے کلام کے سامنے آ موجود ہو مین کہتا ہون کہ شاید یہ امران سے کمال کے پہلے وقوع مین آیا ہو ورنہ کامل تو وظیفے پڑہتے اور اُن مین سے کچہ بہی کم نہین کرتے ہین اور اللہ عزوجل نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تہا پس اگر اُسکا حاضر ہونا کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کون اسکا مستحق ہوسکتا تہا واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تہے کہ تعریض سے کام لو اور تصریح نہ کیا کرو تعریض پردہ ڈالنے کے لئے خوب چیز ہے۔

(۲۴۱) ابوعبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری[ع] رحمہ اللہ تعالے

یہ ابوعلی رودباری کے ہمنجے اور اپنے زمانہ مین ملک شام کے شیخ تہے اور اپنے احوال مخصوصہ اور نسبت سے علوم یعنی علم شریعت و قرآن اور علم حقیقت و اخلاق کے باعث مرجع انام تہے۔ اپنے اخلاق عادات مین متفرد و فقر کی عظمت و نگہداشت

ع رودبار بضم راء مہملہ و سکون واو۔ ابن حوقل لکہتا ہے کہ "دیلم بلند پہاڑہین اور جس شہر مین بادشاہ رہتا ہے اُسکا رودبار نام ہے یہین آل حسان رہتے ہین اور دیلم کی ریاست انہین لوگون مین ہے اور بعض آدمی سمجہتے ہین کہ دیلم بنی ضبہ کا ایک گروہ ہے"۔ مشترک مین ہے کہ رودبار ملک دیلم کا ایک قصبہ ہے۔ اور بغداد کے دیہات مین سے ایک گانون کا بہی نام ہے اور ملک خراسان مین طوس کا ایک موضع ہے۔ اور مرو کے علاقہ مین بہی اس نام کا ایک گانون ہے۔ اور شاش کے ایک گانون اور ہمدان کے ایک محلہ کا نام بہی رودبار ہے جیسا کہ ابو الفدا نے لکہا ہے۔ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مین ممتاز آداب فقر کی دائمی پابندی و فقیرون کی صحبت مین استوار۔ اور ان کی طرف میلان رکھنے اور اُن سے نرمی کے ساتھ پیش آنے مین اعجوبۂ روزگار تھے۔

۳۶۹ھ تین سو اونہتر ہجری مین شہر صور مین دم صور تک انہون نے آرام لیا۔ ان کا قول ہے کہ اہل غیبت جب پیتے ہین تو بے عقل ہوجاتے ہین اور اہل حضور جب پیتے ہین تو عیش کرتے ہین۔ اور ہر بُرے سے بدتر کنجوس صوفی ہے مین کہتا ہون کہ یہان کنجوس سے ایسا شخص مراد ہے جو بخل کیوجہ سے نہ دے نہ وہ جو حکمت کے باعث رُک جائے کیونکہ بعض آدمی کو نہ دینا اللہ عزوجل کے اخلاق مین سے ہے واللہ اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ تصوف اہل تصوف سے بُخل کو دور کرتا ہے اور حدیثین لکھنا اہل حدیث سے جہل کو دفع کرتا ہے اور جب یہ دونون باتین ایک شخص مین جمع ہوجائین تو اُسکے مقام کا کیا کہنا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ مخالفون کے ساتھ بیٹھنا جان کو گھلاتا ہے اور ہمجنسون کے ساتھ بیٹھنا عقل کو بڑھاتا ہے۔ اور جسنے بلا ادب دلیرون کی خدمت کی وہ ہلاک ہوا۔ اور ہر شخص جو ہمنشینی کی صلاحیت رکھتا ہے موانست کی صلاحیت نہین رکھ سکتا اور ہر شخص جو موانست کی صلاحیت رکھتا ہے اسرار کا امانت دار نہین ہوسکتا کیونکہ اسرار کے امانت دار صرف امین ہی ہوسکتے ہین۔ اور انکی عادت تھی کہ جب کسی جگہ کے ارادہ سے چلتے تھے تو فقیرون کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ممکن نہین کہ اُن سے آگے ہوجائین۔

(۲۴۲) ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسن رودغندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگان طوس مین سے تھے۔ ابوعثمان حیری اور اُنکے طبقہ کے بہت سے

بزرگون کی صحبتین پائین اور اپنے طریقہ مین اپنے وقت کے یکتا ہوگئے اور ان کی
بہت سی نشانیان اور کرامتین ظاہر ہوئین - اور حال مین مجرد اور بڑی ہمت والے تھے -
تین سو پچاس کے بعد انہون نے اس دنیا سے رحلت کی - انکا قول ہے کہ دنیا کے
لئے دنیا کو چھوڑنا مال دنیا جمع کرنے کی محبت کی علامت ہے - اور جسنے اپنی کمسنی مین اللہ
کے حق کو ضائع کیا اُسکو اللہ تعالیٰ نے کبرسنی مین ذلیل فرمایا مین کہتا ہون
کہ یہ قول اُسوقت صادق آئیگا جب اُسنے مقبول توبہ نہ کی ہو اور اللہ تعالیٰ کے
ذلیل کرنیکے یہ معنی ہین کہ وہ ذلت کا سزاوار ہوا کیونکہ بعض وقت اسکا وقوع نہین
بھی ہوتا ہے - اور انکا قول ہے کہ خبردار خدمت کرنے مین تمیز و تفریق نہ کرنا کیونکہ ارباب
تمیز گذر گئے سب کی خدمت[ع] کرو تاکہ تمہاری مراد حاصل ہو اور مقصود ہاتھ سے نہ جانے
پائے اور ہمنے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اُسنے فقیرون کی خدمت کی ہو اور اُنکی برکتین اُسکو
حاصل نہوئی ہون اور آخرت سے پہلے دنیا کی عزت اُسکو روکھن مین نہ ملی ہو - اور زاہد
اپنی ذات کے خطہ مین مشغول رہتا ہے اور صوفی اپنے رب کے خطہ مین - اور اللہ
عزوجل ہر بندہ پر اُسی کے مطابق بلا نازل کرتا ہے جسقدر کہ اُسکو معرفت عطا فرماتا ہے
تاکہ اُسکی معرفت اُسکی بلا کے مقابلہ مین مدد دے اسی لئے جنکی معرفت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے
اُنپر بلائین بھی زیادہ آتی ہین اور جنکی معرفت ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے اُنپر تھوڑی بلائین ہی آتی ہین
اور کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گھبرائے مگر اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ رافت و رحمت کے ساتھ
بھیجے گئے تھے اسی لئے جب اُنکو کشف کے ذریعہ سے اپنی اُمت کی نسبت معلوم

ع مترجم کہتا ہے کہ حضرت نظامی نے اپنے مشہور قطعہ مین کہا ہے ؎ خاکپائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود ۔ اور ترکی مین
اس نے کہا ہے کہ **دوھا** تمسی جگ مین آئے کہ سب کے بھلے دائے ۔ کا جانے کہا بیس مین تا راین بلجائے ۱۲

ہوتا تھا کہ یہ مخالفت مین بڑجائیگی تو اُنکے لیے بیقرار ہو جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

(تمہاری تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے اُنکو تمہاری بہبود کا بڑا کا ہے مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق مہربان ہین) اور احوال درست نہین ہوتے مگر اُس صورت مین کہ علم کے نبیعون سے پیدا ہوے ہون پس اگر علم نہو تو نہ قلب مین خوف آئے اور نہ اطمینان وسکون حاصل ہو۔

(۲۴۳) ابوالحسن علی بن بندار بن حسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

نیشاپور کے بزرگون مین بہت بڑے اور اُنکے پیشرو تھے۔ ان کو جسقدر بزرگون کے دیکھنے اور اُنکی صحبتون مین رہنے کا موقع ملا دوسرون کو نصیب نہوا۔ نیشاپور مین ابوعثمان محفوظ۔ بغداد مین جُنید۔ رُویم۔ سمنون۔ ابن عطار و جریری۔ شام مین مقدسی و ابن الجلاء اور مصر مین ابوبکر مصری۔ زقاق و رودباری کی صحبتین ان کو ملین۔ انہون نے بہت حدیثین لکھین اور روایت کین اور ثقہ تھے۔ جو شخص انکے شہر مین آتا اور ان سے پہلے محدثین وعلما سے ملتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ تمکو سنت نے زلیفہ سے باز رکھا کیونکہ صوفی تمہارے دل مین سے علم کی جگہ کو پاک وصاف کرتا ہے تاکہ اُس مین علم کے ٹھیرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ آن سے تصوف کے بارہ مین سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ تصوف خلق کی رویت کو ظاہراً و باطناً نظر سے گرا دینا ہے۔ ان کا قول ہے کہ دلون کی خرابی زمانہ واہل زمانہ کی خرابی کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اور فقیر کامل

غہ پارہ ۱۱۔ رکوع ۵ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۲۸) مترجم

نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے فقر کو نہ چھپاے اُس سے اپنی رضا اور اُسکے ساتھ اپنے مانوس ومسرور ہونے کو اپنے بھائیون سے نہ پوشیدہ رکھے - اور اُس زمانہ کے درست ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے جسمین ہمارے جیسے نیکی کے ساتھ یاد کیے جاتے ہون - اور یہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے تھے جو کسی ایسے بزرگ سے ملا ہو جس سے یہ نہ ملے ہون تو اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اُسکے پیچھے پیچھے چلتے اور اُس سے کہتے تھے کہ تم فلان شخص سے ملے ہو اور مین اُن سے نہین ملا ہون -

(۲۴۴) ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بزرگون مین سب سے بڑے فتوی دینے والے تھے ابوعثمان حیری کے صحبت اُٹھائی اور تین سو ساٹھ ہجری کے پیشتر اس دنیا سے اُٹھ گئے - اُن کا قول ہے کہ جو امرذی خوش خلق ہونا اور ہر نیکوکار و بدکار کے ساتھ بھلائی کرتا ہے - اور جب تمہارے بارہ مین کوئی شخص بُرائی کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین مین اللہ کے گواہ ہو مین کہتا ہون کہ یہ وہ مضمون ہے جس سے اکثر فقرا غفلت کرتے اور اُن لوگون کی کچھ پروا نہین کرتے جو اُن پر جرح کرتے ہین اور اُن کو اس بات پر تکیہ ہوتا ہے کہ اُنکے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو جو علم ہے وہ کافی ہے حال آنکہ وہ عرفان کے درجہ مین قاصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جرح کرنیوالون کو پاک وصاف قرار دیا اور اُنکا نام "اللہ کے گواہ" رکھا ہے اس لئے جس بات کی یہ لوگ خبر دین اُسکا سچا

سمجھنا واجب ہے۔ فافہم۔ واللہ اعلم

(۲۴۵) ابوعبداللہ محمدؒ بن احمد بن حمدون قرآدؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور کے مشائخ کبار مین سے ہین۔ ابوعلی ثقفی عبداللہ بن منازل شبلی و ابوبکر بن طاہر وغیرہم بزرگون کی صحبت یافتہ اور اپنے طریقہ کے یکتاے زمانہ تھے۔ آنکا قول ہے کہ برائیون سے بھلائیون کا چھپانا مقدم ہے کیونکہ اس سے نجات کی امید ہے۔ اور معرفت کا نور کسی قلب مین ہرگز داخل نہین ہوسکتا تاوقتیکہ صاحب قلب حق تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح نہ دے۔

(۲۴۶) ابوعبداللہ و ابوالقاسم بسران احمد بن محمد مقری رضی اللہ عنہم

ابوعبداللہ یوسف بن الحسین رازی۔ عبداللہ خراز رازی۔ مظفر قرمیسینی۔ رویم۔ جریری ابن عطا کی صحبتون سے فیضیاب ہوے تھے۔ اور بڑے فتوی دینے والے بزرگ بڑے سخی بڑے خوش خلق اور بڑے عالی ہمت تھے ۳۶۶ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین فوت ہوے۔ اور ابوالقاسم خراسان کے بزرگون مین یکتاے روزگار تھے۔ اور طریقہ کے اعتبار سے بلند حال شریف الہمت۔ رفتار و جلوس مین نیک روش و باوقار تھے۔ ابن عطا جریری ابن ابی سعدان ابن مشاد دینوری و رودباری کے صحبت یافتہ تھے۔ اور ۳۷۸ تین سو اٹھتر ہجری مین نیشاپور سے رہگرا

عالم نور ہوے - انکا قول ہے کہ سچا فقیر وہی ہے کہ ہر چیز کا وہ مالک ہو اور کوئی چیز اُسکی مالک نہو - یعنی وہ اپنے قرب کے سبب سے جو چیز اپنے رب سے مانگے وہ اُسے عطا فرماے اسلیئے وہ غیر اللہ کیطرف مائل نہو - اور جوانان راہ کے اخلاق یہ ہین کہ جوانُ سے دشمنی رکھے اُس سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئین جوانُ کو بُرا سمجھے اُسکو اچھا سمجھین جس سے اُنکے دل نفرت کرین اُن سے حسن صحبت کا برتاؤ کرین اور کل ایسی باتون مین جو علم کے مخالف نہون بھائیون کا ساتھ دین - اور اس گروہ کے طریق مین داخل ہونے کی ابتدائی برکتین یہ ہین کہ صدق والے جو کچھ اپنے متعلق اور اپنے پیرون کے متعلق خبر دین اُسکو سچ سمجھو کیونکہ جوان باتون مین سے کسی مین رُکاوٹ ہا وہ اِن لوگون کی برکتون سے محروم رہا - اور عارف وہی ہے جسکو اُسکا معروف (جسکو اُسنے پہچانا ہے) خلق کی طرف رد و قبول کی آنکھ سے دیکھنے سے باز رکھے - اور جسکو اپنے بھائیون کی خدمت گزاری اُسکے لئے اللہ تعالے ایسی ذلت پیدا کر دیتا ہے جس سے کبھی چھٹکارہ نہین - اور ابو القاسم رضی اللہ تعالے عنہ کہتے تھے کہ باوجود اسکے کہ سماع مین لطافت ہے اسمین بہت بڑا خطرہ بھی ہے البتہ اُس شخص کا نہین کہا جاتا جو کثرت علم صحت حال غلبۂ وجد کے ساتھ بغیر اسکے کہ خود اُسکو کوئی حظ ہو اسکو سنے -

(۲۴۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد راسی رضی اللہ تعالے عنہ و رحمہ

اصل مین بغداد کے رہنے والے اور وہان کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تھے

ابن عطار و جریری کی صحبتون مین رہے اور ملک شام کو گئے اور وہان سے لوٹ کر پھر بغداد آئے اور وہین ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری مین اُنکا جسد خاکی پیوند خاک ہوا۔ انکا قول ہے کہ جب قلب پر ہیزگاری کا خوگر کیا جائے گا تو دنیا و شہوات کی محبت اُس سے رخصت ہو جائیگی اور غیب کی باتون پر اُسکو اطلاع ہوگی اور جسنے اپنے قلب پر پرہیزگاری کی محنت نہ ڈالی وہ دنیا کی محبت سے نہ ٹلے گا اور غیب کی باتون سے ہمیشہ محجوب رہے گا **مین کہتا ہون** کہ اسی سبب سے گنڈے تعویذ والے جن و پری کو قابو مین کرنے کے لئے ریاضتین کرتے ہین تاکہ وہ غیب کی باتون سے انکو آگاہ کرین کیونکہ ان لوگون مین مال و متاع دنیا سے سچا زہد تو ہے نہین اس لئے خطاکار رہین اور خدا کی ناراضی مین گرفتار رہین - اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیون کو باقی عمر مین اس سے محفوظ رکھے - بیشک وہ سننے والا اور قبول کرنیوالا ہے -

اور انکا قول ہے کہ عشق جب ظاہر ہوا تو اُسمین عاشق کی رسوائی ہوئی اور جب چھپا رہا تو اُسنے غم سے عاشق کا کام تمام کیا - اور اللہ تعالیٰ نے بنیون کو مجالست کے لئے عارفون کو موا صلت کے لئے صالحون کو ملازمت کے لئے اور مومنون کو مجاہدہ و عبادت کے لئے پیدا کیا ہے - اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد تُرِيْدُوْنَ[ع] عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (تم تو مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے) کے متعلق اِن کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ارادون کو جمع کر دیا ہے پس جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کو آخرت کی طرف بُلاتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اُس کو اپنے قُرب کی طرف بُلاتا ہے کیونکہ

ع پارہ دہم رکوع پنجم (سورہ انفال - آیت ۶۷) - ۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (اور جس شخص نے آخرت چاہی اور آخرت کیلئے جتنی کوشش کرنی چاہیئے ویسی اُسکے لئے کوشش بھی کی اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو یہی لوگ ہین جنکی محنت مقبول ہوگی) اور محنت مقبول وہی منتہای آرزو یعنی قرب و نزدیکی تک پہنچا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بہت بڑی بلا ایسے شخص کی صحبت ہے جو تمہاری موافقت نہ کرے اور اُسکا چھوڑ دینا تمہارے اختیار مین نہو۔

(۲۴۸) ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بزرگ مشائخ مین سے اور حال مین برتر۔ ہمت مین اعلیٰ اور اس گروہ کے علوم مین بڑے گویا تھے۔ اور باوصف ان باتون کے فقر کی صحت۔ اُسکے آداب کی پابندی اور اُسکے اہل کی محبت مین مستند مانے جاتے تھے۔ برسون وادی القریٰ[۵۵] مین رہے بعدہٗ دینور واپس آئے اور یہین طعمۂ اجل ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ چھوٹون کی صحبت بڑون کے ساتھ توفیق و تیزی طبع سے ہوتی ہے اور چھوٹون کی صحبت کی طرف بڑون کی رغبت بدنصیبی و ابلہی سے ہوتی ہے۔ فقیرون کے

---

[۵۵] پندرہوین پارہ کا دوسرا رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی اوسٹھوین آیت)

[۵۵] ا بین مدینہ طیبہ و شام کے ایک میدان ہے جسمین بہت سے گانون آباد ہین اور وہ مدینہ کے علاقہ مین شمار ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم از شرح قاموس۔

ظاہری لباس و پوشاک سے دہوکے مین نہ آنا کیونکہ ان لوگون نے باطن کو تباہ و برباد کر لینے کے بعد ظاہر کو آراستہ کیا ہے - زہد کی مشقت جسم پر اور معرفت کی قلب پر ہوتی ہے - سب علوم سے بلند رتبہ اسمار و صفات کے ظاہری اعمال کو خالص بنانے کے - اور باطنی احوال کو درست کرنے کے علوم ہین - یہ کہتے ہین کہ مینے اپنے ایک سفر مین ایک شخص کو دیکھا کہ دور صحرا مین ایک پانون پر چلا جاتا ہے - مینے اُس سے کہا کہ سفر کا آلہ ہونے پر تو کو سفر کی کیا پڑی ہے - اُسنے مجھ سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ مینے کہا کہ ہان - تب اُسنے کہا کہ کیا تم اللہ تعالی کا یہ قول نہین پڑہتے ہو وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم اُنکو خشکی و تری مین لیگئے) جب وہی لیجانیوالا ٹھیرا تو بغیر آلہ کے لے آیا اسلیے کہ اُسے آلہ کی کیا حاجت ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ زیادہ بولنا اُسی طرح نیکیون کو صاف کر دیتا ہے جس طرح بارش کے بعد زمین صاف ہوجاتی ہے -

(۲۴۹) ابو صالح سیدی عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ و رحمہ

یہ موسیٰ بن عبد اللہ بن یحیی زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ جون بن عبد اللہ محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے فرزند ارجمند تھے - سنہ ۴۷۰ چار سو ستر ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۵۶۱ پانچسو اکسٹھ ہجری مین راہی ملک بقا اور بغداد مین مدفون ہوئے رضی اللہ تعالی عنہ لوگون نے انکے متعلق مستقل کتابین تالیف کی ہین - اور ہم انشاء اللہ تعالی لوگون کے

اقوال کا ایسا خلاصہ لکھینگے جس سے سننے والون کو نفع و ادب حاصل ہو۔ چنانچہ ہم اللہ ہی کی توفیق سے کہتے ہین کہ انکا قول ہے کہ حسین حلاج (منصور) کو مشکل پیش آئی مگر اُسکے زمانہ مین کوئی ایسا نہ تھا جو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور مین ہر شخص کا اپنے یارون مریدون اور دوستون مین سے جسکا گھوڑا ٹھوکر کھاے قیامت تک ہاتھ پکڑنے والا ہون دیکھ لے کہ میرا گھوڑا کسکا یا میرا نیزہ گرا ہوا میری تلوار کھچی ہوئی اور میری کمان زہ کی ہوئی تیار ہے مین تیری حفاظت کرتا ہون حال آنکہ تجھے خبر نہین ہے۔ انکی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جنکا قدم اس راہ مین تھا منقول ہے کہ انہون نے کہا کہ جب میرا فرزند عبد القادر پیدا ہوا تو رمضان مین دن بھر دودھ کو مُنہ نہین لگاتا تھا اور ابر کی وجہ سے لوگون کو رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا۔ اسلئے لوگون نے میرے پاس آکر اُس بچہ کا حال دریافت کیا تو مینے اُن سے کہا کہ آج انہون نے دودھ نہین پیا ہے بعدہٗ معلوم ہوگیا کہ اُسدن رمضان تھا اور ہمارے شہر مین اُسیوقت مشہور ہوگیا کہ سیدون مین ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مین دن کو دودھ نہین پیتا۔ یہ علماء کا لباس پہنتے طیلسان (سیاہ چادر) اوڑھتے خچری پر سوار ہوتے اور انکے سامنے غاشیہ بردار چلتے تھے۔ بلند کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرتے تھے اور اکثر لوگون کے سرون پر ہوا مین چند قدم چلتے اور پھر کرسی پر لوٹ آتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ مینے کچھ نہین کھایا تھا کہ ایک آدمی مجھسے ملا اور اُسنے مجھے ایک تھیلی دی جسمین درہم تھے چنانچہ مینے سفید میدہ کی روٹیان اور کھجورون کا حلوا خریدا اور کھانے کو بیٹھا ہی تھا کہ ایک پرچہ ملا جسمین لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آسمانی کتابون مین فرمایا ہے کہ خواہشین تو مینے اپنی مخلوق مین سے کمزورون کیلئے بنائی ہین تاکہ ان سے طاعتون مین مدد لین اور جو زور آور ہین

اُن سے اور خواہشون سے کیا واسطہ"۔ بس مین کہانے سے دست بردار اور چلتا ہوا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھپر بہت سے ایسے بھاری بوجھ پڑا کرتے ہین کہ اگر پہاڑون پر رکھے جائین تو وہ پھٹ جائین۔ پس جب مجھپر بہت سارے بوجھ ہوجاتے ہین تو مین اپنے پہلو کو زمین پر رکھکر فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے) تلاوت کرتا ہون اسکے بعد جو سر اُٹھاتا ہون تو وہ سب بوجھ ہوا ہوجکتا ہے۔ آنکا بیان ہے کہ مینے اپنی ابتدائی حالت مین کرپان جھیلین چنانچہ مینے کوئی خوفناک چیز نہ چھوڑی جسکے مین مُنہ نہ چڑہا ہون اور میرا لباس اُون کا ایک جبّہ تھا اور سر پر چھوٹا سا خرقہ اور کانٹون وغیرہ مین ننگے پاؤن چلتا تھا اور تھوہڑ سوکھی ساگ پات اور ندی کے کنارہ کے خس کی پتیون پر گذر کرتا تھا اور برابر اپنے نفس کو مجاہدہ مین لگائے رکھتا تھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور جب یہ ہوتا تھا تو مین چلاتا اور مُنہ کے سیدہ بھاگتا تھا خواہ مین صحرا مین ہوتا یا لوگون کے درمیان اور مین بناوٹ کے گونگے اور دیوانے پن سے مدد لیتا تھا اور لوگ مجھے بیوقوف لگیے اور ایک مرتبہ مجھپر ایسی حالت طاری ہوئی کہ مین مرگیا اور کفن و مردہ شو آگئے اور لوگون نے غسل دینے کیلئے مجھے تختہ پر لٹایا سب ہوچکا تب مجھے ہوش آیا اور مین اُٹھ بیٹھا۔ ایکرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ خود بینی سے کیونکر رہائی مل سکتی ہے تو انہون نے کہا کہ جو شخص یہ دیکھے گا کہ چیز ین اللہ ہی سے ہین اور وہی ہے جسنے اُسکو اچھے کام کی توفیق عطا فرمائی اور بیچ سے اپنے آپ کو نکال لیگا وہ خود بینی سے

ع۵ سورۂ الشراح پارہ عم ۳۰۔

بیچ جائیگا۔ ان سے ایکمرتبہ کسی شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کپڑون پر مکھیان بیٹھتے نہین دیکھتے۔ اسپر انہون نے کہا کہ مکھیان میرے پاس آکر کیا کرینگی میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے اور نہ آخرت کا شہد۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو مرد مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ کو عبور کرے گا اُسکے عذاب مین اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تخفیف فرمائیگا۔ ایک شخص کی قبر سے اسقدر رونے اور چلّانے کی آواز آتی تھی کہ لوگون کو تکلیف ہوتی تھی چنانچہ لوگون نے انکو اسکی خبر دی۔ انہون نے کہا کہ اس شخص نے ایک مرتبہ مجھے دیکھا تھا اور ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سبب سے اُسپر رحم فرمائے چنانچہ اُس وقت سے پھر کسی نے اُسکی چیخ پکار نہ سنی۔ ایک دن انہون نے وضو کیا تھا کہ چڑے نے بیٹ کردی۔ وہ چڑا اُڑ رہا تھا کہ اُنہون نے اُسکی طرف سر اُٹھایا اور وہ مرکر گرا۔ پھر انہون نے اُس کپڑے کو دھویا اور بیچ کر اُسکی قیمت خیرات کردی اور کہا کہ یہ اُسکے بدلہ مین ہے (یعنی یہ خیرات چڑے کی جان لینے کا کفارہ ہے) اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار کیونکر مین اپنی جان تیرے نذر کرون یہ تو قطعی دلیل سے ثابت ہوچکا ہے کہ سب تیرا ہی ہے۔ یہ تیرہ ۱۳ علمون مین تقریر کرتے تھے۔ اور انکے مدرسہ مین لوگ ان سے ایک سبق تفسیر کا۔ ایک حدیث کا۔ ایک مذہب (مسائل فقہیہ) کا اور ایک علم کلام کا پڑھتے تھے۔ اور دوپہر سے پہلے اور پیچھے دونون وقت تفسیر اور علوم حدیث و فقہہ و کلام و اصول و نحو لوگون کو پڑھاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قرأتون کے ساتھ قرآن پڑھا کرتے تھے۔ اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب پر فتوے دیتے تھے۔ اور انکے فتوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تھے تو اُنمین سخت

تعجب ہوتا تھا اور وہ کہہ اُٹھتے تھے کہ پاک ہے وہ جسنے انکو ایسی نعمت عطا فرمائی ہے
اُنکے پاس یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقون کی قسم کھائی ہے کہ اُسکو ایسی
عبادت کرنا ضرور ہے کہ جس وقت وہ اُس عبادت مین مشغول ہو سارے لوگون
مین سے کوئی بھی اُس عبادت کو نہ کرتا ہو۔ ایسی صورت مین اُسکو کونسی عبادت کرنی چاہیئے
انہون نے فوراً جواب دیا کہ مکہ معظمہ چلا جاے اور اپنے لئے طواف کی جگہ کو خالی کرا دے
اور تنہا سات طواف کرے اور اپنی قسم اُتار دے۔ اس جواب سے علماء عراق کو
نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُن سے اسکا جواب بن نہین پڑا تھا۔ اُنکے پاس ایک شخص
لایا گیا جسنے دعویٰ کیا تھا کہ مینے اللہ عزوجل کو چشم سر سے دیکھا ہے۔ اس شخص سے
انہون نے پوچھا کہ کیا تمہاری نسبت جو کچھ لوگ کہتے ہین سچ ہے۔ اُسنے کہا کہ ہان
تب اُنہون نے اُسکو ڈانٹا ایسا کہنے سے منع کیا اور اُس سے عہد لیا کہ پھر ایسا
نہ کہے گا۔ اور حضرت سے لوگون نے پوچھا کہ یہ سچ کہتا ہے یا بیہودہ بکتا ہے۔
حضرت نے کہا کہ کہتا تو سچ ہے مگر شبہہ مین پڑ گیا ہے۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے
کہ اسنے نور جمال کو اپنی بصیرت (چشم دل) سے دیکھا بعدہٗ اسکی بصیرت سے ایک
چمک پردہ پھاڑ کر اسکے بصر (ظاہری بینائی) تک پہونچی پس اسنے اپنی ظاہری
بینائی سے اپنی باطنی بینائی کو دیکھا۔ اور اسکی باطنی بینائی کی شعاعین اسکے شہود
کے نور سے متصل تھین اسلئے اسنے گمان کیا کہ جس چیز کا شہود اسکی بصیرت کے
سامنے ہوا تھا اُسکو اسنے بصر سے دیکھا حالانکہ اُسنے صرف اپنی بصر کو اپنی بصیرت سے
دیکھا مگر وہ نہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا

غ ۵ پارہ ۲۷ - رکوع ۱۱ (سورہ الرحمن آیت ۱۹ و ۲۰)

بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ ۝ (اُسی نے دو سمندر بنا نکالے کہ آپس مین ملتے ہین (اور پھر بھی) دونون بین ایک پردہ (رہتا) ہے کہ (اُس سے ایک دوسرے کی طرف) بڑھ نہین سکتے) اس تقریر کے وقت بہت سے مشائخ اور بڑے بڑے علما جمع تھے اس تقریر کو سُنکر سب کی باچھین کھل گئین اور جس صفائی و عمدگی سے انہون نے اُس شخص کے حال کی توضیح کی اُس سے سب دنگ رہ گئے اور بہت سے لوگون نے کپڑے پھاڑکر اور ننگے میدان کی راہ لی۔ انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بہت بڑا نور نظر آیا جو سارے اُفق پر چھا گیا پھر اُسمین سے ایک صورت مجھے یہ آواز دیتی ہوئی نمودار ہوئی کہ اے عبدالقادر مین تمہارا پروردگار ہون اور مینے تمہارے لئے حرام چیزون کو حلال کر دیا۔ مینے کہا کہ دور ہو ملعون۔ بس فوراً ہی وہ نور تاریکی ہو گیا اور وہ صورت دھوان ہو گئی بعدہ اُسنے مجھسے مخاطب ہوکر کہا کہ اے عبدالقادر تم اپنے علم اور اپنی اُس آگاہی کے ذریعہ سے جو تمکو اپنی منازلات کے احوال کی نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے مجھسے بچ گئے حال آنکہ مین ایسے ڈھکوسلون سے ستر اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہون مینے کہا کہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ اسپر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے۔ انہون نے کہا کہ اُسکے اس قول سے کہ "مینے تمہارے لئے حرام چیزون کو حلال کر دیا"۔ ان سے پوچھا گیا کہ موارد الہیہ و طوارق شیطانیہ کے صفات کیا ہین تو اُنہون نے کہا کہ خدائی واردات نہ تو استدعا سے آتے ہین اور نہ کسی سبب سے جاتے ہین اور نہ ایک طور پر اور نہ کسی خاص وقت مین آتے ہین اور شیطانی طوارق اکثر اسکے خلاف ہوتے ہین۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ بہت کیا شے ہے تو انہون نے جواب

دیا کہ ہست یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت کو نکال ڈالے اور اپنی روح سے آخرت کے تعلق کو دور کردے اور اپنے قلب مین اپنے آقا کے ارادہ کے ساتھہ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور اپنے باطن مین اس سے مجرد ہوجاے کہ ہستی کیطرف نگاہ کرے یا اُسکے اندر اُسکا خیال آنے پاے - گریہ کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے جواب دیا کہ اُسکے لئے رووا اور اُس سے رووا اور اُس پر رووا اور کوئی حرج نہین ہے - کسی نے دینا کو پوچھا تو کہا کہ اُس کو اپنے دل سے نکالکر اپنے ہاتھہ پر لے آو تب وہ تمکو نقصان نہ کریگی - اور شکر کی نسبت پوچھا گیا تو کہا کہ شکر کی حقیقت مُنعِم (نعمت دہندہ) کی نعمت کا عاجزی وفروتنی کے طرز پر اقرار کرنا بمنیت کا مشاہدہ اور شکر سے عاجز رہنے کے طریقہ پر مزید کی نگہداشت ہے - اور انکا قول ہے کہ صابر فقیر اللہ تعالی کے ساتھہ شاکر مالدار سے افضل ہے اور شاکر فقیر دونون سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر تینون سے بہتر ہے - اور خود بلا کو نہین بلاتا مگر جو بلا لانیوالے کو پہچانتا ہے - ان سے پوچھا گیا کہ خوش اخلاقی کسکو کہتے ہین ؟ تو اُنہون نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ حق کا مطالعہ کر لینے اور اپنے نفس اور اُسکی چیزون کو چھوٹا سمجھہ لینے اور اُسکے عیبون کو جان لینے - اور خلق کو اور اُنکی چیزون کو اُس ایمان و یقین پر نظر کرکے جو اُنمین ودیعت ہین بڑا سمجھہ لینے کے بعد تم مین خلق کی جفا اثر نہ کرے اور ان سے سوال ہوا کہ بقا کیا چیز ہے تو انہون نے کہا کہ بقا تو فنا ہی کے ساتھہ ہوتی ہے اور فنا آنکھہ جھپکنے کیطرح ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم اور اہل فنا کی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ اس وصف مین کوئی فانی شے اُنکے ساتھہ نہین ہوتی کیونکہ دونون ضدین ہین - اور انکا قول ہے کہ جب تم اُسکا ذکر کرو تو تم محبت

رکھنے والے ہو اور جب تم اپنا ذکر اُس سے سُنو تو تم محبوب ہو اور خلق تمہارے
اور تمہارے نفس کے درمیان مین پردہ ہے اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے
پروردگار کے درمیان - اور جب تک تم خلق کو دیکھتے رہوگے اپنے نفس کو نہ دیکھوگے
اور جبتک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہوگے اپنے رب کو نہ دیکھوگے - اور جب اُنکی شہرت
ملکون مین پھیل گئی تو بغداد کے اذکیا مین سے ایکسو فقیہ علوم مین انکا امتحان لینے
کو جمع ہوے اور اُن مین سے ہر ایک بہت سے مسائل لیکر اُنکے پاس آیا جب وہ
سب بیٹھہ گئے تو حضرت نے گردن جھکالی اور انکے سینہ سے نور کی ایک چمک
ظاہر ہوئی جو سوؤن کے سینون پر گذری جس سے جو کچھہ اُنکے دلون مین تہا سب
محو ہوگیا - تب تو وہ ہکا بکا سے رہ گئے اور بیقرار ہوے اور سب نے ملکر بڑے زور
سے ایک چیخ ماری اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے اور اپنی پگڑیان پھینکدین - بعدہ حضرت
نے کرسی کو رونق بخشی اور جو کچھہ سوالات وہ لائے تہے سب کے جواب دئے
اور وہ انکے علم و فضل کے معترف ہوئے - اُنکے اخلاق یہ تہے کہ باوجود جلیل القدر
ہونے کے چھوٹے بچون اور لڑکیون کے پاس ٹھیرنے اور فقیرون کے ساتھہ بیٹھنے
اور اُنکے کپڑون سے جوئین نکالتے تھے - اور کبھی نہ کبھی بڑے آدمی اور نہ اعیان
دولت کی تعظیم کو کھڑے ہوتے اور نہ کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کے پھاٹک کے اندر
گئے - اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت
کہتے ہین کہ انکے قدم حول و قوت سے تبرّی کے ساتھہ تفویض و موافقت پر جمع ہوئے
تھے اور ان کا طریقہ موقف عبودیت مین حاضر رہنے کے ساتھہ توحید کی تجرید اور تفرید
کی توحید تہا نہ کسی چیز کے ذریعہ سے اور نہ کسی چیز کیلئے - اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مجاری اقدار کے نیچے قلب و روح کی موافقت کے ساتھہ گھومتے رہنا۔ باطن و ظاہر کا ایک ہونا۔ اور خیال نفع و ضرر اور نزدیکی و دوری کے اُٹھہ جانے کے ساتھہ نفس کے صفات سے باہر نکل جانا ہے۔ اور شیخ بقا بن بطو رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق قول و فعل نفس و وقت کا ایک ہوجانا۔ اخلاص و تسلیم سے ہمہ اغوش رہنا۔ اور ہر سانس حظرہ و وارد مین اور اللہ عزوجل کے ساتھہ ثابت رہنے کے حال مین کتاب و سنّت کی موافقت کرنی ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اپنے پروردگار کی راہ مین شدت و لزوم کے اعتبار سے تمامی اہل طریق کی قوتون کی سی تھی۔ اور انکا طریقہ توحید تھا وصفاً و حکماً و حالاً۔ اور انکی تحقیق شریعت تھی ظاہراً و باطناً۔ اور انکا وصف یہ تھا۔ قلب فارغ ہمتی غائب اور پروردگار حاضر کا مشاہدہ ایسے باطنی علم کے ساتھہ جو شکوک کی کشاکش سے پاک ہو اور ایسے راز کے ساتھہ جسمین اغیار نزاع نہ کرین اور ایسے قلب کے ساتھہ جس سے مشاہدہ کے آثار جدا نہون۔ ابوالفتح ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مینے چالیس برس تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور انہون نے اس مدت مین برابر عشار کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور انکی عادت تھی کہ جب وضو ٹوٹتا تو فوراً نیا وضو کر لیتا اور دو رکعتین پڑھ لین۔ اور عشار کی نماز پڑھکر اپنی خلوت مین چلے جاتے اور کسی شخص کو اپنے ساتھہ خلوت مین آنے نہین دیتے تھے اور صبح نمودار ہوتے ہی پھر خلوت سے باہر نکلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ رات کے وقت ان سے ملنے کو آیا تو اُسکو صبح کے قبل زیارت نصیب نہوئی۔ ہروی

کا بیان ہے کہ ایک شب مین انکے پاس رہا تو مینے انکو دیکھا کہ اول شب کو تھوڑی
نماز مین پڑھتے بعدہٗ تہائی رات گذرنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور المحیط الرب
الشہید الحسیب الفعال الخلاق الخالق البارئ المصوّر کہتے ہین اور
اُنکا جسم کبھی چھوٹا اور کبھی بڑا ہوجاتا ہے اور کبھی ہوا مین بلند ہوکر میری نظر سے غائب
ہوجاتے ہین - بعدہ سیدھے کھڑے ہوکر نماز مین قرآن تلاوت کرتے ہین یہانتک
کہ رات کی دوسری تہائی گذر جاتی ہے - اور بہت ہی طویل سجدے کرتے ہین -
بعدازان متوجہ ہوکر فجر نمودار ہونے تک مشاہدہ و مراقبہ مین رہتے ہین - اسکے
بعد دعا کرنا گڑگڑانا اور اپنی خواری جتلانا شروع کرتے ہین اور ایسا نور اُن کو
ڈہانک لیتا ہے جس سے چکا چوند لگ جاے یہانتک کہ اُسمین نظر سے غائب
ہوجاتے ہین - وہ کہتے ہین کہ مین اُنکے پاس سلام علیکم سلام علیکم
اور اُنکے جواب دینے کی آواز مین اُسوقت تک سُنا کیا کہ وہ صبح کی نماز کیلیے باہر
آئے - شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین عراق کے میدان اور کنڈرون
مین پچیس برس تک تن تنہا پھرتا رہا نہ مین کسی مخلوق کو پہچانتا تہا اور نہ کوئی مخلوق مجھے
پہچانتی تہی مردان غیب وجنون کے گروہ میرے پاس آیا کرتے تھے اور مین اُنکو
اللہ عزوجل کا رستہ بتلایا کرتا تہا - اور جب مین پہلے پہل عراق آیا تو خضر علیہ السلام
میرے رفیق ہوے اور مین اُن کو پہلے سے پہچانتا نہ تہا - اور مجھسے اُنہون نے
یہ شرط کی کہ مین اُنکی مخالفت نہ کرون اور کہا کہ یہان بیٹھے رہو چنانچہ جس مقام پر
مجھے اُنہون نے بٹھایا تہا مین تین سال بیٹھا رہا اور وہ سال مین ایک مرتبہ آیا کرتے
اور مجھسے کہتے تھے کہ جب تک مین تمہارے پاس نہ آؤن اپنی جگہ پر مجھے رہو -

اور اُنکا بیان ہے کہ مین ایک سال تک مدائن کے کھنڈرون مین رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے رستہ پر لیجاتا تھا اسلیئے نبیذ کی سیٹھی کھاتا اور پانی نہ پیتا تھا اور دوسرے سال پانی پیتا تھا اور کچھہ نہ کھاتا تھا اور تیسرے سال نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اور جاڑون کی ایک رات مین مین کسریٰ کے محل مین سویا تو مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور مین اُٹھکر ندی سے نہا آیا اور اُسکے بعد سو رہا تو پھر وہی ہوا اور پھر مین ندی سے غسل کر کے آیا یہانتک کہ اُس رات چالیس بار یہ واقعہ پیش آیا اور مین غسل کرتا رہا بعدہٗ مین نیند کے خوف سے چھت پر چڑھ گیا۔ اور مینے تمہاری دنیا سے آرام پانے کیلئے ہزار جتن کیئے۔ یہ یاد شاہون اور اُنکے پاس والون کے بچھونے پر بیٹھنے کو فقیر کے لیئے فوری عذاب سمجھتے تھے۔ انکے پاس جب خلیفہ یا وزیر آتا تو گھر کے اندر جاکر برآمد ہوتے تھے تاکہ فقیرون کی آنکھون مین طریقت کی عزت قایم رہے اور اُنکو تعظیم کے اُٹھنا نہ پڑے۔ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ مین فقیرون اور فقیہون کی جماعت انکے پاس جمع ہوئی اور اُنکے سامنے اُنھون نے قضاؤ قدر پر تقریر کرنی شروع کی۔ اثنار تقریر مین چھت سے ایک سانپ گرا۔ جس سے سب حاضرین بھاگ نکلے اور صرف یہی رہ گئے۔ اور وہ سانپ انکے کپڑون مین گھس گیا اور انکے جسم پر سے گذر کر گردن کے نزدیک اُسنے سر باہر نکالا اور گلے مین لپٹ گیا۔ اور انھون نے باوجود اسکے نہ سلسلۂ تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی۔ بعد اسکے وہ اُتر کر زمین پر آیا اور اپنی دُم کے بل اُنکے سامنے کھڑا ہو گیا اور چلایا اسکے بعد وہ کچھہ بولا جسکو حاضرین مین سے کوئی بھی نہ سمجھا۔ اور چلتا ہوا۔ تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تھا۔ انھون نے کہا کہ اُسنے مجھسے

کہا کہ مینے بہت سے ولیون کو آزمایا مگر آپکا سا استقلال دیکھنے مین نہ آیا - اسپر مینے
اُس سے کہا کہ تو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی قضا و قدر حرکت دیتا ہے جسکے
بارہ مین مین تقریر کر رہا تھا - شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اسکے بعد
مین نماز پڑھ رہا تھا کہ وہی سانپ پھر آیا اور میرے سجدہ کی جگہہ مین مُنہ کھول کر کھڑا رہا
اور جب مینے سجدہ کرنا چاہا تو اُسکو اپنے ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا تب وہ میری گردن
مین لپٹ گیا اور پھر میری آستین مین گھس گیا اور دوسری آستین سے باہر نکلا -
بعدہ میرے گلے کیطرف سے اندر جاکر باہر نکل گیا - اُسکے دوسرے دن جب مین
ایک کھنڈر مین گیا تو وہان ایک شخص مجھے نظر آیا جسکی آنکھین طول مین شگافتہ
تھین - اس سے مین سمجھا کہ یہ جن ہے - پھر اُسنے مجھہ سے کہا کہ مین وہی سانپ
ہون جسکو آپ نے گزشتہ شب کو دیکھا تھا اور جسطرح مینے آپکو آزمایا اسی طرح سے
مین بہتیرے ولیون کو آزما چکا ہون مگر اُن مین سے ایک مین بھی آپ جیسا استقلال
نہ پایا - بعض باطن مین گھبرائے اور ظاہر مین ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن
مین بے چین ہوئے مگر مینے آپکو دیکھا کہ نہ ظاہر مین گھبرائے اور نہ باطن مین - اور
اُس جن نے مجھسے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتھہ پر توبہ کرے چنانچہ مینے اُسے
توبہ کرائی - یہ کہتے تھے کہ جو بچہ میرے پیدا ہوا اُسکو مینے اپنے ہاتھون مین لیکر کہا
کہ یہ مرنے والا ہے اور مینے اُسکو پیدا ہوتے ہی اپنے دل مین سے نکال دیا -
ابن الاحض رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ جب ہم موسم سرما مین شیخ عبدالقادر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے تو جاڑے کے وقت دیکھتے تھے کہ وہ
ایک کرتہ اور ٹوپی پہنے ہوئے ہین اُنکے جسم سے پسینہ نکل رہا ہے اور ارد گرد

پنکھا جھلنے والے اُنکو پنکھا جھل رہے ہین جیسا کہ سخت گرمیون مین - یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ پیروی کرو اور بدعت (دین مین نئی بات ایجاد) نہ کرو اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو - صبر کرو اور گھبراؤ نہین - ثابت قدم رہو اور پراگندہ نہو - منتظر رہو اور ناامید نہو - متفق ہو کر ذکر کرو اور متفرق نہو - گناہون سے پاک ہو اور آلودہ نہو اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ٹلو - اور انکا قول ہے کہ جب تم مین سے کوئی شخص کسی بلا مین مبتلا ہو تو اُسکو چاہئے کہ پہلے اُسکے لئے اپنے آپ کو حرکت مین لائے - اور اگر اس سے مخلصی نہو تو اور دن یعنی حاکمون وغیرہ سے مدد لے اور اگر اسپر بھی رہائی نہو تو اپنے رب کیطرف دعا کرے کیونکہ وہ اُسکے سامنے اپنے آپ کو ڈالدینے کے ذریعہ سے رجوع کرے پس اگر اُسکی سُنی نہ جاے تو اُسکو یہانتک صبر کرنا چاہئے کہ سارے اسباب و حرکات اُس سے منقطع ہو جائین اور وہ صرف ایسی روح رہجائے کہ حق جل و علا ہی کا فعل اُسے دکھائی دینے لگے پس وہ یقیناً موحد ہو جائے گا اور یقین کرلے گا کہ حقیقت مین اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہے اور جب اسکو وہ مشاہدہ کریگا تو اللہ اُسکے کام کا متکفل ہو جائیگا اور وہ عیش و مزہ کی زندگی بسر کریگا جو بادشاہون کو بھی نصیب نہین اور کبھی اُسکا نفس اپنے بارہ مین اللہ تعالےٰ کے نافذ کئے ہوئے حکم سے چین بجبین نہوگا - اور انکا قول ہے کہ جب تم خلق سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا تمپر رحم کرے اور تمکو تمہاری خواہشون سے موت دے" پھر جب تم اپنی خواہشون سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا نے تمپر رحم کیا اور تمکو تمہارے ارادہ و آرزو سے موت دے" پس جب تم اپنے ارادہ و آرزو سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "اللہ نے تمپر رحم کیا اور تمکو زندہ کیا" تب تم ایسی پاک

زندگی بسر کروگے جسکے بعد موت نہین - ایسے مالدار ہوجاؤگے جسکے بعد افلاس نہین
ایسا عطیہ پاؤگے جسکے بعد انکار نہین - وہ علم تمکو حاصل ہوگا جسکے بعد جہل نہین -
ایسا امن پاؤگے جسکے بعد خوف نہین - اور ایسی سرخ گندھک (نایاب چیز)
ہوجاؤگے جو ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے - اور انکا مقولہ ہے کہ خلق سے فنا ہوجاؤ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اپنی خواہشون سے اللہ تعالیٰ کے امر سے - اور خواص کا
شرک کرنا یہ ہے کہ سہو و نسیان اور غلبہ حال و دہشت کے طور پر اپنے ارادہ کو حق
کے ارادہ کے ساتھ شریک کرین پس اللہ تعالیٰ بیدار کرنے اور یاد دلانے کے ذریعہ
سے انکی خبر لیتا ہے تب وہ اس سے رجوع کرتے اور اپنے پروردگار سے
بخشائش چاہتے ہین اسلئے کہ اس ارادہ سے فرشتون و نبیون علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے سوا کوئی بچا ہوا نہین ہے اور باقی مخلوقات یعنی جن و انس جو مکلف ہین اس
سے محفوظ نہین ہین البتہ اسقدر ہے کہ اولیا کی نفسانی خواہشون سے حفاظت
کیجاتی ہے اور ابدال کے ارادہ سے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے نفس سے
باہر نکلو اور اُس سے دور ہوجاؤ اور اپنی ملکیت سے کنارہ کشی اختیار کرو اور سب
کو اپنے آقا کے سپرد کردو اور اپنے قلب کے دروازہ پر اُسکے دربان بنو پس
وہ جسکے اندر لانے کا حکم دے اُسکو اندر لاؤ اور جسکے باہر نکالنے کا حکم دے اُسکو
باہر کرو اور نفسانی خواہش کو اپنے دل مین نہ آنے دو ورنہ تم ہلاک ہوجاؤگے - اور
انکا قول ہے کہ بچتے رہو اور مائل نہو - اور ڈرتے رہو اور بیغم نہو - اور تفتیش کرتے
رہو اور غافل نہو ورنہ تمکو اطمینان ہوجائیگا - اور کسی حال یا مقال کو اپنی طرف منسوب
نہ کرو - اور ان مین سے کسیکا دعویٰ نہ کرو اور کسیکو اسکی اطلاع نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ

"ہر روز ایک نہ ایک کام مین ہے" یعنی تغیر و تبدیل مین وہ "آدمی اور اُسکے قلب کے درمیان مین حائل ہے" اسلیے جسکی تم خبر دوگے اُس سے تمکو ہٹا دے گا اور جس حال کے ٹھیر جانے کا خیال دل مین لاؤگے اُس سے تمکو الگ کر دے گا اسلیے جسکو تم اُسکی خبر دوگے اُسکے نزدیک تم شرمندہ ہوگے بلکہ اُسکی نگہداشت کرو اور اُسکو دوسرے تک پہونچنے نہ دو پھر اگر وہ ثبات و بقا ہو تو سمجھو کہ اُسکی بخشش ہے اور شکر کرو اور خدا سے توفیق چاہو اور اگر ثبات و بقا کے سوا کچھ اور ہو تو اُسمین علم معرفت نور بیداری و تادیب کی زیادتی ہوگی اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَاتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (ہم کوئی آیت منسوخ کردین یا ذہن سے اُتار دین تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی نازل بھی کر دیتے ہین) اور کہتے تھے کہ جب اللہ تعالی تمکو ایک حالت پر قائم کر دے تو اُسکے سوا اور حالت کو چاہے وہ اعلی ہو یا ادنی تم اختیار نہ کرو مین کہتا ہون کہ ادنی کی طلب کا ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ادنی سے اُس چیز کو بدلنا چاہے گا جو اُس سے بہتر ہے اور اعلی کی صورت مین یہ ہے کہ اسکے طالب مین نفسانی خواہش نازش راہ پا جائیگی پس شیخ رضی اللہ تعالے عنہ کے کلام مین اُس شخص کیلیے ممانعت ہے جو نفسانی خواہش سے باہر نہین نکلا ہے اور جو اس سے نکل چکا ہے اُسکے لیے مراتب ترقی کا سوال خالص بندگی ہے واللہ اعلم اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم بادشاہ کے گھر مین جانا چاہتے ہو تو ہوا و ہوس سے اُس گھر مین جانا اختیار نہ کرو جبتک کہ تمکو جبر سے نہ لیجاے - اور جبر سے میری مراد سخت حکم ہے جو نکرار کے ساتھ ہو اور صرف اندر آنے کے حکم پر قانع نہو جانا کیونکہ ہو سکتا

ع۵ پارہ اول تیرہوان رکوع (سورہ بقر آیت ۱۰۶)

ہے کہ یہ مکر و فریب ہو بلکہ اُسوقت تک صبر کرو کہ تم داخل ہونے پر مجبور کئے جاؤ پس تم محض جبر اور بادشاہ کے فضل سے گھر مین داخل ہو گئے اُسوقت بادشاہ تمکو کسی فعل پر سزا نہ دیگا سزا تو تمکو اپنی بُرائی کی شامت - اپنے صبر کی کمی - سوء ادبی - اور جس حال پر حق تعالیٰ تمکو قائم کردے اپنی اُس بات سے خوشنودی کے ترک پر پہونچ سکتی ہے - پھر جب تم گھر مین داخل ہو جاؤ تو سر جھکائے ہوئے - آنکھین نیچی کئے ہوئے با ادب اور اُس خدمت کے محافظ رہو جسکا تمکو حکم دیا جاے اور ترقی کے طالب نہو نہ درمیانی طبقہ پر اور نہ اعلیٰ رتبہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (اور تم اپنی نظر نہ دوڑانا) اور انکا قول ہے کہ نعمتون کا حاصل کرنا اور مصیبت کا دفع کرنا اختیار نہ کرو کیونکہ نعمتین تو تمکو قسمت سے ضرور ہی پہونچین گی چاہے تمکو وہ خوشگوار ہون یا ناگوار اور مصیبت تم مین گھسی ہی ہوئی ہو گو تم اُسکو ناگوار سمجھو یا دفع کروا سلئے سب چیزون مین اللہ تعالےٰ کیلئے سر تسلیم خم کرو جو وہ چاہے کرے پس اگر تمکو نعمتین ملین تو ذکر و شکر مین لگ جاؤ اور اگر تم پر مصیبت آئے تو صبر موافقت رضا اور اُس سے مزے لینے اور اُس سے

ع پوری آیت کریمہ یہ ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ اور (اے پیغمبر ہمنے جو مختلف قسم کے لوگون کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سازوسامان استعمال کیلئے دے رکھے ہین کہ انکو اُن (کے حال) مین آزمائین تم اپنی نظر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی روزی ہین بہتر و پائندہ تر ہے (پارہ ۱۶ - رکوع ۱۶) سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۱ = لَا تَمُدَّنَّ عینیک ایک اور آیت مین بھی جو اسی کے قریب قریب ہے واقع ہے ۱۲ مترجم

معدوم وفنا ہو جانے مین اُن حالات کے انداز سے جو تمکو عطا ہون مشغول ہو اور
اُنمین منتقل ہوتے رہو یہانتک کہ رفیق اعلیٰ تک پہونچ جاؤ اور صدیقین و شہدا ر
ماسبق کے مقام مین قائم کردئے جاؤ پس مصیبت سے نہ گہراؤ اور اسکے رخ کرنے
اور نزدیک آجانے پر اپنی دعا ر کے ساتھ کہڑے نہو کیونکہ مصیبت کی آگ جہنم کی آگ
سے تو زیادہ نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی کہ
اے مومن گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا۔ اور مؤمن کا وہ نور جو
دوزخ کے شعلہ کو بجھائیگا وہی نور ہو گا جو دار دنیا مین اوسکے ساتھ رہیگا اور جسکے ذریعہ سے وہ نافرمانی
کرنے والے سے ممتاز ہوگا اس لئے اُسکو چاہیے کہ اس نور سے مصیبت کے شعلہ کو بجھا دے
کیونکہ مصیبتین بندہ پر اُسے ہلاک کرنے کو نہین آیا کرتین وہ تو اُسے آزمانے کو آتی
ہین۔ اور انکا قول ہے کہ جو تکلیف تمکو پہونچے اُسکا گلہ کسی سے بھی نہ کرو
دوست یا قریب چاہے جو ہو اور جو کچھ تمہارے حق مین تمہارا پروردگار کرے
اور اُسکے ارادہ سے جو بلا تمپر آئے اُسمین کبھی اُسپر تہمت نہ دہرو بلکہ بھلائی اور
شکر کا اظہار کرو اور کسی مخلوق سے نہ دلبستگی پیدا کرو اور نہ مانوس ہو اور جس
حال مین تم ہو اُس سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو تمہارے پروردگار کے سوا کوئی
فاعل نہین ہے اور ہر شے اُسکے پاس جچی تلی ہوئی ہے" اور اللہ اگر تجکو (کسی قسم کی)
تکلیف پہونچائے تو اُسکے سوا اُسکا دور کرنیوالا نہین ہے۔ اور جبکہ تم عافیت مین ہو
اور تمہارے پاس کسی قسم کی نعمت ہو تو زیادہ طلبی کے لئے اور جو نعمت و عافیت

ع ۵ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ۔ پارہ ہفتم رکوع ہشتم
(سورۂ انعام آیت ۱۷)

اُسنے تمکو دے رکھی ہے اُنکو حقیر جان کر اور اُن سے آنکھین میچ کر اللہ تعالیٰ
کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غالباً وہ تم پر غصہ ہوگا اور جو ہے اُسکو بھی تمسے
لے لے گا اور تمہاری شکایت کو سچی کر دکھاے گا اور تمہاری مصیبت کو دونی کر دیگا
اور تمکو سخت سزا دے گا اور تمکو ناپسند کرے گا اور اپنی آنکھ سے گرا دے گا اور
آدمی پر اکثر بلائین پروردگار عزوجل کی شکایت کرنے سے آتی ہین - اور ان کا قول
ہے کہ بادشاہون کی ہمنشینی کی صلاحیت صرف وہی شخص رکھتا ہے جو لغزشون
ومخالفتون کی ناپاکیون سے پاک وصاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے دروازون کیطرف
صرف اُسی کو رُخ کرنا چاہیے جو وعودن اور ہوسون سے مُبرّا ہو حال آنکہ
اے بھائی! تم رات دن گناہون وگندگیون مین ڈوبے رہتے ہو - اور اسی لیے
آیا ہے کہ ایک دن کی تب ایک سال کا کفّارہ ہے - پس اللہ تعالیٰ نے بیماریون
وسختیون کو اور کام نہین صرف اسی لئے بنایا ہے کہ تم اُسکی نزدیکی وہمنشینی کے
قابل ہو جاؤ - اور یہ بھی آیا ہے کہ سخت ترین بلائین نبیون پر آتی ہین بعدہٗ درجہ بدرجہ
اور دانی بلا کے ساتھہ ولایت کبریٰ والے مخصوص ہین اور یہ اس لئے ہے
کہ وہ ہمیشہ حاضر بارگاہ رہین اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف جھکنے نہ پائین - پھر جب بندہ پر
ہمیشہ مصیبت رہتی ہے تو اُسکا قلب قوی اور اُسکی نفسانی خواہش کمزور ہو جاتی ہے
اور کما کرتے تھے کہ کم پر راضی رہو اور اپنے رب سے اُسکے ازلی حکم مین جھگڑا
نہ کرو ورنہ وہ تمکو جدا کر دے گا اور اُس سے غافل نہو ورنہ وہ تمکو خراب دیر باد کر دیگا
اور اُسکے دین مین اپنی نفسانی خواہش سے گفتگو نہ کرو ورنہ وہ تمکو تباہ کر دے گا
اور اپنے نفس سے مطمئن نہ ہو ورنہ تمکو اُسکے ساتھہ اوجو اُس سے بھی بُرا ہو گا مبتلا کریگا

اور کسی پر ظلم نہ کرو کو اُسکا باعث اُسکی نسبت تمہاری بدگمانی اور اُسکو بُرا سمجھنا ہی کیون نہو کیونکہ تمہارا پروردگار ظالم کے ظلم سے درگذر نہین کرتا - اور کہتے تھے کہ جب تم اپنے دل مین کسی شخص کی عداوت یا محبت دیکھو تو اُسکے افعال کو کتاب وسنت سے ملاؤ پس اگر دونون کی روسے وہ پسندیدہ ہون تو اُسکو دوست رکھو اور اگر ناپسندیدہ ہون تو اُسکو ناپسند کرو تاکہ تم اُسکو اپنی نفسانی خواہش سے نہ دوست رکھو اور نہ دشمن سمجھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور اپنی نفسانی خواہش پر نہ چلنا ورنہ وہ تمکو خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی) اور کسی کو چھوڑ دینے مگر اسکے لئے اور یہ بھی اُسوقت کہ اُسکو گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے دیکھو مین کہتا ہون کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکا علم ہو گو وہ شہادت ہی سے کیون نہو اسلئے چھوڑ دینے کے جواز کے لئے یہ شرط نہین ہے کہ چھوڑنے والا اُس گنہگار کو اپنی آنکھون سے گناہ کرتے ہوے دیکھے - اسی لئے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کسی کو چھوڑ دینے کے جواز کی شرط یہ ہے کہ چھوڑنیوالے کو اُس شخص کے جسکو چھوڑا ہے اُس گناہ مین جسکی وجہ سے چھوڑا ہے مبتلا ہونیکا ظنی وتخمینی نہین بلکہ یقینی علم ہو اس لئے بغیر تحقیق وثبوت کے قطع تعلق جائز نہین ہے اور یہ وہ باب ہے جسمین بہتیرے آدمی ہلاک ہوے ہین اور اُسی گناہ مین مبتلا ہو کر مرے ہین جسکی تہمت انہون نے لوگون پر دہری تھی واللہ اعلم - اور آن کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو نہ اُسکے مال کو بڑہاتا ہے اور نہ اُسکی اولاد کو اور یہ اسلئے کہ اُس محبت مین جو اُسے اللہ تعالےٰ کے ساتھ

ع۵ تیسوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ ص کی چھبیسوین آیت) ۱۲

ہے شرکت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے شرکت کو پسند نہین کرتا مین کہتا ہون کہ لیکن اگر کوئی ایسے مقام تک پہونچ جاے کہ کوئی چیز اُسکو خدا سے باز نہ رکھ سکے تو اسکے لئے مال و اولاد کا مضائقہ نہین ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کی طمع نہ رکھو کہ روحانیون کے زمرہ مین داخل ہو گے جبتک کہ تم اپنے آپ سے بجمیع وجوہ دشمنی نہ کرو اور اپنے کل جوارح و اعضا سے جدائی نہ اختیار کرو اور اپنی ہستی شنوائی بینائی گرفت دوڑ دھوپ عمل و عقل اور اُن کل چیزون سے الگ ہو جاؤ جو روح کے وجود سے پہلے تمہاری تہین اور اُن چیزون سے جو نفخ (روح پھونکنے) کے بعد تم مین پیدا کیگئین کیونکہ یہ سب چیزین تمکو تمہارے رب عزوجل سے روکنے والی ہین جیسا کہ خلیل علیہ السلام نے بتون کی نسبت کہا تھا اور جسکا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول مین ہے فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (یہ تو میرے دشمن ہین ہان میرا سچا دوست پروردگار عالم ہے) پس تم اپنے آپ کو مجموعۃً اور اپنے اجزا کو ساری مخلوقات کے ساتھ بُت سمجھو۔ اور حدود کی پابندی اور اوامر و نواہی کی نگہداشت کے ساتھ اپنے رب کے سوا کسی کی ہستی تمہین نظر نہ آئے۔ پس اگر تم مین حدود مین سے کسی چیز کی کمی واقع ہو تو سمجھ لو کہ تم مبتلاے فتنہ ہو شیطان تمسے کیل کرتا ہے پس شرع کے حکم کی طرف لوٹو اور اُسکے پابند ہو اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دو کیونکہ جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے وہ باطل ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ایماندار بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اُسکے قلب کے سامنے رحمت احسان و بخشش کا دروازہ کھولدیتا ہے اسلیے وہ اپنے قلب سے وہ

ع پارہ ۱۹۔ رکوع ۹ (سورہ شعرا۔ آیت ۷۸)۔ ۱۲

دیکھتا ہی جسکو آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا یعنی غیب
کی چیزون کا مطالعہ اور پہچیوانا اور لطافت آمیز کلام دخوش آیند وعدہ و دلائل اور دعا مین
مقبولیت اور تصدیق و وعدہ و وفا اور حکمت کی باتون کا اُسکے قلب مین خود بخود گذرنا
اور انکے سوا بڑہی چڑہی ہوئی نعمتین جیسے حدود کی نگہداشت اور پابندی طاعات
پس جب بندہ کو اسپر اطمینان اور وہ اسپر نازان اور اُسکو اس حالت کے
ہمیشہ رہنے کا اعتقاد ہوگیا تب اللہ تعالیٰ اُسپر انواع و اقسام کی مصیبتون اور
رنجون کے دروازے جان مال و اولاد کی طرف سے کھول دیتا ہے اور جو کچھ
نعمتین اُسکو ملی تہین وہ سب اُس سے زائل ہوجاتی ہین۔ اسلئے وہ بندہ ہکا بکا
دل شکستہ ہوجاتا ہی اگر اپنے ظاہر کیطرف دیکھتا تو مسرت کا منظر پیش نظر ہوتا ہی اور اگر اپنے باطن کیطرف
نظر دوڑاتا ہی تو غم کے سامان مہیا پاتا ہی اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے زایل ہونیکا سوال کرتا ہے
تو مقبول ہونے کی امید نہین اور اگر خلق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو
اسکا کوئی رستہ نہین پاتا اور اگر رخصتون پر عمل کرتا ہے تو فوراً سزا پاتا ہے
اور اُسکے جسم و مال پر خلائق مسلط ہوجاتے ہین اور اگر درگذر چاہتا ہے تو معاف
نہین کیا جاتا اور اگر اُن بلاؤن پر جنمین وہ مبتلا ہے رضامند ہونے خوش رہنے
اور آرام کرنے کا قصد کرتا ہے تو یہ بھی اُسکو نصیب نہین ہوتا۔ پس جب وہ
اس حالت کو پہونچ جاتا ہے تب اُسکا نفس گھلنے لگتا۔ اُسکی نفسانی خواہش
زائل ہونی شروع ہوتی ارادے و آرزوئین کوچ کرتی جاتی اور تمام چیزون کی ہستی
مٹتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُسکی دائمی اور سخت کردی جاتی ہے یہانتک کہ اُس کی
بشریت کے اوصاف کو فنا کردیتی ہے اور وہ صرف روح رہجاتا ہے۔ پس اسوقت وہ

اپنے قلب سے یہ ندا سنتا ہے اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ (اپنے پاؤن سے زمین کو ٹھکرا دو تمہارے نہانے اور پینے کیلئے یہ ٹھنڈا پانی حاضر ہے) اور سارے خلعت اُسکو واپس ملنے بلکہ اور زیادہ عنایت ہوتے ہین اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی تربیت خود فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (کوئی شخص ہی نہین جانتا کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُنکے لئے پردہ غیب مین موجود ہے) اور آپکا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کو چاہتا ہے وہ اللہ سے اپنی ناواقفیت اپنے ایمان اپنی معرفت اور اپنے یقین کی کمزوری اور اپنے صبر کی کمی ہی کی وجہ سے اور جو شخص کہ اس سے بچتا ہے وہ اللہ عزوجل کی نسبت اپنی زیادہ واقفیت اپنے ایمان کی زیادتی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے زیادہ حیا کرنے ہی کے باعث۔ اور انکا مقولہ ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر ہی شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اُسپر امید و غرور غالب نہ آجائین جس سے وہ مکرمین پڑکر ادب خدمت کی بجاآوری سے غافل ہوکر ہلاک ہوجاے حال آنکہ بندہ سے صرف یہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے سوا کسی طرف مائل نہو۔ اور انکا قول ہے کہ جو ابتلا رعقوبت و مقابلہ کے طور پر ہو اُسکی علامت بلا کے پاے جانے کے وقت صبر کا نہونا گھبرانا اور خلق سے شکایت

عہ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۳ (سورۂ ص آیت ۴۲) قصہ حضرت ایوب علیہ السلام جس سے صاحب ترجمہ کا یہ پورا قول من اولہ الی آخرہ ماخوذ ہے اور جو حالات مندرجہ بالا کی تصویر ہے دونون کو ملاکر دیکھنے اور سوچنے سے پورا لطف آسکتا ہے۔ ۱۲ مترجم

عہ پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵ (سورہ سجدہ آیت ۱۷) ۱۲

کرنا ہے اور جو ابتلا گناہون کے کفارہ اور کمی کے لئے ہو اُسکی علامت صبر جمیل کا ہونا ہے جسمین نہ شکایت ہو نہ گھبراہٹ نہ بے چینی اور نہ طاعت کی بجاآوری مین سستی - اور جو ابتلا کہ درجات کی بلندی کیلئے ہو اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے دور ہونے تک خدا کے ازلی حکمون سے خوشنودی سے موافقت نفس کی طمانینت اور سکون پایا جائے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو آخرت چاہے اُسکو دنیا کی نسبت اور جو اللہ کو چاہے اُسکو عقبیٰ کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک کہ بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت مین اٹکا ہوا ہو (یعنی کمانا پینا نکاح کرنا حاکم یا رئیس بننا - یا جو فرض سے زیادہ ہین اُن مین سے کسی مین مشغول ہونا فلان کرنی جیسے کہ اس زمانہ مین حدیث روایت کرنی - قرآن کا ساتون قرأت سے پڑھنا اور نحو لغت وفصاحت کے فنون مین عمر صرف کرنا) اُسوقت تک وہ آخرت کا دوست رکھنے والا نہین وہ تو دنیا ہی کا راغب اور اپنی ہی نفسانی خواہشون کا تابع ہے - اور نصیحت کیا کرتے تھے کہ کل جھتون سے اندھے بن جاؤ اور اُنمین سے کسی سے چپکے نہ رہو کیونکہ جب تک کہ تم اُسکو پیش نظر رکھو گے اُسوقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تمپر بند رہے گا اسلئے تمام جہات کو اپنی توجہ سے بند کرو اور اُنکو اپنے یقین سے بعدہ اپنی فنا سے بعدہ اپنی محو سے بعدہ اپنے علم سے مٹا دو تب جاکر تمہارے قلب کی آنکھون سے جھتون کی جہت کھلیگی اور یہ خدائے کریم کے فضل کی جہت ہے پس تم اُس جہت کو اپنی چشم سر سے دیکھو گے اور اسکے بعد تم نہ فقر پاؤ گے اور نہ غنا - اور یہ سمجھایا کرتے تھے کہ جون جون تم نفس پر مجاہدہ کرو گے اور اُسپر غالب آؤ گے اور اُسکو مجاہدہ کی تلوار

سے قتل کروگے دون دون اللہ عزوجل اُسکو زندہ کرتا جائیگا اور وہ تمسے جھگڑا کرے گا اور تمسے حرام مباح خواہشون اور لذتون کا مطالبہ کرے گا تاکہ تم اُسکے ساتھ پھر مجاہدہ و مقاتلہ کرو اور تمہارے لئے دائمی نور و ثواب لکھا جاے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے " رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کیطرف لوٹے ہین) یہی معنی ہین۔ اور انکا مقولہ ہے کہ ہر مؤمن اس بات کا مکلف ہے کہ جو چیز اُسکے حصہ مین آئی ہو اُسکے سامنے آنے کے وقت ٹھیر جاے اور جہان بین کرلے ایسی صورت مین جبتک کہ حکم اُسکو مباح اور علم اُسکو اُسکا حصہ قرار نہ دے اُسکو ہاتھ نہ لگاے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مؤمن بڑی جہان بین کرنے والا اور منافق حق سے باز رکھنے والا ہوا کرتا ہے۔

(۲۵۰) ابوبکر بن ہوار بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عیّار تھے رہزنیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات کو غیب سے انکو آواز آئی کہ کیا تیرے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا وقت ابھی نہین آیا ہے؟ بس اوسی وقت انہون نے توبہ کی اور یہی پہلے شخص ہین جنکو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب مین کپڑے کا خرقہ اور ٹوپی پہنائی۔ اور جب یہ بیدار ہوئے تو انہون نے دونون چیزین اپنے جسم پر پائین۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مینے اپنے رب عزوجل سے عہد لے لیا ہے کہ جو جسم میری تربت مین داخل ہوا اُسکو آگ نہ جلائے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کبھی کوئی مچھلی یا گوشت اُن کی قبر مین داخل نہوا جسکو آگ نے جلایا ہو۔ انکے

جلیل القدر و عالی مقام ہونے پر انکے زمانہ کے بزرگون کا اجماع منعقد ہوا تھا انکے بعض اقوال فیض اشتمال یہ ہین۔ توحید قدم کو حدوث سے الگ کرلینا موجودات کا خارج ہوجانا۔ پردہ کا قطع کرنا۔ اور جتنی چیزین معلوم و مجہول ہون اُنکے ساتھ ٹھیرنے کو ترک کرنا ہے کیونکہ توحید کا علم اُسکے وجود کا مباین ہے اور اُسکا وجود اُسکے علم کا مفارق ہے اسلئے جب اُسکی انتہا ہوگی تو حیرت پر ہوگی۔ تصوف اجتماع کے ساتھہ ذکر کرنا سماع سے وجد کرنا اور اتباع کا برداشت کرنا ہے۔ خوف تمکو اللہ تعالیٰ تک پہونچائے گا اور وہ یہ ہے کہ سانس کے آنے جانے کے ساتھہ اس سے بے غم نہو کہ تم پکڑ لئے جاؤ گے۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اُسکے غیر سے جدا ہونا ہے اور اُسکے غیر سے جدا ہونا اُسکے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تمہارا لوگون کو حقیر سمجھنا ایسا مرض ہے جسکا علاج نہین ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہین۔ معروف کرخی۔ احمد بن حنبل۔ بشر حافی۔ منصور بن عمار۔ جنید۔ سری سقطی سہل بن عبداللہ تستری۔ اور عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسپر ان سے پوچھا گیا کہ عبدالقادر کون ہین تو اُنہون نے کہا کہ ایک عجمی سید بغداد کے رہنے والے جنکا ظہور پانچوین صدی مین ہوگا اور وہ صدیقون اور اقطاب دنیا کے رئیسون مین سے ہونگے رضی اللہ عنہ

(۲۵۱) شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس شان کی ریاست انکے زمانہ مین انہین کو ملی۔ اور بہت سے صدق والے

سالک جیسے شیخ ابوالوفا رشیخ منصور رضی اللہ عنہما وغیرہما انہین کے یہان سے نکلے۔ یہ شریف الاخلاق کامل الادب وافر العقل اور کثیر التواضع تھے۔ ابتدا مین قافلون کو لوٹا کرتے تھے۔ آخر انہون نے ابوبکر بن ہوار بطائحی کے ہاتھ پر توبہ کی پھر تو ما در زاد اندہون۔ برص والون اور دیوانون کو اپنی دعا سے اچھا کرنے لگے انکے چند مقولے یہ ہین۔ طاعت کی جڑ پرہیزگاری و تقویٰ ہے اور تقوی کی جڑ نفس کا حساب لینا ہے۔ جس نے اللہ تعالی کا پکارنا نہ سنا وہ کیونکر اُسکے پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے اور جس نے اللہ کے سوا کسی چیز پر استغنا کیا اُسنے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی۔ جسنے اپنے نفس کو ادب کے ساتھ مقہور کیا وہی اللہ تعالیٰ کو خلوص کے ساتھ پوجنے والا ہے۔ خلق کا حجاب حق تعالیٰ سے وہی اُن کی تدبیرین اپنی جانون کے لئے ہین اور جس نے اپنے آپ سے حق کے قریب ہونے پر نگاہ کی اُسکے قلب سے اُسکے سوا سب چیزین دور ہوگئین۔ صدیقون کی خواہش مجاہدہ ہے اور جھوٹون کی خواہش خواب و کاہلی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے سر کا مدعی ہو جس کی شہادت اُسکے ظاہر کی نگہداشت نہ دیتی ہو اوس کو دین مین متہم ٹھہراؤ۔ گو تم موت سے مرجاؤ مگر ہرگز اُس فقیر کا کہا نہ کہاؤ جو دنیا سے پرہیز کرنے کے بعد اُسکی طرف لوٹا ہو اور اگر تمنے کہا لیا تو چالیس دن تک تمہارا قلب سخت رہے گا۔ قلب کی درستی خلوص کے ساتھ اور اُسکا بگاڑ ریا و سمعہ کے ساتھ علم مین مشغول رہنے مین ہے۔ قلب کا جما رہنا اور مراتب علی کیطرف سبقت کرنا اسپر موقوف ہے کہ حق کی پوری رعایت اور خلق کے لحاظ کو اٹھا دینے کے ساتھ باطن کی اصلاح کیجاے۔ اور ولی وہ ہے جسکا حال ہمیشہ چھپا رہے اور

بغیر اسکے کہ اُس کو تمیز کرنے کے اعمال ظاہر ہون ساری ہستی اُسکے ولی ہونے پر ناطق ہو۔

(۲۵۲) شیخ اعزاز بن مستودع بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بطائح مین طریقت کی ریاست انکو پہونچی تہی اور صلحاء و علماء کی ایک جماعت نے اِن سے طریقت اخذ کی اور اُسمین عرق ریزیان کین اور اِنکے صاحب عظمت ہونے پر بزرگون نے اتفاق کیا ہے۔ اِنکے چیدہ اقوال یہ ہین غفلتین دو ہین رحمت کی غفلت اور دشمنی کی غفلت۔ پس جو غفلت کہ رحمت ہے وہ پردہ ہٹا دیتا ہے تاکہ یہ گروہ عظمت و جلال کا مشاہدہ کرکے فرایض و سنن کے سوا عبودیت کو بہول جائین اور ہیبت کی واردات کے مراقبہ کے سوا سرّ کی مراعات سے غافل ہو جائین۔ اور جو غفلت کہ دشمنی سے ہے وہ بندہ کا اللہ عزوجل کی طاعت کو چہوڑکر اُسکی معصیت مین مشغول ہو اُسکا کرامات کیطرف التفات کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہو جانا ہے۔ سطوت کے فرش تو دشمنون ہی کیلئے بچہائے گئے ہین تاکہ وہ اپنے بُرے افعال سے وحشت زدہ ہون اسلئے کبھی ایسی چیز انکے مشاہدہ میں نہین آتی ہے جس سے خوش ہون اور جس چیز سے مانوس ہوتے ہین اُس سے اون کو اطمینان حاصل نہین ہوتا۔ روحون نے شوقون پر مہربانی کی تو حقیقت کی طرف بُلانے والون کے پاس مشاہدہ کا دامن پکڑکر ٹہیرین اسلئے حق تعالیٰ کے غیر کو معبود نہ سمجھین اور اِن کو یقین آگیا کہ قدیم کو حادث صفات معلولہ سے دریافت نہین

کرسکتا پس حق تعالیٰ کی ہی صفتین اُس تک پہونچتی ہین اسلئے وہی ہے جس نے اُسے پہونچایا ہے اور آدمی اپنے نفس سے نہین پہونچا ہے۔ ارادت قلب کا چیزون سے چیزون کے رب کی طرف پھیر دینا اور بغیر قصد کے اللہ کے ساتھ بیٹھنا ہے محبت جب روحون سے ملی تو وہ اُڑین جب عقلون سے مخلوط ہوئی تو وہ دہشت زدہ ہوئین اور جب فکرون سے متلبس ہوئی تو وہ حیرت زدہ ہوگئین۔ علم کا کمال یہ ہے کہ جمالی صفتون کے کنہ کی نسبت امید منقطع ہوجاے۔ جو اللہ سے مانوس ہوا اُس سے ہر چیز مانوس ہوئی جسکو اللہ نے مخاطب کیا۔ اُسکو ہر چیز نے مخاطب کیا جو اللہ تک پہونچا ہر چیز اُسکی جلالت کے باعث اُس سے پیچھے رہی اور جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے اُن علوم و اسرار کی عظمت کے سبب جو اللہ نے اُسکے سپرد فرماے ہر چیز ناواقف رہی۔

(۲۵۳) شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ احمد بن رفاعی کے ماموں تھے اور اُنھین کی صحبت مین راہ پر لگے صاحب احوال وارباب مقامات کے بہت سے گروہ اِن کی طرف منسوب ہین۔ اِنکے حمل مین رہنے کے زمانہ مین جب اِن کی والدہ اِنکے پیر شیخ محمد شنبکی کے حضور مین حاضر ہوتی تھین تو وہ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا تو لوگون نے اُن سے اِسکا سبب پوچھا۔ انھون نے کہا کہ مین اُس جنین کے لئے کھڑا ہوتا ہون جو اِسکے پیٹ مین ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربون اور مقامات والونمین سے

ہوگا اور عنقریب اسکی شان ایسی بلند ہوگی کہ اسکا راہوا طریقت مُنہ نہین موڑنے کا یہانتک کہ اللہ عزوجل کی طرف رخ کئے ہوئے جان دیگا۔ اِن کے چیدہ اقوال یہ ہین۔ جس نے دُنیا کو پہچانا اُس نے اسمین زہد کیا اور جس نے اللہ کو پہچانا اُسنے اُسکی رضا کو مقدم رکھا اور جسنے اپنے آپکو نہ پہچانا وہ بہت بڑے دھوکے مین ہے۔ جتنی چیزون مین اللہ تعالیٰ بندہ کو مبتلا فرماتا ہے اُن مین سب سے زیادہ سخت اُس سے غافل ہونا اور فترت[ع] ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسکو غفلت اور نیند سے پناہ دیتا ہے۔ جون جون قلب کی منزلت بڑہتی جاتی ہے دون دون سزا جلد تر اُسپر پہونچتی ہے۔ صبر بیقرارون کا توشۂ راہ ہے اور رضا عارفون کا درجہ ہے۔ پس جو شخص اپنے صبر پر صبر کرے وہ صابرون مین سے بڑا نیکوکار ہے۔ جو شخص ایسی حالت مین کہ اپنے رزق کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو تہمت دیتا ہے اپنے دین کے ساتھ اللہ کیطرف بہاگتا ہے وہ رزق کے لئے بہاگتا ہے اُسکی طرف نہین بہاگتا۔ دُنیا کی جو موجودات کہ دنیا چھوڑنے کی معین نہو وہ تمہارے لئے مضر ہے مفید نہین ہے۔ تین خصلتین اولیاء کی صفتین ہین ہر چیز مین اللہ تعالیٰ پر بہروسا کرنا۔ اُسپر تکیہ کرکے ہر شے سے فانی ہوجانا اور ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع کرنا۔ ارادت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرو تو اُس کو اشارہ سے زیادہ نزدیک پاؤ اور توکل سارے امور کو ایک ہی کی طرف پھیر دینا ہے اور ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو کوئی چیز سمجھنا

ع۵۔ فترۃ بالفتح۔ اسکے لغوی معنی ہین سستی اور صوفیون کی اصطلاح مین "ہدایت کی آگ کا جو نفس ہوا کی جلانیوالی ہے ٹھنڈا ہوجانا" ۱۲ مترجم

ہے اور اُسکا کمال اپنے اخلاص مین ریاکا دیکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُنس دلون کا اللہ عزوجل کی نزدیکی سے شگفتہ ہونا اور اُسی سے خوش ہونا اور اپنی تسکین کیحالت مین اُس کی طرف نگاہ رکھنا اور اُسکے کل ماسوا سے غافل ہوجانا ہے اور یہ کہ دل اُس وقت تک اُسکی طرف اشارہ نہ کرین جب تک کہ وہی انکی طرف اشارہ کرنیوالا نہو۔ جو شخص کہ عبودیت کی صفائی پر بھولا اُس مین ربوبیت کے نسیان نے گھر کیا اور جس نے عبودیت کی پابندی مین ربوبیت کی صنعت کا مشاہدہ کیا بس وہی اپنے نفس سے الگ ہوا اور اپنے رب عزوجل کے پاس ٹھیرا اور اسوقت وہ استدراج سے سلامت رہا اور اس مقام پر استدراج یقین کا چلا جانا ہے کیونکہ یقین ہی سے غیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہین۔ کشف نور کے ٹکڑے ہین جو اُسوقت چمکتے ہین جب کہ باطنی امردن کے اندر ہی اندر ایک غیب سے دوسرے غیب کی طرف پہنچانے والون کی شناخت دل مین جاگزین ہوجاتی ہے تاکہ جہان سے حق مشاہدہ فرماتا ہے وہین سے یہ بھی چیزون کا مشاہدہ کرے اس لئے وہ مخلوق کے دل کی باتین کہہ دیتا ہے اور جب باطن کے اندر حق ظاہر ہوجاویگا تو امید وخوف کے لئے فضلہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے مامون[ع] منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سُنا کہ عاشق ہمیشہ اپنے خمار مین سرشار اپنی شراب مین حیران رہتا ہے نشہ سے نکلکر حیرت مین آتا ہے اور حیرت سے نکلکر

ع ظاہر ہے کہ اس قول کو شیخ احمد رفاعی کے ترجمہ مین ہونا چاہیئے نہ کہ خود شیخ منصور کے اقوال مین ہدایۃ ناسخ وکاتب کی غلطی ہے۔ لیکن جو نسخہ مصر کا چھپا ہوا میرے پاس ہے اُس مین اسیطرح ہے اسلئے مینے اُسے باقی رکھکر جتلادیا۔ ۱۲ مترجم

نشہ مین جاتا ہے۔ شیخ منصور رضی اللہ عنہ زمین بطائح کی نہر دفلی مین رہتے تھے اور انہون نے اسی کو اپنا وطن بنالیا تہا۔ چنانچہ وہین قضا کی۔ اور انکا مزار ظاہر و معلوم اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ اِن کے مرتے وقت اِن کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنا جاؤ۔ انہون نے کہا کہ نہین اپنے بہانجے احمد کو۔ مگر جب انکی بیوی نے دوبارہ کہا۔ تو اُنہون نے اپنے بیٹے اور اپنے بہانجے دونون سے کہا کہ تم دونون فلان زمین سے خرفہ کا ساگ اکہاڑلاؤ۔ چنانچہ اون کے بیٹے اُسی زمین سے خرفہ کا ساگ لے آئے۔ اور اُنکے بہانجے کچہ بہی نہ لائے۔ تو اُن سے اُنہون نے پوچہا کہ اے احمد تو ساگ کیون نہ لایا۔ احمد نے کہا کہ مین نے دیکہا کہ سب جڑی بوٹیان اللہ عزوجل کی تسبیح پڑہ رہی ہین اسلئے مین اُن مین سے کسی کو بہی نہ اکہاڑسکا۔ تب اُنکی بیوی چپ رہ گئین۔

(۲۵۴) شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

اپنے وقت مین بزرگان عراق کے سردارون مین سے تہے اوران کی بہت سی خارق عادت کرامتین تہین اور انکے زمانہ مین اِس شان کی ریاست انہی کو پہنچی تہی۔ بیشمار لوگ علما و صلحا رمین سے اِنکے مرید ہوئے۔ اور ارباب احوال مین سے اِن کے چالیس خادم تہے۔ جب اِنکے پیر شیخ شبلی نے اِن کی بیعت لی تو کہا کہ آج میرے دام مین ایسا پرند پہنسا ہے جسکا مثل کسی شیخ کے جال مین نہ پہنسا تہا اور بطائح کے مشایخ کہا کرتے تہے کہ جو شخص ابوالوفا کا ذکر کرے اور اپنے منہ پر ہاتھ

پیر سے بغیر اللہ کا نام لے لے اُسکے چہرہ کا گوشت اگر انکی ہیبت سے نہ گرے تو اُسپر تعجب کرنا چاہیے۔ اور سیدی عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کے دروازہ پر ابو الوفا رجیسا کوئی کردی نہین ہے اور یہی پہلے شخص ہین جو عراق مین تاج العارفین کے لقب سے موسوم ہوئے ہین۔ انکے بعض کلام محبت الیتام یہ ہین۔ جسکو نظر کے اثر نے سرگردان کیا اُسکو خبر کے سننے نے بے چین کیا اور جو بیابان شوق مین الگ ہو رہا وہ آفاق کیطرف التفات نہین کرتا۔ ذکر وہ ہے جو تمکو تمسے اُسکے وجود کے سبب سے غائب کردے اور اُسکے شہود کے باعث تمکو تم سے لے لے کیونکہ ذکر حقیقت کا شہود اور خلقت کا خمود (بجھ جانا) ہے۔ اجسام قلم ہین روحین تختے ہین اور نفوس جام شراب ہین اور اور وجد آگ پھونکدینے والی حرص ہے اور بعدہ اڑا لیجانیوالی نگاہ ہے اور قوت شاہد حضور مین بندہ کی سراسیمگی کے وقت باطنی محادثہ اور غلبۂ شہود کے سبب سے دریاے مشاہدہ مین قلب کا مستغرق ہوجانا ہے۔ تسلیم نفس کو احکام کے میدانون مین چھوڑدینا اور صدمات سے اُسپر شفقت کا ترک کردینا ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اپنے پیر کے پاس آنیوالا سچا ہو اور پیر خواب مین ہو تو پیر کا ہر وہ اُسکے سوال کا جواب دیگا اور اُسکو پیر کے جگانے کی ضرورت نہو گی۔

(۲۵۵) شیخ حمّاد بن مسلم دبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علوم حقائق کے علماء راسخین مین سے تھے۔ انکو مریدون کی تربیت کی ریاست ملی تھی۔ اور پوشیدہ واردات کے کشف کی نسبت انپر اجماع منعقد ہوا تھا اور انکے

وقت کے بہت زیادہ مشائخ وصوفیہ بغداد انہین کی طرف منسوب تھے - اور یہ
اُن لوگون مین سے ایک ہین جنہون نے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت
پائی اُنکی ستائش کی اور اُنکی کرامتین روایت کین - انکے چند منتخب اقوال
یہ ہین - دل تین قسم کے ہین ایک تو وہ دل ہے جو دنیا مین پھرتا رہتا ہے دوسرا
وہ جو آخرت مین گھومتا ہے اور تیسرا وہ دل ہے جو مولیٰ کے ذریعہ سے پھرا کرتا ہے
نہ کہ مولیٰ مین کیونکہ جو مولیٰ مین پھرتا رہا وہ زندیق ہوا - اپنے دل کو یقین کے ذریعہ
سے پاک وصاف کرو تاکہ اُسمین احکام خداوندی جاری ہون - اللہ تعالیٰ کی طرف
کا سب سے نزدیک رستہ اُسکا عشق ہے اور اُسکا عشق خالص نہین ہوتا جبتک
کہ عاشق روح بلا نفس نہ رہجاے اور جبتک اُسمین نفس ہے کبھی اللہ تعالےٰ
کے عشق کا مزہ چکھہ نہین سکتا - قدر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو معرفت حاصل ہو
اور خلق وامر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو نکو رہائی ملے اور جسقدر تمہارے پاس امر ہوگا اُسیقدر تمہاری
سلامتی ہوگی اور جتنا تمہارے پاس قدر ہوگا اُسی انداز سے تمہاری معرفت ہوگی جب تمہارے
وجود مین نفسانی خواہش نہ پائی گئی تو تم موحد ہو گئے اور جب تمہاری تدبیر مین تمہاری
مراد نہ پائی گئی تو تم فانی ہو گئے لیکن اگر وہ تمہین بلاے تو جواب دو - اگر تمسے
وعدہ کرے تو توکل کرو - اور اگر اپنا حکم تمپر جاری کرے تو سر تسلیم خم کردو - پس اگر
تمسے کہے کہ کوئی چیز اختیار کرو تو کہو کہ مین تو تفویض کر چکا ہون - اگر تمسے کہے کہ
کچھہ مانگو تو کہو کہ مین تصدیق کر چکا ہون - اگر تمسے کہے کہ میری عبادت کرو تو کہو کہ مجھے
توفیق عطا ہو اور اگر تمسے کہے کہ میری توحید کرو تو کہو کہ مجھے کھینچ لیا جاے - پھر
اگر معرفت آئیگی تو ربانی افعال ہو جاے گی اور ساری ہستی زائل ہو جائیگی اور تم اُسکے

قبضہ مین ایسے صاحبدل ہوجاؤ گے کہ تمہاری جو چیز ہوگی وہ رب عزوجل کے ہی ذریعہ سے ہوگی اور جو اُسکے ذریعہ سے ہوگی وہ اُسی کی ہوگی اور جو تمہارے ذریعہ سے ہوگی وہ تمہاری ہوگی۔ ایسی صورت مین ایمان کے سبب سے تم دنیا کی تمام قسمون سے کنارہ رہوگے کیونکہ اسمین اُسکی تصدیق ہے۔ علم کے سبب سے آخرت کی تمام قسمون سے محفوظ رہوگے کیونکہ اسمین اُسکی معرفت ہے اور معرفت کے سبب سے تم سب سے الگ رہوگے چاہے تم جہان رہو کیونکہ تمہاری معرفت کی حیثیت سے تمہارے اندازہ کے مطابق وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(۲۵۶) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہ یگانہ اماموں مین سے تھے۔ اور خراسان مین تربیت مریدین کی ریاست اِن کو ملی تھی۔ انکی خانقاہ مین علماء صلحا کی بہت بڑی جماعت جمع تھی اور ان سے اور انکے کلام سے فائدہ اُٹھاتی تھی۔ انکا کلام ہے کہ سماع حق کی طرف عزوجل کی طرف سے سفیر ہے۔ اور یہ حق کے لطائف و زوائد غیب کے فوائد و موارد فتح کے بوادی و عوائد اور کشف کے معانی و بشارت ہے۔ اسلئے روحون کی خوراک جسمون کی غذا دلون کی حیات اور اسرار کی بقا ہے۔ چنانچہ ایک گروہ کو حق تعالیٰ شاہد تنزیہ کے ذریعہ سے سناتا ہے۔ ایک گروہ کو ربوبیت کی صفت کے ذریعہ سے اور ایک گروہ کو وصف قدرت کے ذریعہ سے پس حق ہی انکے لئے سنانے والا اور سننے والا ہے۔ پس سماع پردون کا پھاڑ دینا اور اسرار کا کھول دیتا ہے۔ اور

ایک کوندتی ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب ہے - اور روحون کا سماع دلون کے سننے
کے ذریعہ سے قرب کے بساط پر شاہد حضور کے ساتھ بغیر نفس کے ہوا کرتا ہے
چنانچہ وہ تمکو سماع کی حالت مین شیفتہ و حیرت زدہ ٹکٹکی باندہے ہوئے قیدی اور
فروتن بدست نظر آئینگے - اور سن لو اکہ اللہ تعالی نے اپنی رونق کے نور سے
ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کئے ہین اور انکو بارگاہ انس مین عرش و کرسی کے
درمیان جگہہ دی ہے انکے لباس سبز صوف کے اور انکے چہرے چودہوین رات
کے چاند جیسے ہین - اور جب سے یہ پیدا ہوے ہین حالت وجد مین شیفتہ
حیرت زدہ اور فروتن بدست ہین رکن عرش سے رکن کرسی تک سجدہ کرتے رہتے
ہین کیونکہ ان مین سخت شیفتگی پائی جاتی ہے - بس یہ آسمان والون کے صوفی
ہین اسرافیل انکے سپہ سالار و مرشد ہین جبرئیل انکے رئیس و متکلم اور حق تعالی
انکا مونس و مالک ہے ابراہیم ابن الحوفی بیان کرتے ہین کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگون
کے سامنے وعظ کہہ رہے تھے کہ دو مولویون نے جو اس مجلس مین تھے ان سے
کہا کہ چپ رہو تم تو بدعتی ہو - اسپر شیخ نے اُن دونون سے کہا کہ چپ رہو تم زندہ
نہین رہنے کے چنانچہ وہ اُسی جگہہ مرکر رہگئے - اور انکے پاس ہمدان سے ایک
عورت روتی ہوئی آئی اور اُسنے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگیون نے
قید کر لیا ہے - انہون نے اُسکو صبر کرنے کو کہا - مگر اُسے صبر نہ آیا - آخر اُنہون نے
دعا کی کہ خدایا اُسکی بیڑی کھول دے اور جلد اُسکو مخلصی دے - اسکے بعد اُس عورت
سے کہا کہ اپنے گھر جا تجھکو وہ بیٹا ملے گا - چنانچہ وہ عورت گھر جو آئی تو اُسکا بیٹا
وہان موجود تھا اُسکو اچنبھا گذرا اور اُسنے اپنے بیٹے سے حالات پوچھے - اُسنے

کہا کہ مین ابھی قسطنطنیہ مین پانوون مین بیڑیان پہنے ہوے تہا اور مجھپر نگہبان تعینات تھے کہ میرے پاس ایک شخص پہونچا اور مجھے اُٹھا کر پلک جھپکنے کیطرح یہان لے آیا۔ یہ سنہ ۴۴۰ چارسو چالیس ہجری کے قریب قریب پیدا ہوے اور سنہ ۵۳۵ ہجری مین فیضیاب دنیا سے چھوٹے اور مدت تک مقام یامن مین جو مرو کے راستہ پر واقع ہے مدفون رہے بعدہٗ انکی نعش مرو پہونچائی گئی اور وہان اُس سبزہ زار مین جو انکی طرف منسوب ہے دفن ہوئے۔

(۲۵۷) شیخ عقیل منبجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اپنے وقت مین شام کے پیران پیر تھے انکی صحبت سے اکابر کا ایک گروہ کامل ہوکر نکلا جنمین سے ایک شیخ عدی بن مسافر ہین اور یہی پہلے شخص ہین جو عمر یہ خرقہ کے ساتھہ ملک شام آئے اور ان سے اورون نے پایا۔ اور یہ طیار (اُڑنے والے) کہلاتے تھے جسکی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے اپنے اُس گانون سے جسمین یہ مقیم تھے مشرقی شہرون کی طرف جانا چاہا تو گانون کے منارہ پر چڑھ گئے اور گانون والون کو آوازدی چنانچہ جب وہ جمع ہوگئے تو یہ ہوا مین اُڑے اور لوگ انکی طرف دیکھتے رہے اور لوگون نے جاکر دیکھا تو انکو منبج[ع] مین پایا۔ ان کے

ع منبج بروز مجلس یعقوبی کہتا ہی کہ قنسرین کے دیہات مین سے ہے اور دوسرون کا بیان ہے کہ حلب مین واقع ہے بطلیموس کہتا ہی کہ منبج وحلب مین دس فرسخ کا فاصلہ ہے اور منبج سے فرات تک تین فرسخ کا ۱۲

بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :- معرفت تو صرف اُن چیزون کے متعلق ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لی ہین اور عبودیت اُن چیزون مین جنکا اُسنے حکم دیا ہے اور خوف سارے معاملہ کی جان ہے - لیکن عارفون کا خوف یہ ہے کہ کہین اُسکے افعال مین اُنکی راحت نہ پائی جاے - ولیون کا خوف یہ ہے کہ مبادا اللہ عزوجل کے حکم مین اُنکی نفسانی خواہش پائی جاے اور متقیون کا خوف یہ ہے کہ ایسا نہو کہ اُنکی رویت خلق مین اُنکا نفس شریک ہو اگر مخلوق تم مین پیدا کیجاے تو تم شرک کرو اور اگر تمکو پر قدرت دے تو تم اُن سے جھگڑے کرو - آے شخص کہہ کہ میرے معبود تو اپنے قدر سے مجھے چھٹا اور اپنے خلق سے مجھے آرام دے اور جب امر آے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو اُن مین سے مجھپر رحم فرما اور جب قدر آے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو مجھپر مجھسے رحم فرما پس جب فضل آے تو بغیر تصور اپنی ذات کے کہہ کہ الٰہی تیرا فضل تیری صنعت کیلئے ہے - پھر جب تم چاہو گے تو خشوع کے وقت تمکو عبودیت حاصل ہوگی اور نماز کے وقت توحید پس تمہاری عبودیت اُسکی طرف تمہارے محتاج ہونے کے سبب سے ہوگی اور اُسکا نازیہ ہے کہ وہان اُسکے سوا اور کوئی نہین ہے - پھر جب آلہیۃ[ع۵] آوے تو "عالم[ع۵]" کہو پھر انکو پڑے جھک مارنے دو کہ کھیل بنایا کرین "

ع۵ سارے حقائق وجودیہ کے جمع ہونے کی احدیت کو آلہیت کہتے ہین - جیسا کہ آدم علیہ السلام سارے صور بشریہ کے جمع ہونے کی احدیت تھے - مترجم - از کتاب التعریفات اختصاراً

ع۵ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ۱۲

احاصل عشق کے مجاہدہ سے تم اُسکو پہچانوگے اور خلق سے اپنے باہر آنے کے ذریعہ سے اُسکی توحید کروگے - ہمارا طریقہ جدد کد اور پابندی حد ہے یہانتک کہ تو فنا ہوجاے پس یا تو جوان اپنی آرزو کو پہونچے گا اور یا اُسکی بیماری سے مرجائیگا ؎

یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید

جو شخص اپنے لئے کوئی حال یا قال تلاش کرے وہ معرفت کی راہون سے دور ہے - جو انمردی غلامون کی خوبیان دیکھنی اور اُنکی بُرائیون سے غائب رہنا ہے مدّعی وہ شخص ہے جو خود اپنی طرف اشارہ کرے - اور سلوک کے مقام مین انسوس دگریہ کا نہونا خذلان کی علامت ہے - یہ جب جنگل کے جانوردن کو آواز دیتے تھے تو اس کثرت سے سر ڈالے ہوئے آتے تھے کہ اُفق نظر نہ آتا تھا - اُنکا سونٹا اسقدر وزنی تھا کہ کوئی شخص اُسکو اُٹھا نہین سکتا تھا - انہون نے مثیج مین سکونت اختیار کی اور کچھ اوپر چالیس سال وہان رہے اور وہین وفات پائی اور وہین اُنکی قبر مشہور ہے لوگ اُسکی زیارت کرآتے ہین -

(۲۵۸) شیخ ابو یعزی مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملک مغرب مین صادقین کی تربیت انکے سپرد ہوئی اور انکی صحبت سے وہان کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور و معروف زاہدین کامل ہوکر نکلے - اہل مغرب انکے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا کرتے تھے تو مینہ برستا تھا - انکے بعض کلام حقیقت الیتام یہ ہین :- احوال مبتدیون کے مالک ہوتے ہین جسطرح چاہتے ہین

اُنکو پھیرتے ہین اور منتہیون کی ملکیت کہ جسطرح وہ چاہتے ہین انکو پھیرتے ہین -
جو حقیقت کہ بندہ کی نشانیون اور علامتون کو نہ مٹاوے وہ حقیقت نہین ہے
جسنے فضل کے طور پر حق کی طلب کی وہ اُس تک پہونچا اور جو ایک (خدا) کے ساتھ
نہوا وہ ایک کے ساتھ نہوا - سب سے زیادہ فائدہ مند کلام وہ ہے جو کسی مشاہدہ کی
نسبت اشارہ ہو یا حضور کی نسبت خبر ہو - ولی ولی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکے
قدم - مقام حال منازلت و سر نہون - پس قدم وہ راہ ہے جسپر تم حق کی طرف
چلو - مقام وہ کیفیت ہے جسپر تمہارے سابقہ نے جو علم ازلی مین ہے تمکو ٹھیرایا
ہو - حال وہ کیفیت ہے جو اصولی فوائد مین تمکو رانگیختہ کرے مگر سلوک کے
نتائج مین سے نہو - منازلت وہ چیز ہے جو حضور کے تخمون مین سے مشاہدہ
نہ کہ استتار کی صفت کے ساتھ خاصکر تمہین ملی ہو - اور سر وہ ازلی لطائف
ہین جو جمع کے غلبہ غیر کے مٹنے اور تمہاری ذات کے فنا ہونے کے وقت تم مین
ودیعت رکھے گئے ہین - لہذا حکم مقام کی نگہداشت سے طریق کی واقعی سمجھ اور
اُسکے پوشیدہ معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے - حکم حال کی محافظت سے تصریف
مین جو اللہ کے لئے اللہ ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُسکو بسط حاصل ہوتا ہے
حکم منازلت کی حفاظت اُسکے سلطان قہر کو فتح لدنی کی فوجون سے مدد دیتی ہے - حکم
سر کی نگہداشت مکنونات کے خزانون پر مطلع ہونے کی قدرت کو وسعت دیتی ہے
حکم وقت کی نگہداشت سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور پاس انفاس غیبت فی الحضور
کے مقام تک پہونچاتا ہے - شیخ ابو محمد افریقی رحمہ اللہ تعالی کا بیان ہے کہ شیخ
ابو یعزی اپنی ہدایت مین پندرہ برس جنگل مین رہے جہان جنگلی درختون کے

پھلون کے سوا کچھ نہ کھاتے تھے اور شیر ان کے پاس آکر پناہ اور پرندے بسیرا لیتے تھے اور اور ان کی یہ حالت تھی کہ جب شیر ونسے کہتے کہ یہاں نہ رہو تو شیر اور اپنے بچون کو لے کر شیر نیان سب کی سب باہر چلی جاتین شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین ان سے میدان مین ملا اوسوقت اونکے چارونطرف شیر اور وحشی جانور اور پرند موجود تھے اور اپنے احوال مین ان سے مشورہ کر رہے تھے اور وہ خشک سالی کا زمانہ تھا چنانچہ یہ ان وحشی جانورون سے کہتے تھے کہ تم فلان فلان مقام کو جاو وہان تمہاری خوراک ہے اور ایسا ہی پرندون سے کہتے تھے اور سب اون کا حکم مانتے تھے۔ بعدہ انہون نے مجھ سے کہا کہ سنا شعیب! ان وحشی جانورون اور پرندون نے میرے پڑوس کو پسند کیا تو میری وجہ سے بہوکون مرنے لگے۔

(۲۵۹) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اس طریقہ کے یگانہ ارکان اور بلند رتبہ علما رمین سے تھے اور شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ انکا نام عظمت کے ساتھ لیتے انکی ستایش کرتے اور انکے سلطان ہونے کی گواہی دیتے اور کہتے تھے کہ اگر مجاہدہ سے نبوت ملتی تو ضرور شیخ عدی بن مسافر اسکو حاصل کئے ہوتے۔ ابتدا مین انہون نے مجاہدہ مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اپنے بعد کے بزرگون کو عاجز کر دیا شدت مجاہدہ سے ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ سر خشک ہوکر گنجا ہوگیا تھا اور سجدہ کرتے تھے تو سوکھی کھوپڑی سے بھیجے کے ٹکرانے کی ویسی ہی آواز سنائی دیتی تھی جیسی کنکریون کی۔ ابتدا ر امر مین مدتون کھوہون پھاڑون اور میدانون

مین مجرد پھرتے اور انواع واقسام کے مجاہدے نفس سے کراتے رہے اور ان
جنگلون مین سانپ حشرات الارض اور درندے اِن سے مالوف رہے۔ اور یہی پہلے
شخص ہین جس نے پورب کے ملکون کی زیارات اور وہان کے سچے مریدونکی تربیت
کا قصد کیا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے انکے بعض کلام سعادت
فرجام یہ ہین:- تمہارا (کسی چیز کو) لینا یا ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہوگا یا اللہ عزوجل کے
ذریعہ سے ہوگا یا اوس کے لئے ہو۔ پس اگر یہ دونون فعل اوسکے ذریعہ سے ہون تو اوسی
کی طرف سے تم کو عطا کرنے کی ہدایت ہوگی اور اگر اوسکے لئے ہون تو اوس کے حکم سے
اوس سے رزق طلب کرو اور جسمین خلق ہے اُس سے بچو کیونکہ جب تم اون کے ساتھ
رہو گے تو وہ تمکو غلام بنائینگے اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو گے تو وہ تمہاری
حفاظت کرے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رہو گے تو تمہاری کفالت
کریگا۔ اور جب تم اسباب کے ساتھ رہو تو اپنا رزق زمین سے مانگو کیونکہ تم کو آسمان
سے نہین دیا جائیگا اور جب تم توکل کے ساتھ رہو تو اگر اپنی ہمت کے ذریعہ سے طلب
کروگے تو ہرگز تمکو عطا نہوگا اور اگر تم اپنی ہمت کو اُٹھا دوگے تو تم کو عطا ہوگا۔ اور جب
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھیرے رہو گے تو تمہارے لئے سارے موجودات موطن سے
خالی ہون گے اور تم ایک مٹھی مین اور فانی ہو گے اور ساری ہستی تم مین اور تمہارے
لئے ہوگی۔ تم اپنے پیر سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے مگر اوسی صورت مین کہ تمہارا اعتقاد
اُس کی نسبت ہر اعتقاد سے بڑھا ہوا ہو اور جب ایسا ہوگا تب وہ تم کو اپنے حضور
مین رکھے گا اپنے غیبت مین تمہاری حفاظت کرے گا اپنے اخلاق سے تم کو
آراستہ کرے گا اپنی تادیب سے تم کو مؤدب بنائے گا اور تمہارے باطن کو

اپنے اشراق سے منور کرے گا اور اگر تمہارا اعتقاد اوس کی نسبت کمزور ہو گا تو تم کو ان چیزون
مین سے کوئی بھی اُسمین نظر نہ آئے گی بلکہ تمہارے باطن کی تاریکی کا عکس تمپر پڑے گا
تو تمکو اُسکے صفات بھی اپنے ہی صفات جیسے نظر آئین گے پس تم اوس سے کبھی
فائدہ نہ اوٹھاو گے گو وہ درجہ مین دلیون سے بھی اعلیٰ ہو۔ خوش اخلاقی یہ ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ اس طور پر پیش آئے کہ اوسکو اُنس پیدا ہو وحشت نہو پس علما کے
ساتھ اونکی باتون کو اچھی طرح سے سننے کا برتاو کرے گو اوس کا مقام اوس سے
بالاتر ہو جو وہ کہتے ہون۔ اہل معرفت سے سکون و انکسار کے ساتھ پیش آئے اور
اہل توحید سے تسلیم کے ساتھ جب کسی شخص سے کرامات و خرق عادات ظاہر ہوتے
دیکھو تو جب تک کہ اوسکو امر و نہی کیوقت دیکھہ نہ لو اُس پر نہ پھولو جس نے ادب آموزون
سے ادب نہ سیکھا وہ اوسکو خراب کرے گا جو اوس کی پیروی کرے گا اور جس مین ذرا
سا بھی بدعت ہو اوسکے ساتھ بیٹھنے سے بچو تاکہ اوسکی شامت تمہاری طرف نہ لوٹے گو
ایک مدت کے بعد ہی کیون نہ ہو جس نے علم کے بارہ مین زبانی تقریرون پر بس کی اور
اوسکی حقیقت سے متصف نہ ہوا وہ منقطع ہے جس نے بغیر سمجھہ کے عبادت پر کفایت
کی وہ بیرونی ہے۔ جس نے بغیر ورع کے فقہ پر اکتفا کیا وہ دہوکے مین ہے اور
جس نے اون احکام کی پابندی کی جو اوسپر واجب ہین اوس نے نجات پائی توحید
باری تعالیٰ کی ماہیت کہنے مین نہین آتی اور نہ اوس کی کیفیت عقل و خیال مین آتی
ہے وہ تو مثالون اور شکلون سے بالاتر و اعلیٰ تر ہے اوس کی ذات کی طرح اوسکی
صفتین بھی قدیم ہین۔ اپنی صفات مین وہ جسم نہین ہے۔ وہ ایسا بزرگ ہے کہ
نہ اپنی بنائی ہوئی چیزون کے مشابہ ہو سکتا اور نہ اپنی نکالی ہوئی اشیاء کی طرف

منسوب ہوسکتا ہے۔ اوسکی جیسی کوئی چیز نہین اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
اوسکی زمین و آسمانون مین کوئی اوسکا مماثل نہین اور اوسکے حکم و ارادہ مین کوئی اوسکا
ہمسر نہین۔ عقلون کے لئے حرام ہے کہ اللہ عزوجل کی کوئی مثالی صورت کھڑی کرین
وہمون کے لئے کہ اوس کو محدود کرین گمانون کے لئے کہ اوسکی تعیین کرین ضمیرون
کے لئے کہ اوسکی تہ کو پہونچین نفسون کے لئے کہ اوسکو سوچین فکرون کے لئے کہ اوسکو
احاطہ کرین اور عقلون کے لئے کہ اوسکو تصور کرین مگر اوسی قدر کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی
کتاب مین یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنا وصف بیان کیا ہے اور
ہمارے اس طریقہ کے چلنے والے پر سب سے پہلے جو چیز واجب ہے وہ جھوٹے
دعوون سے باز آنا اور سچے معنون کا مخفی رکھنا ہے مین کہتا ہون کہ اسکی
وجہ یہ ہے کہ سچے معنی نور ہین اور بندہ کے قلب مین جسقدر نور جمع ہون گے اُسیقدر
اوسکے قدم جمین گے اور اوسکی استعداد قوی ہوگی اور جون جون وہ معنی کو ظاہر کریگا
دون دون نور ابتدا ہی مین نکلتا چلا جائیگا پس اس راہ مین اُسکا قدم نہین جمیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
اور یہ اکثر بحر محیط کے چھوٹے جزیرہ مین اقامت رکھتے تھے۔ اور یہ جب ہوا کو کہتے تھے
کہ ٹھیر جا تو فوراً ٹھیر جاتی تھی۔ ہکار[۵۱] کے پہاڑ مین سکونت رکھتے تھے

۵۱۔ کتاب الانساب مین لکھا ہے کہ ہکار بہ فتح ہا، و تشدید کاف اور آخر مین راے مہملہ الف کے بعد
ہے اور ہکار ایک شہر اور خطہ اوس پہاڑ کے نزدیک ہے جو موصل کے اوپر جانب جزیرہ مین سے ہے
ابن الاثیر نے لباب مین لکھا ہے موصل کے علاقہ مین ہکار ایک ولایت ہے جس مین تعلقات و دیہات
شامل ہین۔

اور بالس[۵۱] کو اونہون نے وطن بنایا تھا اور یہین ۵۵۸ھ پانچسو اٹھاون ہجری مین وفات پائی اور اُس تکیہ مین جو اِن کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور اِن کی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۰) شیخ علی بن وہب سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجار[۵۲] اور اوسکے جوار کے مریدون کی تربیت کی خدمت اِن تک پہونچی اور بڑے بڑے لوگون کا ایک گروہ اِن سے مرید ہوا مثلاً شیخ سوید سنجاری شیخ ابوبکر جاری شیخ سعد ضابجی

۵۱۔ بالس باے موحدہ بعدہ الف ولام مکسورہ بعدہٗ سین مہملہ یہ ایک چھوٹا سا شہر فرات کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور یہی ملک شام کا سب سے پہلا شہر ہے۔ یہان سے قلعہ دوشتر تک جو قلعہ جعبر کے نام سے مشہور اور فرات کے شرقی جانب مین واقع ہے پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور قلعہ جعبر کے مقابل فرات کے غربی جانب سرزمین صفین ہے جہان لڑائی ہوئی تھی۔ حاشیہ اصل کتاب۔

۵۲۔ صاحب لباب نے لکھا ہے کہ سنجار سین بے نقطہ کے کسرہ۔ نون کے سکون اور جیم کے فتحہ اور الف و راء بے نقطہ کے ساتھ ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ سنجار نصیبین کے جنوبی حصہ مین بہت ہی خوبصورت شہر ہے اور اسکا کوہی حصہ نہایت ہی سیر حاصل ہے۔ اور ابن حوقل کی کتاب مین ہے کہ سنجار دیار ربیعہ کے میدان کے وسط مین پہاڑون کے قریب ایک شہر ہے اور سنجار کے سوا جزیرہ کے کسی شہر مین کھجور کا درخت نہین ہے۔ اور وہان کے بعض باشندون نے لکھا ہے کہ سنجار موصل سے تین منزل پر واقع ہے سنجار مغرب سمت مین اور موصل مشرقی کی سمت مین واقع ہے۔ اور سنجار کو پہاڑ اپنے دامنون سے محفوظ کئے ہوئے ہے اور معمرہ کے انداز کا ہے یہان ایک قلعہ اور بہت سے باغ ہین اور نہرون اور شمال جانب کے پہاڑ سے پانی کی افراط ہے۔ ابوالفداء۔

وغیرہم - یہ چالیس مرید چھوڑ کر رگذاے عالم قدس ہوئے جنمین سب ارباب احوال تھے - نقل ہے کہ جب اِن کا انتقال ہوا تو اِن کے چالیسون مرید ایک باغ مین جو انکی تکیہ کے روبرو واقع تھا جمع ہوئے اور ہر ایک نے اُس باغ سے ایک ایک مٹھی گھاس لی اور اوسپر پھونک ماری جس سے وہ گھاس نیلے نیلے سبز و سفید مختلف رنگون کے پھول ہوگئین اور ایک نے دوسرے کے صاحب تمکین و تصرف ہونے کی شہادت دی - انکا بیان ہے کہ مینے سات سال کی عمر مین قرآن حفظ کیا بعدہٗ علم مین مشغول ہوا اور مین ایک مسجد مین جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت کیا کرتا تھا ایک شب کو مین وہین سوتا تھا کہ مین نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ اُنھون نے مجھ سے کہا کہ علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی پہناؤن اور اونھون نے اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھی - اِسکے چند دنون کے بعد خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور اُنھون نے مجھ سے کہا کہ علی! تم نکلکر لوگونکے پاس جاؤ اُنکو تمسے فائدہ پہونچے گا - مگر مین اپنے کام مین استقلال کے ساتھ لگا رہا بعدہٗ مینے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ جو خضر نے کہا تھا وہی یہ بھی کہتے ہین - یہ سنکر مین بیدار ہوا اور اپنے معاملہ مین ثابت قدمی سے رہا تب تیسری شب کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے وہی فرماتے ہین جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا - اسپر مین بیدار ہوا اور مینے باہر نکلنے کا ارادہ کر لیا اور اُسی رات کے آخر حصہ مین جو مین سویا تو مینے حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور مجھ سے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندے مینے تجھے اپنی زمین مین اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے سب احوال مین مینے اپنی ایک روح کے ذریعے سے مدد دی اور

تجھے مینے اپنی مخلوق کے لئے رحمت بنایا پس نکلکر اُن کی طرف جا اور مینے اپنی جو
حکمتین تجھے تعلیم کی ہین اونکے ذریعہ سے اُنمین حکم الٰہی کر اور مینے اپنی جن نشانیون سے تجھے مدد دی ہے
اُنکو اُنمین ظاہر کر چنانچہ مین بیدار ہوا اور نکلکر لوگونکے پاس آیا اور ہر جانب سے لوگ میری طرف دوڑے
اِنکے چند چیدہ اقوال یہ ہین:- اللہ عزوجل کی معرفت ایسی ہماری ہو کہ عقل سے حاصل نہین ہوسکتی
بلکہ اُسکی اصل شرع سے اقتباس کیجاسکتی ہے بعدہٗ قرب کے مقدار سے اُسکے حقایق کی شاخین نکلتی ہین پس
ایک گروہ نے اُسکو وحدانیت کے ذریعہ سے پہچانا اسلئے صمدانیت تک پہنچکر اوسنے آرام لیا۔ دوسرے
گروہ نے اُسکو قدرت کے ذریعہ سے پہچانا اِس سبب سے وہ حیرت زدہ ہوگئے۔
تیسرے گروہ نے اُسکو عظمت سے پہچانا سو جہ سے وہ دہشت کے پاؤن پر کھڑے ہوگئے
اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اوسکی ذات کو نہین پاسکتا چوتھے گروہ نے غلبۂ الٰہیت سے
اوسکو پہچانا پس وہ کیفیت و ماہیت سے پاک ہوئے پانچوین گروہ نے اُسکو اوسکی
مصنوعات کے ذریعہ سے پہچانا اور اوسکی نادر صنعتون سے اوسکی طرف راہ پائی اسلئے
اِس گروہ نے اوس کو اوسکے ایجاد و صنعت مین مشاہدہ کیا اور اُسکے دینے اور نہ دینے
مین اُسکو دیکھا۔ چھٹے گروہ نے اُسکو تکوین کے ذریعے سے پہچانا اور اسلئے ثبات و
تمکین کے ساتھ جانا اور ایک اور گروہ نے اوسکو بغیر اوسکے غیر کے پہچانا اِس لئے
اوس نے اِن کو اپنی وہ نشانیان دکھائین جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی
کان نے سُنا اور جو نہ کسی بشر کے قلب پر گزرا۔ جس کو حق نے محبوب رکھا اور
چاہا اوس کے قلب مین ارادت بیٹھادی اِس لئے مرید (صاحب ارادت)
عاشق طالب ہے جس کے قلب پر شوق غالب ہے اور غایت درجہ کی شیفتگی
نے اوس کی عقل کو سلب کرلیا ہے اور مراد معشوق مطلوب ماخوذ مسلوب اور

بارگاہ کی طرف مجذوب (کھچا ہوا) ہے جس مین شوق کا ظہور وغلبہ ہے کیون کہ وہ مطلوب کو پا چکا راستہ کو طے کر چکا اپنے نفس کو دور کر چکا اور اوس سے دور ہو چکا اور اوسکو اور کون[ع] کو اپنی نظر سے مٹا چکا اس لئے اون کو دیکھتا ہی نہین ہے۔ زہد کی تین قسمین ہین فرض فضیلت و قربت فرض حرام مین فضیلت مشتبہ مین اور قربت حلال مین۔ اور زہد کی عظمت ورع سے زیادہ ہے کیونکہ ورع باقی رکھنا ہے اور زہد کل کا قطع کر دینا۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق تمسے غائب رہے۔ ابدی بقا اسمین ہے کہ تم اپنے آپسے فنا ہو جاؤ۔ اور جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ ہو اُسپر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو حرم کرنے نہین دیتا اور اوسکو مخلوقات سے طمع رکھنے کا لباس پہناتا ہے۔ انکی وفات کا مقام سنجار ہے اور وہین انکا مزار پر انوار زیارتگاہ صغار و کبار ہے۔

(۲۶۱) شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ امام و یگانہ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے غیب کی چیزین کھولدین انکو کرامتین عطا کی تھین اور دلونمین انکی ہیبت ڈالدی تھی اور انکی بزرگی پر بزرگون کا اتفاق تھا حل مشکلات اور باطنی وارادت کی تشریح کے لئے دور دور سے لوگ انکے پاس آتے تھے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ستایش اور ان کی شان کی عظمت کرتے

ع۔ صوفیہ کی اصطلاح مین ہر امر وجودی کو "کون" کہتے ہین۔ اور یہ معنی معنی اصطلاحی فلاسفہ کے مغایر ہے۔ ۱۲۔ مترجم از اصطلاحات الصوفیہ ۱۲

تھے۔ اور اُنھون نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اے اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب طلوع ہوگا کہ ویسا تمہارے ہان کبھی طلوع نہوا تھا۔ اور لوگون نے اُنسے پوچھا کہ وہ کون ہین تو انھون نے کہا کہ شیخ موسیٰ زولی اُنکے بعض اقوال حقائق اُنھال یہ ہین :۔ حقائق[ع] تفصیل منازلات کے معانی اور تحصیل محاضرات کے شعائر ہین اور یہ (رقائق) جملہ ہاے کلیات کے اعتبار سے متحد صور جزئیات کیطرف التفات کے ساتھ متصل ہین اور دقائق رقائق کی روحین ہین اور یہ (دقائق) حکمت ازلیہ کا مقدمہ ہین اسلئے اغیار کو اغیار سے احاطہ کرتے اور انوار کیلئے انوار کو کھول دیتے ہین۔ اور اگر روحانیت کی بساط پر تمہارے لئے یہ حجاب اُٹھا دیا جاوے تو ضرور تمہاری ذات سے فرزند آدم کی تعداد کے برابر مخلوق ہمکلام ہو اور ضرور تم اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرنیوالون کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والون کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھو۔ اور انکا قول ہے کہ حقائق عُلیٰ کے گیسو اور روشنی کی روحون کی خوشبو ہین۔ اور یہ (حقائق) لوامع کی جھلک اور چمکنے والی فتح ہین جسنے اسکے بساط پر قدم رکھا وہ سعید ہا ہوگیا اور جو اسکے براق پر سوار ہوا وہ سدرۃ المنتہیٰ پہونچا۔ اور یہ (حقائق) حجابون کے

ع رقائق رقیقہ کی جمع ہے۔ اور رقیقہ لطیفہ روحانیہ کو کہتے ہین۔ اور کسی اُس لطیف واسطہ کو بھی "رقیقہ" کہتے ہین جو دو چیزون کے بیچ مین ہوتا ہے جیسا کہ وہ مدد جو حق سے بندہ کو پہونچتی ہے اور اسکو "رقیقۃ النزول" کہتے ہین اور جیسا کہ وہ وسیلہ جس سے بندہ حق کا تقرب حاصل کرتا ہے مثلاً علوم اعمال اعلیٰ اخلاق اور بلند مقامات۔ اور انکو "رقیقۃ الوجود عامہ" "رقیقۃ الاتقار" کہتے ہین۔ اور کبھی رقائق کا اطلاق طریقت کے علوم و سلوک اور اُس چیز پر ہوتا ہے جس سے بندہ کا سرِّ لطیف اور نفس کی کثافتین دور ہون ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات۔

نور اور قرب کے نعیم سے معانی علویہ اُس شخص پر خرچ کرتے ہین پس بساط علیٰ و نور کشفی و حضور ادنیٰ اُسکو میسر ہوتا ہے تب عارف وصل کی یکتا صورتون کے انور کے زینون پر چڑھکر حضرت جلال و مشرق اقبال کے حضور تک پہونچتا اور نور و روشنی روح و طیب و حیار اُسکے جلو مین ساتھ ساتھ چلتی ہے اور اسوقت وہ مقام احد مین کھڑا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرتا یعنی ہدایت کی طرف لوٹایا جاتا اور واپسی پر واپسی ہوتی رہتی ہے۔ پس عروج و حضور و نور و انفاق و تفرد و نشاط وغیرہ احوال و نہوض ہین۔ اُس حد تک جسکی انتہا نہین ہے۔ اسلئے ہر باطن ہر ایک ظاہر کی حقیقت ہے۔ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بہت ہوا کرتا تھا اور انکے اکثر افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اجازت سے ہوتے تھے۔ یہ جب لوہے کو ہاتھ لگاتے تھے تو لوہا جیسا نرم ہوجاتا تھا۔ اور چار مہینے کی بارش سے بھی کم عمر بچہ کو کہتے تھے کہ فلان سورہ پڑھ لو تو وہ بچہ صاف شستہ زبان مین اُس سورہ کو پڑھتا اور اُسی وقت سے باتین کرنے لگتا تھا۔ انہون نے مادرین مین توطن اختیار کیا تھا اور وہین یہ پیرانہ سالی مین قضا کی۔ انکی قبر وہان لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ لوگون نے جب انکو لحد مین لٹایا تو یہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے اور انکی قبر کشادہ ہوگئی اور جو لوگ انکی قبر مین اوترے تھے وہ بیہوش ہوگئے۔

(۲۶۲) شیخ ابو النجیب عبد القادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے لقب ضیاء الدین و نجیب الدین ہین اور انکا نسب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے - یہ طیلسان اُوڑھتے عالموں کے
کا لباس زیب بدن کرتے خچری پر سوار ہوتے اور لوگ انکے آگے پیچھے پوش تماشے
ہوئے ساتھ جاتے تھے - انکے اکرام و احترام پر مشائخ و علما کا اجماع تھا - اور
خدائے عزوجل نے انکو قبولیت تام عطا فرمائی اور انکی کامل ہیبت لوگون کے
دلون مین ڈالدی تھی - آنکی صحبت سے بڑے بڑے لوگ نکلے جیسا کہ شیخ شہاب الدین
سہروردی شیخ عبداللہ بن مسعود رومی وغیرہما - یہ مشہور آفاق تھے اور ہر ملک سے
لوگ انکے پاس آتے تھے - آنکے کلام فیض نظام مین سے یہ ہین - احوال دلون
کے معاملات ہین جنکے ذریعہ سے کدورتون کی صفائی حضور کے فوائد اور مشاہدہ کے
معانی دلون مین آتے ہین - تصوف کا اول اعلم اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے -
پس علم تو مراد سے پردہ اُٹھا دیتا عمل طلب مین مدد دیتا اور خدای دین منتہائی امید
تک پہونچا دیتی ہے - اور اہل تصوف کے تین درجے ہین مُرید جو یان متوسط
پُران آخر منتہی رسیدہ پس مرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال اور منتہی
صاحب یقین - تصوف والون کے نزدیک سب سے افضل انفاس کا شمار ہے اسلئے
مرید کا مقام مجاہدات (کرّیان جھیلنی) مکابدات (رنج و غم سہنا) تحمّلان برداشت
کرنی لذتون اور ہر چیز سے جسمین نفس کی منفعت ہو کنارہ کرنا ہے - اور متوسط کا مقام
مراد کی طلب مین خطرون مین پڑنا - احوال مین راستی و خلوص کا نگاہ رکھنا اور مقامات
مین ادب کا کام مین لانا ہے - اسی سے منزلون کے آداب کا مطالبہ ہوتا ہے
اور یہی صاحب تلوین ہے کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے پر ترقی کرتا اور بڑھتی
مین رہتا ہے - اور منتہی کا مقام صحو (نشہ سے افاقہ) ثبات اور حق کا جواب دینا ہے

جہان سے وہ اُسے پکارے - یہ مقامات کو طے کئے ہوئے اور تمکین کے محل مین ہوتا ہے احوال اُسکو متغیر نہین کرتے اور نہ احوال اسمین اثر کرتے ہین - یہ تنگی و فراخی تجلی و بخشش جفا و وفا کی حالت مین یکسان رہتا ہے - اسکا کھانا اسکی بھوک جیسا اور اسکا سونا اسکی بیداری کے مانند ہوتا ہے - اسکے خطوط فانی ہو چکتے ہین اور اسکے حقوق باقی رہتے ہین - اسکا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے - اور یہ سب حالتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے نقل کی گئی ہین - جب کوئی فقیر خلوت مین بیٹھتا تو اُسکا احوال دریافت کرنے کو روزانہ اُسکے پاس جاتے اور اُس سے کہتے تھے کہ آج شب تمکو یہ پیش آئیگا اور فلان چیز کا تمکو کشف ہوگا اور تمکو یہ حالت حاصل ہوگی اور عنقریب تمہارے پاس اس صورت مین ایک شخص آئیگا اور تمسے یہ کہے گا اُس سے بچنا وہ شیطان ہے - چنانچہ اُس فقیر پر وہ سب کیفیتین گذرتی تھین جنکی یہ خبر دیتے تھے - تا دم واپسین بغداد مین رہے اور ۵۶۳ھ پانچسو تریسٹھ ہجری مین وہین وفات پائی اور اپنے مدرسہ مین جو دجلہ کے کنارہ تھا مدفون ہوے بغداد مین انکی قبر معلوم ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین -

(۲۶۳) شیخ احمد بن ابی الحسین رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرب کے ایک قبیلہ بنی رفاعہ کی طرف منسوب ہین - سرزمین بطائح[ع] کے موضع

ع صحاح مین ہے کہ بطائح البطیحہ عراقین کے بیچ مین ہے - اور لسان مین لکھا ہے کہ بطیحہ

اُمّ عبیدہ مین سکونت رکھتے تھے اور مرتے دم تک وہین رہے۔ اس طریق کے علوم اور اس فرقہ کے احوال کی توضیح و تشریح اور انکے منازلات کی مشکلون کو حل کرنے کی ریاست انکو پہونچی تھی۔ اور بطائح مین مریدون کی تربیت کا معاملہ انہین سے معلوم ہوا۔ انکی صحبت سے ایک بڑی جماعت نکلی اور بے شمار خلائق انکے مرید ہوے۔ انکی وفات پر مشائخ و علما رنے مرثیے لکھے۔ یہ اُن لوگون مین سے تھے جنھون نے اپنے احوال کو مغلوب کیا اور اپنے اسرار کے مالک بنے۔ انکا کلام اہل حقائق کی زبان مین بہت ہی بلند ہوتا تھا۔ اور یہی وہ شخص ہین کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ "مرد متمکن" کسکو کہتے ہین تو انھون نے کہا کہ اُس شخص کو کہتے ہین کہ اگر دنیا کے سب سے بلند پہاڑ پر اُسکا نیزہ گاڑ دیا جاوے اور آٹھون طرح کی ہوائین چلین تو بھی اُسمین تغیر نہ آئے۔ اُنکا قول ہے کہ کشف ایک قوت ہے جو اپنی خاصیت سے چشم بصیرت کے نور کو غیب کے فیض کی طرف کھینچتی ہے پس اسکا نور اُس فیض سے اسطور پر متصل ہوتا ہے جسطرح کہ صاف شیشہ سے روشنی کے منبع سے مقابلہ کے وقت شعاعین متصل ہوتی ہین۔ پھر وہ نور اپنی چمک سے قلب کی صفائی پر پڑتا اور منعکس ہوتا ہے۔ بعدہ وہ نور چمک کر عالم عقل تک پہونچتا ہے اور معنوی اتصال کے ساتھ اُس سے متصل ہوتا ہے اور قلب کی وسعت پر جو عقل کا نور آتا ہے اُسمین اُس نور کا اثر ہوتا ہے تب اُس انسان پر جو عین سر ہے عقل کا نور جگمگا اُٹھتا ہے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) وہ سرزمین ہے جو بصرہ و واسط کے درمیان واقع ہے اور جہان دجلہ و فرات کا پانی جمع ہوکر زمین مین جذب ہوتا ہے اور علی ہذا البصرہ و اہواز کے بیچ مین بھی بطیحہ ہے۔ اور انہین سرزمینون کو بطائح کہتے ہین ۱۲ مترجم

لئے وہ اُس چیز کو دیکھتا ہے جسکی جگہہ آنکھون سے مخفی اور جسکا تصور فہمون کے
لئے دقیق اور جسکے دیکھنے کی جگہہ غیرون سے مستور ہے۔ اور انکا قول ہے
کہ زہد احوال پسندیدہ و مرتبہ ہاے بلند کی بنیاد ہے اور اللہ عزوجل کا قصد کرنیوالون
سب کو چھوڑکر اللہ کے ہو رہنے والون اللہ سے راضی رہنے والون اور اللہ پر توکل
کرنیوالون کا یہی پہلا قدم ہے اسلیئے جس نے زہد مین اپنی نیو کو مضبوط نہ کیا اُسکے
لئے اُسکے بعد کی کوئی چیز درست نہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقر ارسب مین اشرف
ہین کیونکہ فقر مرسلون کی پوشاک نیکوکارون کی چادر پرہیزگارون کا تاج عارفون کی غنیمت
مریدون کی آرزو رب العالمین کی خوشنودی اور اُسکے اہل ولایت کی کرامت ہے
اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُنس صرف اُسی بندہ کو ہوتا ہے جسکی طہارت
کمال کو پہونچی اور جسکا ذکر نکھرا ہوا ہو اور جنتی چیزین کہ اُسکو اللہ تعالیٰ سے روکتی ہون
سب سے وحشت کرتا ہو اور اسوقت اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے سے مانوس فرماتا
اور حقائق الانس کے حق سے اُسکا ارادہ کرتا ہے پس اپنے سوا کے خوف کا مزہ
پانے سے اُسکو نکال لیتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مشاہدہ اُس معنی مین حضور ہے
وہ علم الیقین اور حق الیقین کے حقائق کے ساتھہ ملا ہوا اقرب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توحید
قلب مین ایسی تعظیم پاے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کو معطل سمجھنے) و تشبیہ
(خدا کو کسی چیز سے مشابہ سمجھنے) سے باز رکھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ پرہیزگاری کی
زبان آفتون کے ترک کیطرف عبادت کی زبان دائمی اجتہاد کیطرف محبت کی زبان گھلنے پھیرنے کیطرف
معرفت کی زبان فنا و محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضور کیطرف بلاتی ہے
اور جسنے ادب کی خاطر مُنہ پھیرنے سے مُنہ پھیرا وہی با ادب حکیم ہے۔ انکا قول ہے

کہ اگر آدمی ذات وصفات مین کلام کرتا ہو تو اُسکا سکوت افضل ہے اور جو قاف سے قاف تک چلے اُسکا بیمار رہنا بہتر ہے۔ انکا بیان ہے کہ مین کم سن تہا کہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ عبدالملک خرقانی کے پاس سیر اگذر ہوا۔ انہون نے مجھے نصیحت کی اور مجھسے کہا کہ احمد! جو کچھہ مین تجھسے کہتا ہون اُسکو یاد رکھے گا؟ مینے کہا کہ ہان۔ تب انہون نے کہا کہ ادہر اُدہر دیکھنے والا نہین پہونچتا اور چپکے نکلجانے والے کو فلاح نہین ہوتی اور جو اپنے نفس مین نقصان نہین سمجھتا اُسکی ساری اوقات نقصان ہے۔ یہ سُنکر مین اُنکے پاس سے باہر آیا اور سال بہر تک اُسکو رٹتا رہا۔ اسکے بعد مینے اُن سے کہا کہ کچھہ اور نصیحت کیجئے۔ تو اُنہون نے کہا کہ دانا وُن کی نادانی طبیبون کی بیماری اور دوستون کے ساتھہ کج ادائی کسقدر بُری ہے۔ اسکو سُنکر مین باہر نکلا اور ایک سال تک اسکو دہراتا کیا۔ اور مینے اُنکی نصیحت سے فائدہ اُٹہایا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقیرون کے لیے حمام مین جانا مجھے ناپسند ہے اور مین اپنے کل یارون کے لیے گرسنگی برہنگی محتاجی ذلت وغربت کو پسند کرتا ہون اور جب ان پر یہ آفتین نازل ہوتی ہین تو مین اُنکے لیے خوش ہوتا ہون اور انکا مقولہ ہے کہ بھائیون پر غصہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنیوالی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم میرے پاس آؤ اور میرے پاس کہانے کی چیز نہ پاؤ تو مجھسے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اُسوقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر ہوتا ہون۔ اِن کے خادم شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ میرے آقا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھسے کہا کہ یعقوب کہجور کے درخت کو دیکھو کہ چونکہ اسنے سر اُٹہایا اللہ تعالیٰ نے اسکا بوجھہ اسی پر لادا چاہے جتنا ہو اور کدو کی

بیل کو دیکھو کہ چونکہ اسنے فروتنی کی اور زمین پر سر رکھدیا اسلئے اسکا بار غیر پر ڈالا گیا
چاہے جسقدر ہو اُسپر بھاری نہین - انکا مقولہ ہے کہ جسمانی عبادتون اور نفسون سے
صدقہ افضل ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا بھائی وہی ہے جسکے مال مین سے بغیر
اجازت کے کھانا تمہارے لئے حلال ہو ایسے ہی شخص سے تمکو تسکین اور ہمارے
قلب کو راحت ہوگی - یہ جب کسی فقیر کو صوف (موٹے باون) کا جبہ پہنے ہوے
دیکھتے تو کہتے تھے کہ میان! دیکھو کسکا لباس تمنے پہنا اور کسکی طرف اپنے آپ کو منسوب
کیا ہے - تمنے نبیون کا لباس پہنا اور اتقیا کی پوشاک زیب بدن کی ہے یہ عارفون کا
بھیس ہے اسمین رہکر مقربون کی راہین چلو ورنہ اسکو اُتار دو - اور انکا قول ہے کہ جب
قلب درست ہوا تو وحی اسرار انوار وملائکہ کی گذرگاہ ہوا اور جب بگڑا تو ظلم اور
شیاطین کا اڈا بنا اور جب قلب درست ہوگا تو تمکو تمہارے پس پشت اور سامنے
کی چیزون کی خبر دیگا اور تمکو ایسی باتین بتائیگا جنکو تم اُسکے سوا اور کسی ذریعہ سے نہین
جانتے تھے اور جب بگڑیگا تو تمسے ایسی بیہودہ باتین کریگا جنسے عقل وفہم غائب
اور سعادت معدوم ہوجائیگی - انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ اپنی ہر سانس
کو سُرخ گندھک سے زیادہ قیمتی سمجھے اور اسلئے ہر سانس مین وہی چیز ودیعت
کرے جو سب سے زیادہ قیمتی ہو پس اُسکی کوئی سانس بیکار نہ جاے - اور کہا
کرتے تھے کہ فقیر کا سفر اُسکے دین کی دھجیان اوڑاتا اور اسکے دل کو پراگندہ کرتا
ہے - جو شخص ان سے شادی کے بارہ مین مشورہ لیتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے خدا کے لئے شادی کی اسکے لئے
وہ کافی ووافی ہے - انکا قول ہے کہ جسنے میرے افعال سے فائدہ نہ اُٹھایا اُسنے

میرے اقوال سے فائدہ نہ اُٹھایا - اور کہا کرتے تھے کہ جیسا تمہارا گمان ہے اوس سے
بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اُس سے کہین زیادہ دشوار
ہے - جس بھائی نے دنیا مین نفع نہ پہونچایا وہ آخرت مین بھی نفع نہ پہونچائے گا - جب
تم مین سے کوئی شخص کوئی نیک چیز سیکھے تو اُسکو لازم ہے کہ لوگون کو سکھائے اس
سے اُسکو نیک ثمرہ حاصل ہو گا - ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے سوال نہ کرو
رد نہ کرو اور جمع نہ کرو - مرید کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت مین اپنے پیر کو تکے
نہین بلکہ بات سننے والا اور اشارہ پر چلنے والا اور ایسا ہو کہ اُسکا پیر فقیرون مین اُسپر
فخر کرے نہ کہ یہ اپنے پیر پر فخر کرے - فقیر اگر اپنے نفس کے لئے غصہ مین آئے گا
تو رنج اُٹھائے گا اور اگر معاملہ کو اپنے مالک کے سپرد کردے گا تو وہ بغیر اہالی موالی
کے اُسکی مدد کرے گا - کوئی رات ایسی نہین ہے جسمین آسمان سے زمین کیطرف خیرات
نہ اُترتی ہو جو بیدار رہنے والون پر تقسیم ہوا کرتی ہے - میری دلبستگی صرف تنہائی مین ہے
اے کاش مین کسی کو نہ پہچانتا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا - جس کسی نے خلائق کی طرف نظر کی
اور اُنکی نظر کے سامنے عبادات مین کھڑا ہوا وہ ضرور اللہ عزوجل کی آنکھون سے گرا - فقیر
کی شرائط مین سے ہے کہ لوگون کے عیوب پر اسکی نظر نہو - سوا ریون کے ارد گرد لوگون
کے ہجوم نے کتنے سر اُڑا دئے اور کتنون کو بے دین بنا دیا - جو شخص تمہارے سامنے
پیر و شائخ بنے اُسکے مرید ہو جاؤ پھر اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھائے کہ تم اُسے بوسہ دو تو تم اُسکے
پاؤن کو بوسہ دو اور جو شخص تمسے آگے بڑھنا چاہے اُسکو آگے بڑھاؤ اور تم دُم کے
آخری بال کیطرح رہو کیونکہ چوٹ سب سے پہلے سر ہی پر پڑتی ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ میرے
پروردگار نے مجھسے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا گندہ اُسکے پاس ہو گا تو دنیا کے گوشت

ہین ہے کچھ بھی مجھہ مین نہ رہے گا۔ یعقوب خادم کہتے ہین کہ ایسا ہی ہوا یعنی دنیا سے اُٹھنے کے پہلے ہی اُنکا سارا گوشت فنا ہوگیا تھا۔ اُنکا قول ہے کہ جب بندہ احوال پر متمکن ہوا تو اللہ تعالیٰ کے محلِ قرب مین پہونچا اور اُسکی ہمت ساتون آسمان سے گذر گئی اور زمین اُسکے پاؤن کی پازیب ہوگئی اور وہ حق جل وعلا کی ایک صفت ہوگیا کوئی چیز اُسکو بے بس نہین کرسکتی اور حق تعالیٰ اُسکی خوشنودی سے خوش اور اُسکی ناراضی سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ بعض کتبِ الٰہیہ مین ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تم میری اطاعت کرو مین تمہاری اطاعت کرونگا سب کو چھوڑکر تم مجھے اختیار کرو مین تمہین اختیار کرونگا تم مجھسے راضی رہو مین تمسے راضی رہونگا تم مجھے دوست رکھو مین تمین دوست رکھونگا ہمہ دم مجھہ پر نظر رکھو مین تمکو نصب العین رکھونگا اور مین تمکو ایسا کردونگا کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ ہوجا وہ ہوجائیگی اے فرزند آدم! جسکو مین مل گیا اُسکو سب چیزین ملگئین اور جسکو مین نہ ملا اُسکو کچھہ بھی نہ ملا مین کہتا ہون کہ انکے اس قول سے کہ "وہ حق جل وعلا کی ایک صفت ہوگیا" شاید یہ مراد ہے کہ اسمین اللہ تعالیٰ کے صفات یعنی بردباری درگذر بخشش وغیرہ آگئے کیونکہ کسی کے لئے یہ صحیح نہین ہے کہ وہ خود صفاتِ حق ہوجاے۔ پس یہ ویسا ہی قول ہے جیسا کہ یہ ہے کہ وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا اور میرے ذریعہ سے سُنتا اور میرے ذریعہ سے باتین کرتا ہے۔ یہ جب منبر پر جاتے تو کہڑے نہین رہتے بلکہ بیٹھے ہوے گفتگو کرتے تھے اور دور والے بھی انکی گفتگو کو نزدیک والون کیطرح سنتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ ام عبید کے آس پاس کے گانون کے رہنے والے اپنی چھتون پر بیٹھے ہوے انکی آواز سنتے اور جو کچھہ یہ کہتے تھے سب کو سمجھتے تھے۔ اور

اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اونچا سننے والے اور بہرے بھی جب انکی مجلس مین حاضر ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ انکی گفتگو سننے کے لیے انکی شنوائی کھول دیتا تھا - اور شائقین طریقت انکی مجلس مین حاضر ہوتے اور انکا کلام سنتے تھے - اور بعض آدمی اپنی گود پھیلائے رہتے تھے اور جب یہ وعظ سے فارغ ہوتے تھے تو انکو گود مین لے لیتے تھے - اور جب لوگ واپس آتے تو اپنے یاردن سے تمام ضروری مضامین بیان کرتے تھے **مین کہتا ہون** کہ یہ حالت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کے واقعہ سے مشابہ ہے جضرت جب بیت اللہ تعمیر کر چکے تو کہنے لگے کہ خداوندا مین سارے خلایق کو کیونکر سناؤن اسپر اللہ تعالیٰ نے انکے پاس وحی بھیجی کہ اے ابراہیم تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہمپر اسکا پہونچا دینا - چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی اور انکو زمین کے ہر حضہ سے اُن لوگون نے جو صلب مین تھے نزدیک والون کی طرح جواب دیا - پس پہونچانا اللہ کیطرف سے تھا نہ ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے کیونکہ بشریت کو اسکی قدرت نہین ہے اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو مردان خدا کے مقامات پر ترقی دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکو اپنے نفس کے ساتھہ مکلف فرماتا ہے اور جب اسنے اپنے نفس کو مؤدب بنا لیا اور اس کا نفس اُس سے سیدھا ہو گیا تو اُسکو اہل وعیال کی تکلیف دیتا ہے اور جب اُنکے ساتھہ اُسنے اچھا برتاؤ اور عمدہ سلوک کیا تو اُسکے پڑوسیون اور محلہ والون کے ساتھہ مکلف کرتا ہے اور جب اُسنے انکے ساتھہ بھی احسان ومدارات کی تو اُسکو شہر والون کے ساتھہ مکلف کرتا ہے اور جب انکے ساتھہ بھی وہ اچھے طور سے پیش آتا ہے تو ملک کی ایک سمت اُسکے سپرد ہوتی ہے اور جب اس سے بھی عہدہ برآ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اسکا باطن درست ہو جاتا ہے تو مابین زمین وآسمان

اسکے تفویض ہوتا ہے کیونکہ انکے درمیان بھی مخلوقات ہین جنکو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے - اسکے
بعد وہ ہمیشہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر ترقی کرتا رہتا ہے - یہانتک کہ غوث
کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے - بعدہٗ اسکی صفت بلند ہوتی ہے جسکی غائت یہ ہے کہ وہ
حق تعالیٰ کی ایک صفت ہوجاتی ہے - اور اللہ تعالیٰ اسکو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے
یہانتک کہ کوئی درخت نہین اوگتا اور کوئی پتّی نہین ہری ہوتی ہے مگر اُسکی نظر کے سامنے
اور یہان پہونچکر وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے جسکی گنجائش خلائق کی عقلون
مین نہین ہوتی اسلئے کہ وہ ایسا گہرا سمندر ہے کہ بہت سی مخلوق اسکے ساحل پر غرق
ہوگئی ہے اور اُس سے بہت سے عالمون ونیکوکارون کا ایمان ڈوب گیا ہے دوسرون
کو کون پوچھتا ہے - آپنے فرزند صالح سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم میرے جیسے کام کروگے
تو نہ مین تمہارا باپ ہون اور نہ تم میرے بیٹے ہو - انکی دعا تھی کہ خداوند اصاحب لوائے
محمود کی برکت سے ہمکو اُن لوگون مین سے بنا جنھون نے اپنے فرط ذلت سے تیرے
دروازہ پر اپنے زمر خسارے بچھا دیے اور خجالت سے اپنے سر نیوڑا دئے اور اپنی
پیشانیان سجدہ مین ڈال دین آمین - انکے جسم پر جب مچھر بیٹھتا تھا تو نہ اسکو خود اُڑاتے
تھے اور نہ کسی اور کو اُڑانے دیتے اور کہتے تھے کہ اسکو اس خون مین سے جسکو اللہ
تعالیٰ نے اسکی قسمت مین کردیا ہے پینے دو - اور جب انکے کپڑے پر کوئی ٹڈی بیٹھتی
اور یہ دھوپ مین جاتے ہوتے اور وہ سایہ کی جگہ مین آکر بیٹھتی تو یہ اسکی خاطر سے اُسکے
اُڑجانے تک ٹھیرجاتے اور کہتے کہ اسنے ہمارا سایہ پکڑا تھا - اور جب انکی آستین پر
بلی سوئی رہتی اور نماز کا وقت آجاتا تو یہ اُسقدر آستین کو جسپر وہ سوئی ہوتی تھی کاٹ ڈالتے
اور اُسکو جگاتے نہ تھے اور نماز سے واپس آکر آستین کے ٹکڑے کو پہرسی لیتے تھے

ایک مرتبہ ان کو ایک خارشتی کُتّا ملا جس کو ا م عبید لہ والے دور جاکر نکال آئے تھے - یہ اُس کے ساتھ ساتھ بیابان تک گئے اور اُس کے لئے اُنھون نے ایک سایبان بنایا اور اُس کو تیل لگایا کئے کھانا پانی دیتا کئے اور اُسکی خارشت کو چیتھڑے سے صاف کیا کئے - اور جب وہ چنگا ہو گیا تو اُسکے لئے گرم پانی لے گئے اور اُسکو غسل ۵ دیا - اللہ تعالی نے انکو چار پایون اور دوسرے جانورون کی خدمت پر مکلف و مامور فرمایا تھا - یہ جب کسی فقیر کو جوُن یا پسو مارتے ہوے دیکھ لیتے تو اس سے کہتے کہ اللہ تعالی تجھسے مواخذہ کرے گا تو نے ایک جون پر اپنا غصہ نکالا - اور ایک مرتبہ انھون نے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ اللہ تعالی کے پانچ ہزار نام ہین تو انھون نے کہا کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالی نے جسقدر ریت بیتیان وغیرہ پیدا کی ہین اُسی قدر اُسکے نام ہین - یہ مجذوبون اور اپاہجون کے پاس جایا کرتے اُنکے کپڑے دھو دیتے اُنکے سر اور ڈاڑھیون مین کنگھی کر دیتے اُنکے لئے کھانے لیجاتے ان کے ساتھ خود بھی کھاتے بیٹھے رہتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگون کی زیارت مستحب نہین بلکہ واجب ہے - ایک دن یہ مجنون کے پاس سے گذرے جو کھیل رہے تھے بچے انکی ہیبت سے بھاگے تو یہ بھی اُنکے پیچھے ہو لئے اور ان سے کہتے جاتے تھے کہ بھائیو معاف کر دینے نکو ڈرا دیا لوٹ آؤ اور جسطرح تم کھیل رہے تھے کھیلو - اور ایک مرتبہ چند لڑکون کے پاس سے انکا گذر ہوا جو

۵ مترجم کہتا ہے کہ ایسے ہی بزرگون پر سعدی کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

ازان بر ملائک شرف داشتند	کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
عبادت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپس مین لڑرہے تھے انھون نے انھین بیچ بچاؤ کیا اور اُنمین سے ایک سے پوچھا کہ تم کسکے بیٹے ہو اُسنے ان سے کہا کہ کیون فضول بکتے ہو بس یہ بار بار اسکا اعادہ کرتے اور کہتے تھے کہ میان لڑکے خدا تجکو جزاے خیر دے تمنے مجھے ادب دیا - اور جوان کو ملتا تھا اُسکو پہلے یہی سلام کرتے تھے غایت یہ ہے کہ چوپایون اور کتون کو بھی اور جب سؤر کو دیکھتے تو انعم صباحاً[۵۱] کہتے اور اسکا باعث پوچھا گیا تو کہا کہ مین اپنے نفس کو بھلائی کا خوگر بناتا ہون - اور اگر کسی گانون مین کسی کو بیمار سنتے تو ہر چندہ دور ہوتا یہ اُسکی عیادت کو جاتے اور ایک یا دو دن کے بعد واپس آتے تھے - اور راستہ مین اندھون کے انتظار مین بیٹھے رہتے اور جب کوئی اندھا آتا تو اسکا ہاتھ پکڑے چلتے تھے - اور جب کسی بہت بوڑھے کو دیکھتے تو اُس کے محلہ مین جاتے اور اہل محلہ سے اُسکی سفارش کرتے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے سفید بال والے یعنی بوڑھے مسلمان کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ اُسکے لیے ایسے شخص کو مسخر کردے گا جو اُسکے بڑھاپے مین اسکی تعظیم کرے گا - اور جب یہ سفر سے آتے اور ام عبیدہ کے قریب پہونچتے تو کمر باندھ لیتے اور ایک رسی نکالتے جسکو وہ پہلے سے رکھے رہتے تھے اور لکڑیان جمع کرکے اپنے سر پر اٹھا لیتے اور انکو ایسا کرتے دیکھ کر سب فقرا یہی کرتے اور آبادی مین پہونچکر وہ لکڑیان بیوون مسکینون اپاہجون بیمارون آندھون اور بوڑھون مین تقسیم کردیتے تھے یہ کبھی بُرائی کا معاوضہ بُرائی سے نہین کرتے تھے اور جب حق تعالیٰ کی تجلی اپنی تعظیم کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ گھلکر پانی کی طرح ہو جاتے تھے بعدہٗ

---

۵۱ انعم تیری صبح کو فراخی و خوشی کی صبح بناے ایام جاہلیت کا سلام ہے - اور غیر مسلم کے لئے بھی یہی استعمال کیا جاتا ہے ۱۲ - مترجم

عنایت الہی انکی خبر لیتی تھی اور وہ پانی آہستہ آہستہ جمتا تھا یہانتک کہ اپنے معمولی جسم پر آجاتے اور کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت مجھپر نہوتی تو مین تمہارے پاس لوٹکر نہ آتا - اور ایک مرتبہ فقیرون کا ایک گروہ ان سے ملا اُسنے انکو گالیان دین اور ان سے کہا کہ اُو کانے اُو دجّال اے وہ شخص جو محرمات کو حلال کرتا ہے اے وہ شخص جو قرآن کو بدلتا ہے او ملحد او اے کُتّے! اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے سر برہنہ ہوکر زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے میرے سردار و اپنے غلام کو معاف کردو اور انکے ہاتھون اور پانون کو بوسہ دینے اور کہنے لگے کہ مجھسے راضی ہوجاؤ تمہارے حلم مین میری گنجایش ہے - پس جب اُنکو تسکا ڈالا تو انھون نے کہا کہ ہمنے کبھی تجھسا فقیر نہین دیکھا تھا ہماری یہ سب باتین تو برداشت کرنا اور برہم نہین ہوتا ہے - تب انھون نے کہا کہ یہ تمہاری برکت اور تمہارے اثر سے ہے - بعدہٗ اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ بہتر ہی ہوا ہمنے انکو ایسے کلام سے راحت دی جو انکے پاس پوشیدہ تھا اور باعتبار اورون کے ہم ہی اسکے زیادہ مستحق بھی تھے کیونکہ ممکن تھا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور وہ اسکو برداشت نہ کرتا - اور شیخ ابراہیم بستی نے انکو ایک خط بھیجا جسمین لعن طعن تھا اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خط لانیوالے سے کہا کہ مجھے پڑھکر سناؤ چنانچہ اُسنے پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ او کانے او دجّال او بدعتی اے وہ شخص جسنے مردون اور عورتون کو ایک جگہ جمع کیا - یہانتک کہ انکو کُتّا کُتّے کی اولاد اور بہت سی سخت طیش دلانیوالی باتین لکھی تھین - لیکن جب قاصد اس خط کو پڑھ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اُسکو اپنے ہاتھ مین لیا اور پڑھا اور کہا کہ جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو میری طرف سے جزاء خیر دے - بعدہٗ ایک عربی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا ؎

زمانہ مجھ پہ اگر تہمتین دہرے صدہا	خدا کے پاس جو مین صاف ہون تو کیا پروا

پہر اُسی قاصد سے کہا کہ انکو جواب لکھہ دو۔ کہ "از جانب این ناچیز بخدمت سیدی شیخ ابراہیم لبنی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے اُسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتین چاہین مجھہ مین رکھین۔ مین چاہتا ہون کہ آپ اپنی نیکوکاری سے میرے لئے دعا کیجئے اور اپنے عفو و حلم سے مجھے محروم نہ رکھئے"

یہ خط جب لبنی کے پاس پہونچا تو وہ دیوانہ وار ننگے کھڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہوا کہ کہان گئے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکو معلوم ہوتا تہا کہ فقرا کسی لغزش کے سرزد ہونے کی وجہ سے اپنے بہائیون مین سے کسی کو مارنا چاہتے ہین تو اُس سے اُسکے کپڑے عاریت لیکر خود پہن لیتے اور اُسکی جگہہ مین جاکر سو رہتے۔ اور فقرا انہین کو پیٹتے تھے اور جب وہ پیٹنے سے فارغ ہو جاتے اور اُنکا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو یہ اُنکے سامنے اپنا چہرہ کھول دیتے جس سے انکے ہوش جاتے رہتے مگر یہ اُن سے کہتے تھے کہ اچھا تو ہوا تمہاری وجہ سے مجھے اجر و ثواب حاصل ہوا۔ اسپر فقرا ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ اخلاق سیکھو۔ اور انہون نے ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ تم مین سے جو کوئی مجھہ مین کوئی عیب دیکھے اُس سے مجھے آگاہ کردے۔ یہ سُنکر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت آپ مین ایک بہت بڑا عیب ہے۔ انہون نے پوچھا کہ بھائی جان وہ کیا ہے۔ اُسنے کہا کہ ہم جیسے آپکے اصحاب ہین۔ اسپر فقرا رو دے اور انکا نالہ و شیون بلند ہوا اور اُنکے ساتھہ سیدی احمد بھی رو دے اور کہنے لگے کہ مین ہی تمہارا خادم ہون مین تم سے کم ہون۔ ایک شخص انکا منکر تہا جو ام عبیدہ کے قرب و جوار مین انکی بُرائیان کیا کرتا اور جب انکی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اُس سے کہتا کہ اس خط کو

اپنے پیر کے پاس لیتا جا - چنانچہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ جب اُسکو کہولتے تو
اُسمین آسے ملحد آسے باطنی آسے زندیق اور اسی قسم کے الفاظ لکھے ہوتے تھے
مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ یہی کہتے تھے کہ جسنے تمکو یہ خط دیا اُسنے سچ لکھا ہی اور پھر خطلانیوالے
کو کچھ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تمکو میری طرف سے تمکو جزاے نیک عطا فرماے
تم حصول ثواب کا ذریعہ ہوے - لیکن جب اس شخص کا معاملہ طول کھینچا اور سیدی
احمد رضی اللہ عنہ سے وہ عاجز آگیا تو خود اِنکے پاس آیا اور جب ام عبید ہ
کے قریب پہونچا تو سر برہنہ ہوا اور اپنی چادر اپنی کمر سے باندہی اور ایک آدمی
اُسکو جانور کی طرح ڈور پر لیچلا اور اس ہیئت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس
پہونچا - اُنہون نے کہا بھائی جان تمکو اس ہیئت کی کیون ضرورت پڑی؟ اُسنے کہا کہ
اپنے فعل سے - سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بھائی جان جو کچھ ہوا اچھا ہی
ہوا - بعدہٗ اُسنے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی - چنانچہ اُسکی بیعت لی اور وہ
مرتے دم تک انکے اصحاب مین رہا سعدی

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا		دلِ دشمنان ہم نہ کردند تنگ	
مرا کے میسر شود این مقام		کہ با دوستانم خلاف ست و جنگ	

یہ کہا کرتے تھے کہ جب مین نماز کو کھڑا ہوتا ہون تو گویا قہر کی شمشیر میرے سامنے کھنچی
رہتی ہے - اور انکا قول ہے کہ سینہ کی صفائی اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کچھ
بھی بُرائی باقی نہ رہے نہ دشمن کے لئے نہ دوست کے لئے اور نہ خداے عزوجل کی
کسی مخلوق کے لئے اور جب ایسی حالت ہوجائیگی تو وحشی جانور اپنے جنگلون مین
اور پرندے اپنے بسیرے کی جگہون مین تمسے مانوس ہونگے اور حاء و میم کا

بہید تمبر کہلیجائیگا - آنکے ایک مرید نے ان سے کہا کہ میرے آقا! آپ قطب ہین
تو انہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو قطبیت سے بری سمجھو - تب اُسنے کہا کہ آپ غوث
ہین - تو اُنہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو غوثیت سے پاک سمجھو - مین کہتا ہون
کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مقامات و اطوار سے تجاوز کئے ہوے تھے
کیونکہ قطبیت و غوثیت معلوم مقامات ہین اور جسکو اللہ کی معیت و اتصال ہو اُسکا
مقام نہین معلوم ہو سکتا گو ہر مقام مین اُسکا مقام ہو واللہ اعلم - آنکے خادم یعقوب رضی
اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مرض الموت ہوا تو مینے اُن
سے کہا کہ اسبکے بار دُلہن نے جلوہ کیا ہے - انہون نے کہا کہ ہان - پھر مینے اُن سے
پوچھا کہ کیون - انہون نے کہا کہ وہ امور پیش آے جنکو مینے جانون کے بدلے خریدا
تھا اور وہ یہ کہ بہت بڑی بلا خلق اللہ پر آنے والی تھی مینے اُسے اُٹھا لیا اور اُسکو
اپنی باقیماندہ عمر کے بدلے خریدا چنانچہ وہ میرے ہاتھ بکی - اور اپنے چہرہ اور سفید
بالون کو خاک پر ملتے روتے اور "عفو" "عفو" کہتے اور یہ دعا مانگتے تھے کہ خداوندا
ان مخلوقات پر مجھے بلا رکی چھت بنا - اِن کو دستون کی بیماری ہوئی - ہر روز بیحساب
دست آتے رہے - اور ایک مہینے تک بیمار رہے - اسیران سے کہا گیا کہ اتنے
دست کہان سے آتے ہین حال آنکہ بیس دن سے آپ کچھ کھاتے ہین نہ پیتے ہین
انہون نے کہا کہ بھائی یہ گوشت خارج ہو رہا تھا - گوشت تو نکل چکا - اب صرف ہڈی
کا مغز رہ گیا ہے - آج وہ بھی نکل جائیگا - اور کل اللہ تعالی کے پاس گذر ہوگا - چنانچہ
دو یا تین مرتبہ کچھ سفید سی چیز نکلی اور دستون کا آنا بند ہو گیا - اسکے بعد پنجشنبہ کے دن
ظہر کے وقت بارہوین جمادی الاولی ۵۷۰ پانچ سو ستر ہجری کو راہی آخرت ہوے

اور اس روز بڑی دھوم دھام ہوئی - آخری کلمہ جو انکی زبان سے نکلا وہ یہ تھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ شیخ یحییٰ بخاری کے مقبرہ مین دفن ہوئے - شافعی المذہب تھے شیخ ابو اسحٰق شیرازی کی کتاب التنبیہ پڑھی تھی - انکسار سے کبھی نہ کسی مجلس کے صدر مین بیٹھے اور نہ سجادہ پر - بہت ہی کم بولتے اور کہتے تھے کہ مجھے خاموش رہنے کا حکم ہے -

(۲۶۴) شیخ علی بن الطیتی[ع] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے بزرگون اور سرداران عارفین مین سے تھے - جن بزرگون کی طرف تعلق عظمی کی نسبت کیجاتی ہے اُنمین سے ایک یہ بھی ہین - انکے پاس وہ دونون خرقے تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوار کو خواب مین پہنایا تھا اور جب وہ بیدار ہوے تو وہ خرقے انکے زیب بدن تھے - یہ خرقے ایک کپڑا اور ایک ٹوپی تھی - ابن ہوار نے یہ خرقے شنبکی کو عطا کیے - شنبکی نے تاج العارفین ابوالوفا کو - تاج العارفین نے شیخ علی بن ہیتی کو - اور ابن الطیتی نے شیخ علی بن ادریس کو - اسکے بعد وہ گم ہوگئے

ع طیتی لفظ طیث بکسر ہاے ہوز و سکون یاے شناۃ تحتانیہ و تاء شناۃ فوقانیہ کی طرف منسوب ہے جو دریاے فرات کے کنارہ انبار کے اوپر کے ایک شہر کا نام ہے - جہان عبداللہ ابن المبارک کی قبر اور قیر و لفظ کے چشمے ہین - اس شہر اور قادسیہ کے درمیان آٹھ فرسخ - اور اسکے اور انبار کے مابین اکیس فرسخ کا فاصلہ ہے - اسکا نام ھیت اس لیے رکھا گیا کہ زمین کے ایک ھوہ (نشیب) مین واقع ہے - مصنف ۱۲

یہ اسّی برس تک اس طور سے رہے کہ خلوت مین رہے اور لوگون سے کنارہ کشی کی بلکہ فقیرون مین سویا کرتے تھے - اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی کشایش وہیں تھی - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب بغداد مین آئے تو کہا کرتے تھے کہ اولیا مین سے جو شخص عالم غیب و شہادت مین بغداد داخل ہوا ہماری ضیافت مین ہے اور ہم شیخ علی بن الہیتی کی ضیافت مین ہین - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی بن الہیتی ساٹھ برس کے تھے اُسیوقت انکے قلب کی بستگی دور ہوگئی تھی چنانچہ یہ پوشیدہ امرون کی خبر دیا کرتے اور انکے ہاتھہ پر کرامتین ظاہر ہوا کرتی تھین - انکی بزرگی و بلند رتبگی پر علمار کا اتفاق ہے - انکا قول ہے کہ شریعت وہ ہے جسکی تکلیف وارد ہوئی ہے اور حقیقت وہ ہے جس سے تعریف (شناخت) حاصل ہوتی ہے - پس حقیقت سے شریعت کو مدد دیگئی ہے - اور حقیقت کو شریعت سے مقید کیا گیا ہے - اور شریعت افعال کا اللہ کے لئے پایا جانا اور علم کی شرطون پر رسولون کے واسطہ سے قائم ہوتا ہے - اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کے احوال کا شہود اور حکم کے غلبات پر تقدیر کہ واسطہ کے ذریعہ سے سر تسلیم خم کر دینا ہے - جبتک تمیز باقی رہتی ہے تکلیف متوجہ ہوا کرتی ہے صحت حال کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال اوسکے غلبہ کی صورت مین ویسا ہی محفوظ ہو جیسا کہ صحو کے وقتون مین مغلوب تھا - احوال بجلیون کے مشابہ ہین جب نہون تو انکا اپنی طرف کھینچ لانا اور جب حاصل ہو جائین تو انکا باقی رکھنا ناممکن ہے البتہ اُس صورت مین کہ بعض احوال کسی کی غذا ربنا دئے جائین پس اُسی مین حق اسکی پرورش کرتا ہے اور وہ حال اسکا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے - جو کچھہ مخلوقات نے اپنی فہمون سے دریافت کیا یا جن چیزون کو اپنے علمون سے احاطہ

کیا اور جبرا اپنے معارف سے مطلع ہوئی ہے اُس سے حق تعالیٰ پر ہے جس شخص کو اپنی قوت وضعف کے اندازہ سے کسی چیز کا کشف ہوا وہ اُسی سے مربوط ہوا جس کیکو حقیقت کا کشف ہوا یا جسنے حق کا مشاہدہ کیا یا وجود حق کے سبب سے اپنے مشاہدہ مین نہ رہا یا عین الجمیع مین نیست ہوگیا یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہ کیا یا حق کے سوا کچھ اُسکو محسوس نہ ہوا یا وہ حق الحق مین محو ہوگیا یا سلطان حقیقت سے سراسیمہ ہوگیا یا حق نے اُسکے لئے جلال حق کے ساتھ تجلی کی اور علیٰ ہذا جہانتک کہ بیان کرنیوالے بیان یا اسکی طرف اشارہ کرنیوالے اشارہ کرتے ہون یا اُس تک علم پہونچ سکتا ہو وہ سب کے سب صرف حق کے شواہد اور حق کی طرف سے اسکے لئے ایک حق ہے اور جو کچھ کہ خلق پر ظاہر ہوتا ہو وہ سب اس قسم کی چیزین ہین جو خلق کے لئے سزاوار ہین اور خلق کی حیثیت کی ہین اور جتنی چیزین ایسی ہین جنکے وصف تک مخلوق پہونچے وہ سب احوال ہین اور احوال اہل معرفت کے صفات ہین اور مخلوق کے لئے احوال ہی تک راستہ ہے اور احوال سے غائب ہوجانا اور احوال سے نیست ہوجانا ہی منجملہ احوال کے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بالاتر ہے

یہ اکثر عربی اشعار پڑہا کرتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

اگر تلاش مین نکلون تو تمام سفر	حضور گھر مین جو چاہون تو کاٹ کہائے حضر
وہ دل مین بیٹھا ہے پر عمر بھر نہین ملتا	وہ ہے تو آنکھون مین پر کیا مجال آئے نظر
مین اُسکو دیکھون تو اے کاش سب فنا ہوجائین	رہے نہ جسم نہ یہ کان اور نہ دل نہ بصر

انہون نے سرزمین مرو (بروزن تنقیدان) مین سکونت اختیار کی تہی جو فخر الملت کے مضافات مین ایک شہر ہے - اور ۵۶۴ھ پانچسو چونسٹھ ہجری مین ایکسو بیس ۱۲۰ سال کی عمر مین وفات

پائی اور یہین دفن ہوے اور انکا مزار ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۵) شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی[ع] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے مشائخون عارفون کے سردارون اور مقربون کے صدر نشینون مین سے تھے۔ احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ اور تصرفات نافذہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین ولیون مین ویسا ہی ہون جیسا پرندون مین کلنگ جسکی گردن سب سے لمبی ہوتی ہے۔ یہ طفسونج مین ایک اونچے تخت پر بیٹھکر شریعت و حقیقت کی باتین بیان کیا کرتے تھے اور مشائخ و علما سننے کو آتے تھے۔ علما کا لباس پہنتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مراقبہ اُس بندہ کے لئے ہے جو حق کے ذریعے حق کا مراقب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اخلاق و آداب کا پیرو ہوا اور اللہ عزوجل نے اپنے دوستون اور خاصون کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ اُنکو اُنکے کسی احوال مین نہ اُنکے نفوس کے سپرد فرماتا ہے اور نہ کسی غیر کے اسلئے وہ اللہ تعالیٰ کے مراقب (نصب العین رکھنے والے) ہوتے اور اُس سے درخواست کرتے ہین کہ اس مراقبہ مین اُنکی نگہداشت فرماے۔ اور مراقبہ حالتِ قرب کا مقتضی ہے اور اللہ عزوجل نے دلون کو اُن چیزون کے ذریعہ سے اپنے قریب کیا ہے جو دلون سے قریب ہین اسلئے وہ اپنے بندہ کے دلون سے اُسی مقدار سے قریب ہوتا ہے جسقدر کہ اپنے بندہ کے دلون کو اپنے آپ سے قریب پاتا ہے اسلئے تمکو اُس چیز پر نگاہ دوڑانی چاہئے جو تمہارے دل سے قریب ہو۔ اور حالتِ قرب حالتِ محبت کی مقتضی ہے

[ع] طفسونج دجلہ کے کنارہ ایک شہر ہے۔ ۱۲ مترجم

اور یہ قلب کے اللہ عزوجل اُسکے جلال اسکی عظمت اُسکے علم اور اُسکی قدرت کیطرف نگاہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس خوشحال اُس شخص کا جسنے اُسکی محبت کا جام پیا اور اُسکی مناجات (سرگوشی) کی لذت اُٹھائی۔ جس سے اُسکا دل محبت سے بھر گیا پس اللہ ہی کے ذریعہ سے ارے خوشی کے اڑا اور اُسکے ہوائے شوق مین سرگردان ہوا نہ اُسکا کوئی گھر ہے اور نہ وہ اُسکے سوا کسی سے مالوف ہے۔ پس ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت سے محبوب کی طرف چلا آیا ہے۔ اور جب عاشق اس نسبت کیطرف آیا تو عاشق بلا علت ہو گیا۔ اور محبت ذکر کی مقتضی ہے۔ اسلئے عاشق ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتا ہے۔ اور اُسکے اپنے نفس کو یاد کرنے مین خلل آجاتا ہے۔ یہانتک کہ اُسپر اپنے رب کا ذکر غالب آجاتا ہے۔ اور اپنے نفس سے غافل جیسا ہو جاتا ہے۔ بعدہٗ اپنے نفس کی غفلت سے غافل ہوتا ہے اور اپنے رب کی یاد کے غلبہ سے سارے احساس کو بھول جاتا ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اپنے مذکور کی رویت مین سما گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ اپنے رب مین فنا ہو گیا۔ اور یون بھی تعبیر کرتے ہین کہ اپنے فنا سے فنا ہو گیا یعنی اپنے رب کے غلبۂ ذکر کے باعث اپنے نفس کی یاد کی غفلت سے غافل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ اُسکے غیر کو دیکھتا ہی نہین۔ اور اسوقت اپنے مشاہد سے بیخ وبنیاد سے اُکھڑ جاتا اپنے نفس سے الگ کر لیا جاتا اپنی ساری باتون سے مٹا دیا جاتا اور اپنی کُل چیزون سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ وصف باقی رہیگا اوسوقت تک نہ تمیز رہے گی نہ اخلاص نہ صدق۔ یہی جمع الجمع[ع۵] اور عین وجود ہے اور یہی وہ وصول ہے

ع۵ ایک مقام ہے جو "جمع" سے اتم واعلیٰ ہے۔ کیونکہ جمع اشیاء کا شہود اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے

جو تمیز و تکلیف کے احوال پر وارد ہوتا ہے تو ایک قسم کے پردہ کے ذریعہ سے اس وصف سے حجاب رکھا جاتا ہے تاکہ حق شرع تک پہونچے - اور یہان پر بہت سے مغالطے ہین اور وہی شخص محفوظ ہے جو احکام شریعت کے ادا کرنے کیطرف لوٹ آئے - اور انکا مقولہ ہے کہ جو شخص طلب دنیا مین مشغول ہوا وہ دنیا کی ذلت مین مبتلا ہوا اور جو اپنے نفس کے نقصانون سے اندھا بنا وہ حد سے متجاوز و سرکش ہوا اور جسنے باطل سے زیبائش کی وہ دہوکے مین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ فائدہ مند عبودیت کے احکام ہین اور سب سے اعلیٰ توحید کا علم ہے - فروتنی کے ساتھہ کوئی بطالت عزیز نہین کرتی بشرطیکہ واجبات و سنن کی پابندی ہو اور تکبر کے ساتھہ کوئی مستحب عمل اور کوئی مطلوب علم نتیجہ خیز نہین ہوتا - اور جب تکمودہ قائم کریگا تو جمے رہوگے اور جب اپنے آپ سے کھڑے ہوگے تو گر جاؤگے - انہون نے طفوسنج مین جو زمین عراق کا ایک شہر ہے سکونت اختیار کی تھی اور وہین سن رسیدہ ہو کر وفات پائی - انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۶۶) شیخ بقار بن بطور ضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شیخ عراق کے سردارون اور بڑے صدیقون مین سے تھے اور احوال نفیسہ مقامات جلیلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) اور بجز اُسکے جو اللہ کے ذریعہ سے ہو حول قوت سے تبری ہے - اور "رجع الحج" ماسوی اللہ سے بالکلیہ ہلاک و فنا ہو جانا ہے - اور یہ احدیت کا مرتبہ ہے - ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات -

و کرامات باہر ور کہتے تھے۔ سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ انکی بہت تعریفین کرتے اور کہتے تھے کہ کل مشائخ کو ناپ اور تول کر ملا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بغیر ناپ اور تول کے انکو علم الاحوال اور جو لوگ نہر الملک اور اُسکے پاس پڑوس مین آکر اُترتے تھے اُنکے جاے ورود کا کشف حاصل تہا۔ بہت سے علما و صلحا اُنکے مرید ہوے اور لوگ زیارت کو اور نذرین لیکر انکے پاس آیا کرتے تھے۔ اُنکے کلام مین سے ہے کہ فقیری دل کا علائق سے خالی اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتہہ مستقل ہونا ہے اور املاک سے خالی ہونا تو فقیری کی ایک صفت ہے کیونکہ جو بندہ اپنے دل سے ان چیزون مین پہنسا رہے گا اُسکے لیے یہ روکنے اور قطع کرنے والی ہین۔ اور املاک سے مجرد ہونے کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے وجود و عدم سے اُسکا حال نہ بدلے نہ قوت مین نہ ضعف مین نہ سکون مین اور نہ بیقراری مین اور مہلکات اُسمین اثر نہ کرین اور جب ایسا ہوجاے تو وہ فقیر ہے نہ اُسکو اسباب کی غلامی مقید کرے گی نہ اُنکا وجود اُسکو بشاش کرے گا اور نہ اُنکا عدم اُسکو رنجیدہ کرے گا۔ پس اگر وہ صاحب مال ہوا تو ایسا ہے کہ نہوا اور اگر صاحب مال نہوا تو ایسا ہے کہ ہوا۔ پس دنیا و آخرت مین وہ اپنا کوئی مقام اور اپنی کوئی قدر نہ سمجہے۔ اور جسطرح نہ سمجہے اُسیطرح طلب کرے اور جسطرح طلب کرے اُسیطرح آرزو نہ کرے تب وہ اُسکے ساتہہ مشغول بالطلع کرم ہوا ہے۔ نہ رد سے گرتا ہے اور نہ قبول سے اُٹہتا ہے اور نہ یہ اعتقاد رکہتا ہے کہ اوردن کے طریقہ سے اسکا طریقہ افضل ہے۔ یہ بلند مقام ہے اور اس کا معاملہ دقیق ہے۔ اور جب تک بندہ اپنے رب عزوجل تک نہین پہونچتا اس وصف کی حقیقت کو نہین پہونچتا۔ اور اُنکا قول ہے کہ فقر ہر ایسے شخص کا وصف ہے جو غیر سے مستغنی ہو اور بندہ اپنے فقر مین سچا نہین ہوتا تاوقتیکہ فقر کے شہود کو فنا کرکے اپنے فقر

سے باہر نہ نکل آئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ سے لوگون کے حقوق دلواؤ اور تم سے جو کم ہو اُسکی نصیحت مانو تو منازل کا شرف پاؤ گے۔ جسنے اپنے نفس کے اندر جھڑکنے والا نہ پایا اُسکا دل خراب ہے۔ جسنے اپنے نفس کے مقابلہ مین اللہ سے مدد نہ چاہی اُسکو نفس نے دے مارا۔ اور جو مبتدیون کے آداب بجا نہ لایا اسکے لئے منتہیون کا مقام کہونکر راس آئیگا۔ تین فقیہ (مولوی) ان سے جا کر ملے اور ان لوگون نے انکے پیچھے نماز عشا پڑہی۔ مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرأت ان سے نہین بن آئی۔ اس لئے وہ ان سے بدظن ہوئے۔ مگر انکے ہی زاویہ (خانقاہ) مین شب باش ہوے۔ رات کو تینون کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکلکر اُس نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازہ پر واقع تہی۔ چنانچہ وہ نہر مین نہانے کو اوترے ہی تھے کہ بڑا سا شیر آموجود ہوا اور انکے کپڑون پر بیٹہہ گیا اور رات سخت جاڑون کی تہی اس لئے اُنکو یقین ہوگیا کہ اب زندہ نہین بچتے۔ اتنے مین شیخ رضی اللہ عنہ خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر انکے پاس چلا آیا اور انکے قدمون پر لوٹنے لگا۔ یہ حالت دیکہہ کر مولویون نے اللہ سے استغفار کیا اور تائب ہوئے۔ انہون نے نابنوس مین جو نہر الملات کا دیہات تہا سکونت اختیار کی اور پانچسو ترپن ۵۵۳ ہجری کے قریب وہین وفات پائی۔ انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۷) شیخ ابوسعید قلوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یہ بڑے عارفون اور محقق اماموں مین سے اور صاحب انفاسِ صادقہ افعال خارقہ

کرامات ومعارف تھے - اپنے دیار وجوار مین فتوے دیا کرتے تھے - اور قلوریہ مین اونچے تخت پر بیٹھکر علوم شرائع وحقائق پر گفتگو کیا کرتے تھے - اور تمام اطراف و علاقہ سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے - انکے بعض اقوال یہ ہین :- فقیر کی شرط یہ ہے کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز اُسکی مالک ہو اور اُسکا دل تمام آلایش سے صاف ہو اور اُسکا سینہ ہر شخص کے لئے بے کینہ ہو اور اپنی جان کو بخشش و ایثار کردے - تصوف حق کے سوا سے بیزار ہوجانا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا "یہ[ع۵] تو میرے دشمن ہین مگر رب العالمین" - صوفی کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ وجد کے جھکارون مین خلق سے چھپ نہ جاے - توحید موجودات سے اُنکے پیدا کرنیوالے کے مشاہدہ کے باعث آنکھین میچ لینا ہے - اور عارف وحدانی الذات ہوتا ہے نہ اُسکو کوئی قبول کرے اور نہ وہ کسیکو قبول کرے - خضر علیہ السلام انکے پاس بہت آیا کرتے تھے - یہ قلوریہ مین جو بغداد کے قریب نہر الملک کے دیہاتون مین سے ہے رہا کرتے تھے اور پانچسو ستاون ۵۵۷ھ ہجری کے قریب وہین فوت ہوئے اور انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے - یہ علما جیسی پوشاک پہنتے طیلسان اوڑھتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے - ایکمرتبہ انکی اور انکے اصحاب کی ایک شخص نے دعوت کی انہون نے اپنے یارون کو کھانے سے منع کیا اور خود تھا کھایا - اور جب دعوت سے باہر نکلے تو اُن سے کہنے لگے کہ مینے تمکو اُسکے کھانے سے اس لیے روکدیا تھا کہ وہ کھانا حرام کا تھا - بعدہ انہون نے سانس لی تو انکی ناک سے سیاہ دہوان بہت بڑے ستون جیسا نکلا اور آسمان کیطرف جاکر نظر سے غائب ہوگیا - پھر انکے مُنہ

ع۵ دیکھو انیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورۂ شعرا کی اٹھترون آیت) ۱۲

سے آتشی ستون نکلا اور وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا۔ تب انہون نے کہا کہ یہ چیز جو تمنے دیکھی وہی کھانا تھا جو مینے کھایا اور تمین کھانے نہ دیا۔

(۲۶۸) شیخ مطر باذرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ ترین مشائخ عراق و سادات عارفین مین سے تھے۔ آنکی جلالت زہد و مہابت پر علماء کا اتفاق ہے۔ آنکے پیر تاج العارفین ابوالوفا رکھا کرتے تھے کہ شیخ مطر میرے حال و مال کے وارث ہین اور شیخ مطر انکے خدام خاص مین سے تھے۔ اور ان پر سُکر کی حالت غالب تھی۔ آنکے کچھ اقوال یہ ہین:۔ نفوس کی لذت قدوس کی مناجات مین ہے۔ اور قلوب کی لذت اُنس کے مزامیر مین ہے جو خلوت گاہ قدس مین توحید کے لحنون کے ساتھ گلشن تمجید کے اندر سے مُطربان معانی کے ذریعہ سے سننے مین آتے ہین اور جن سے ملیک مقتدر کے نزدیک مقعد صدق مین مدارج بلند ہوتے ہین اور ارواح کی لذت عروسان فتح لدنی کے ہاتھون سے خلوتگاہ وصل مین مشاہدہ و سرگشتگی کی بساط پر عالم ہستی کے درمیان عزت کی روشنی مین جام محبت پینا اور نسمات ذرات کے صفحات الواح پر قلم توحید سے جو کچھ لکھا ہے اوسکا پڑہنا ہے۔ اور اسرار کی لذت حیات دائمی کی نسیم کا مطالعہ اور غیوب کے حقائق تک قلوب کے ضمائر سے پہنچنا اور افکار کے ذریعہ سے سارے اسرار کا معائنہ ہے اور عقول کی لذت اُن سرائر کے ذریعہ سے ہے جو افکار کو احاطہ کئے ہوے ہین ملکوت کے ایسے اسرار کا ملاحظہ ہے جو نگاہون سے پوشیدہ ہین۔ پس قلوب غیوب کے

حقائق کو معائنہ کرتے ہین۔ اور شواہد اسرار کی قبولیت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ اسلئے ضمائر دریاے افکار مین اُترتے ہین۔ اور نفوس کو اُس چیز سے تسکین ہوتی ہے جو جو عالم محجوب کی انھین لاحق ہوتی ہے۔ عقل کے ہاتھ نفوس کی باگین پکڑے ہوے ہین اور نفس عقل کا مُسخر ہے اور عقل انوار الٰہیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے وہ حکمت ظہور مین آتی ہے جو علوم کی چونچی عدل کی ترازو ایمان کی زبان بیان کا سرچشمہ روحون کا گلشن صورتون کا نور حقائق کی میزان وحشت زدون کا اُنس راغبون کا مالِ تجارت اور مشتاقون کی آرزو ہے۔ اور حکمت حق کی یافت ہے اسلئے جب قلب پر وارد ہوتی ہے تو جن کو نون کترون مین عشق چھپا ہوتا ہے اُونکا سراغ لگاتی دلون کے زنگ کو صاف کرتی اور باطن کے عیبون کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ یہ قوم کے کُردستے اور بادنہا مین رہتے تھے جو سرزمین عراق مین لحف کے مضافات مین سے ہے۔ یہین وفات پائی اور یہین انکی قبر ظاہر و زیارتگاہ ہے۔

(۲۶۹) شیخ ابو محمد ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مشائخ عراق کے سردارون مقربین کے صدر نشینون اور محققین کے اماموں مین سے تھے۔ انکے احترام و تعظیم پر مشائخ کا اجماع تھا۔ انکے بعض کلام یہ ہین:۔ مشتاقون کے دل اللہ عزوجل کے نور سے منور رہتے ہین اور جب اُنمین اشتیاق کو تحریک ہوتی ہے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُسکے نور سے چمک اُٹھتا ہے اُسوقت اللہ عزوجل فرشتون کے سامنے انپر فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ مین تمکو گواہ رکھتا ہون کہ مین اُنکا

زیادہ تر مشتاق ہون - جو اپنے رب کا مشتاق ہوا وہ مانوس ہوا جو مانوس ہوا وہ
خوش ہوا جو خوش ہوا وہ قریب ہوا جو قریب ہوا وہ چلا جو چلا وہ متحیر ہوا جو متحیر ہوا وہ
اُڑا اور جو اُڑا اُسکی آنکھین زندیکی سے ٹھنڈی ہوئین - زاہد صبر کی مزاولت کرتا ہے مشتاق
شکر کی اور واصل ولایت کی - شوق اللہ کی آگ ہے جو عاشقون کے دلون مین روشن
رہتی ہے اور اُسکے نظارا اور اُسکی طرف نگاہ کرنے سے بہمی ہوتی ہے - ہیبت کی آگ
دلون کو محبت کی آگ روحون کو اور شوق کی آگ نفوس کو پانی کر دیتی ہے - خموشی
عبادت بلا مشقت آرایش بلا زیور ہیبت بلا حکومت قلعہ بے شہر پناہ کرا کا تبین
کے لئے راحت اور عذر خواہی سے بے نیازی ہے - آدمی کے لئے یہی علم بس
کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہی جہل کافی ہے کہ خود پسند ہو - اور خود پسندی حماقت
کا فضلہ ہے جس سے خود پسند اپنے عیبون کو ڈھانکتا ہے مگر نہین ڈھکتا - اللہ تعالیٰ
نے کوئی عجیب چیز نہ پیدا کی جسکا نقش آدمی کی صورت مین نہ کہا ہو اور کوئی امر
غریب نہ ایجاد کیا جسکا حکم اُسمین نہ جاری کیا ہو اور کوئی بھید نہ ظاہر کیا جسکے علم کی کنجی اُس
صورت مین نہ رکھی ہو اسلئے آدمی عالم کا مختصر نسخہ ہے - شکر خاصکر عاشقون کے مقامات
مین سے ہے کیونکہ فنا کی آنکھین اُسکو نہین قبول کرتی اور علم کی منزلین وہان تک
نہین پہونچتی ہین - اور شکر کی تین علامتین ہین ماسوا کے ساتھ مشغول ہونے اور اُسکی
تعظیم سے دائمی دلتنگی - دریاے شوق مین بے اندیشہ کود پڑنا - اور دائمی تمکین
اور جسکا شکر ہوا و ہوس سے ہوگا اُسکا صحو گراہی کی طرف ہوگا - ایک شخص جو مجرد تنہا
بغیر زاد راہ اور کسی ہمراہی کے حج کا ارادہ رکھتا تھا ان سے رخصت ہونے کو آیا انہون
نے اپنا مشکیزہ اُسکو نکالکر دیا اور کہا کہ اگر وضو کرنا چاہو گے تو تمکو اسمین پانی ملے گا پیاس

لگے گی تو دودہ اور بھوک لگے گی تو ستو۔ چنانچہ اُس لمبے سفر مین جو جبل حمرین واقع عراق سے مکہ معظمہ تک کا تہا۔ اقامتِ حجاز کی مدّت اور حجاز سے عراق تک واپس آنے کے عرصہ مین جب اُس شخص نے وضو کا ارادہ کیا تو اُسی مشکیزہ سے کہاری پانی۔ جب پینا چاہا تو میٹھا پانی اور جب غذا کی خواہش ہوئی تو دودہ شہد اور شکر سے زیادہ شیرین ستو اُسکو ملتا رہا۔ انہون نے جبال حمرین مین جو سرزمین عراق مین واقع ہے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک اُسکو اپنا وطن بنایا۔ انہون نے ۵۶۱ھ پانچسو اکسٹھ ہجری مین وہین رحلت کی۔ اِن کی قبر وہان معلوم ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۷۰) شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اکابر مشائخین روسا عارفین مقربین وائمہ محققین مین سے تھے۔ اور یہ اس طریقہ کے ایک رکن ہین۔ تاج العارفین ابوالوفا انکی مدح وثنا اور بڑائی کے ساتھہ ذکر کیا کرتے تھے اور شیخ علی بن الہیتی کی معرفت انکو ایک ٹوپی بھیجی اور انکو حکم دیا تھا کہ میرے نائب بنکر اسکو اوڑھین پہنا نا اور اُنکو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اور وہ کہتے تھے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جاگیر میرے مرید ہون چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے تئین مجھے عطا فرمایا۔ بزرگان عراق کہا کرتے تھے کہ جسطرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہین۔ یہ کہتے تھے کہ مینے کبھی کسی شخص کی بیعت نہ لی جب تک کہ اُسکا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد مین

سے ہے لوح محفوظ مین لکھا ہوا نہ دیکھ لیا- انکا قول ہے کہ مشاہدہ بندہ اور رب کے درمیان
کے پردون کا اُٹھ جانا ہے پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب پر مطلع ہوتا ہے
جسکی خبر دی گئی ہے اور جلال و عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُسکے احوال و مقامات
بدلتے رہتے ہین اسلئے اُسمین حیرت و دہشت آتی ہے پھر حیرت اُسکو تخبط کی طرف
لیجاتی ہے اسلئے وہ حق سے حق کی طرف نظر کرتے ہوئے نظر آتا ہے اور کبھی جلال کا مشاہدہ
کرتا ہے- کبھی جمال کا کبھی رنگ و روپ کو دیکھتا ہے کبھی کمال کا نظارہ کرتا ہے-
کبھی اُسکو کبریا و عزت کی روشنی دکھائی دیتی ہے- کبھی جبروت و عظمت نظر آتی ہے
اور کبھی لطف و بہجت کا شہود ہوتا ہے اسلئے ایک سے بسط[ع] حاصل ہوتا ہے تو
دوسرے سے قبض[ع] وہ حالت اسکو سمیٹتی ہے تو یہ حالت پھیلاتی ہے- وہ کھو دیتی ہے
تو یہ موجود کر دیتی ہے- وہ پردۂ عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ پھر لوٹا دیتی ہے- یہ فانی
بناتی ہے تو وہ باقی- خلاصہ یہ کہ وہ شخص بشریت کے صفات سے زائل ہو جاتا اور
عبودیت کے صفات سے قائم رہتا ہے نہ اغیار کا اُسکو حس ہوتا ہے اور نہ جبار کی
عظمت کے سوا اُسے کچھ نظر آتا ہے- اور انکا قول ہے کہ جب تئے تعظیم کی آگ کو

[ع] قبض و بسط بندہ کے حالت خوف و رجا سے ترقی کرنیکے بعد کی دو حالتین ہین- پس عارف
کے لئے قبض ویسا ہی ہے جیسا مستامن کیلئے خوف- اور دونون مین فرق یہ ہے کہ خوف و رجا امر
آیندہ پسندیدہ و ناپسندیدہ کے متعلق ہوتے ہین اور قبض و بسط امر موجودی اوقت سے علاقہ رکھتے
ہین جو کسی وارد غیبی کے باعث عارف کے دل پر غالب ہون- ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات

جو ہیبت کے نور کے ساتھ سِرّ[س] میں دی ہوئی ہے نکالا تو اُس سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوگی۔ پس جسنے اپنے سِرّ (اندرون) مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اُسکے دل مین عالم کون کی مطلق وقعت نہ رہی۔ اور جب کسی گروہ کو پے در پے مشاہدہ ہوا کرتا ہے تو حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے بعدہٗ اُن کو محجوب کر دیتا ہے تب وہ نور مشاہدہ کی حیرت سے نور ازل کی حیرت مین کھینچ لئے جاتے ہین۔ پھر وہ دہشت سے اُٹھا کر نور ازل کی حیرت مین لائے جاتے ہین۔ اور یہ قدس آنس کی دہشت سے نکالکر عین الجمع کی دہشت مین پہونچائے جاتے ہین۔ اسلئے بہت سے استتار و تجلی کے درمیان حیران ہین۔ بہت سے عبد و تدانی کے بیچ مین سرگردان ہین اور بہت سے وصل و تعالی کے درمیان ساکن ہین اور یہی استقامت و تمکین کی جگہ ہے۔ اور یہ اُس حضرت کی صفت ہے جسمین موارد ہیبت کے نیچے گھلتے رہنے کے سوا کچھ نہین ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے متعلق انکا قول ہے کہ مشاہدہ پر ثابت قدم رہے کیونکہ جسنے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ اُسکے ماسوا سے نہین ڈرے گا

[س] سِرّ ایک لطیفہ ہے جو قلب مین ودیعت رکھا گیا ہے جیسا کہ روح بدن مین۔ اور وہ مشاہدہ کا محل ہے۔ جیسا کہ روح محبت کا محل۔ اور قلب معرفت کا محل ہے ۱۲ منہ

ترجمہ

ع چھبیسوین پارہ کا چوتھا رکوع۔ یعنی سورۂ احقاف کی اونتیسوین آیت پر جب حاضر ہوئے تو بولے کہ چپ ہو

ع چھبیسوین پارہ کا اٹھارہوان رکوع۔ یعنی سورۂ حم السجدہ کی تیسوین آیت۔ بیشک جن لوگون نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر (اسی عقیدہ پر) جمے رہے الخ ۔ ۱۲

اور جسنے کسی چیز کو دست رکھا وہ اسکے غیر کا مطالبہ نہین کرے گا اور اُسکا خرچ غیب سے ہوگا۔ یہ قوم کے کرد تھے اور عراق کے ایک صحرا مین قنطرۃ الرصاص کے قریب سامرا سے ایک دن کی مسافت پر رہتے تھے اور بہت سن رسیدہ ہوکر وہین فوت ہوے اور وہین انکی قبر بنی جو ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے اور اسکے پاس لوگون نے خیر و برکت کیلئے ایک بستی بسالی ہے۔

(۲۷۱) شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مشائخ عراق کے رئیسون بڑے عارفون جلیل القدر مُقربون اور صاحب عجائب وغرائب تھے۔ امام مالک کے مذہب پر فتوی دیتے اور علم شریعت وعلم حقیقت مین اعلیٰ درجہ کی تقریرین کرتے تھے۔ انکے کلام کثرت سے بھی ہین اور لوگون مین متداول ومشہور بھی ہین۔ انکے بعض قول یہ ہین :- وجد عجوبہ ہے جبتک مشہود ہے نہ[ع] شاہد حق باقی رہتا اور شاہد وجد کو دور کر دیتا اور آنکھون مین نیند نہین آنے دیتا ہے اور اُسکا نشہ شراب کے نشہ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وجد کرنے والون کی رگین معطر ولطیف ہوتی ہین اور انکے کلام مردہ دلون کو زندہ اور غفلون کو زیادہ کرتے ہین۔ وجد تمیز کو ساقط کر دیتا اور مکانون کو ایک مکان اور ذاتون کو ایک ذات بنا دیتا ہے اور اسکا اول پردہ کا اٹھ جانا نگہبان کا مشاہدہ فہم کا حضور غیب کا ملاحظہ ستر کا مجاذبہ اور

ع یعنی جو وجد بغیر مشاہدہ کے ہوتا ہے اُس مین اور انکار مشہود مین کچھ فرق نہین ہے ۱۲

کا مانوس ہوجانا ہے۔ صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اسکے وجود کی حالت مین یعنی وجد کے ساتھ تعلق سے باعث بشریت کا انقطاع ہوجاے اور جسمین گم گشتگی نہین اسمین وجد نہین اور اسکے اہل دو مقامون پر ہوتے ہین ایک ناظر اور دوسرے منظور الیہ۔ ناظر تو مخاطب ہوتا ہے جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے جسکو اُسنے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جسکو پہلی ہی حالت مین جو اسپر طاری ہوتی ہے حق اڑا لیجاتا ہے۔ وجود وجد کی نہایت ہے کیونکہ تواجد بندہ کے استیعاد کا اور وجد بندہ کے استغراق کا موجب ہے اور وجود بندہ کے استہلاک کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔ حضور بعد کا ورود بعد شہود بعد وجود بعد تحمل۔ پس وجد کے مقدار سے تحمل حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب وجود پر صحو و محو کی حالتین طاری ہوتی ہین۔ چنانچہ صحو کی حالت مین اُسکی بقا حق کے ساتھ ہے اور محو کی حالت مین اُسکی فنا حق کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونون حالتین ہمیشہ اُسپر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہین۔ وجود تین معنون پر بولا جاتا ہے۔ اول وجود وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے اُس مکاشفہ کی صحت مین جو حق کا تمکو ہو شواہد کا علم واقع ہو۔ ثانی حق کا ایسا وجود جو اشیاء کے مساغ سے منقطع نہو۔ ثالث اولیت مین استغراق کے باعث رسم وجود کے مضمحل ہوجانے کے مقام کا وجود۔ پس جب بندہ کو وصف جمال کے ساتھ مکاشفہ ہوگا تو قلب پر نشہ چھا جائیگا اور اُسوقت روح کو طرب حاصل ہوگا اور اندر سرگشتگی ہوگی۔ صحو تو حق ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق کے ہوگا تو حیرت سے خالی نہوگا یعنی وہ حیرت جو نور عزت کے مشاہدہ مین ہوتی ہے نہ کہ شبہہ کی حیرت۔ وجد اور اد کے ثمرے اور منازلات کے نتیجے ہین۔ وجود اللہ تعالیٰ کے فعل احوال کا ترک محال ہے اور وجود اللہ تعالیٰ کے بعد احوال کی طلب محال ہے۔ آدمی جسنے اللہ

تعالیٰ کے راز کے بارہ مین سہل انگاری کی اللہ تعالیٰ نے اُس سے خود اُسکے عیوب ظاہر کرائے - یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے تو جس سوکھے ہوئے درخت کے پاس سے انکا گزر ہوتا تھا وہ سرسبز ہوجاتا اور جس بیمار کے پاس سے گزر ہوتا وہ شفا پاتا تھا - بصرہ مین رہتے تھے اور پانچسو اسی ۵۸۰ ہجری کے قریب وہین فوت اور شہر کے باہر دفن ہوے - اُنکا مزار وہان معلوم اور زیارت گاہ ہے - اُنکا جنازہ پڑھتے وقت آسمان و زمین کے درمیان سے ملکون کی آواز سُنی گئی اور جس وقت لوگون نے تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے اُسیوقت وہ آواز کان مین آئی -

(۲۷۲) شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مصر کے بڑے اور مشہور بزرگون صدرنشین عارفون اور سربرآوردہ و صاحب تحقیق عالمون مین سے تھے - کرامات ظاہرہ احوالِ فاخرہ افعالِ خارقہ اور انفاس صادقہ رکھتے تھے - اور علما رصاحب تصنیف و فضلا رصاحب افتا مین سے تھے - امام احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب پر فتوی دیتے اور پڑھاتے مناظرہ کرتے اور کتابین لکھواتے تھے - اللہ تعالیٰ نے انکے لئے خرق عادات و قلب اعیان کیا تھا - اور مصر اور اُسکے مضافات کے مریدانِ صادق کی تربیت کا منصب انکو پہونچا تھا - اور انکی بڑائی بزرگی اور احترام پر مشائخ کا اجماع تھا - اور ان لوگون کو جس امر مین اختلاف ہوتا تھا اُسمین انکو حکم بناتے اور انکے قول کی طرف رجوع کرتے تھے - اِنکے کلام مین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے صفات کی معرفت کا رستہ فکر اور اُسکے حکم و آیات سے

عبرت حاصل کرنی ہے اور اُسکی ذات کے کنہ کو پہچاننے کا عقل کے لئے کوئی رستہ نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اگر خدائی حکمت عقلون کی حد مین ختم ہوجاتی اور ربّانی قدرت علوم کی یافت مین منحصر ہوتی تو وہ اس حکمت و قدرت کا نقص ہوتا لیکن ازل کے اسرار اُسیطرح عقلون سے چھپے ہوئے ہین جسطرح جلال کے جلوے آنکھون سے۔ اسلئے وصف کے معنی وصف ہی مین لوٹ آتے ہین اور فہم یافت سے بے بہرہ ہے اور ملک ملک مین گردش کیا کرتا اور مخلوق اپنے شکل تک پہونچکر رہجاتی اور اپنی شکل تک اُسکی طلب شدید رہتی ہے اور رحمن کے آگے آواز مین بیٹھ جائینگی پس کُسر پُھسر کے سوا تو کچھ اور نہ سُنے گا۔ اور انکا قول ہے کہ ساری مخلوقات ذرہ سے لیکر عرش تک اسکی معرفت کی متصل راہین اور اُسکے ازلی ہونے پر مستقل دلیلین ہین اور ساری ہستی اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوئی زبانین ہین اور سارا عالم ایک کتاب ہے جسکے حرفون کو مُبصر اپنی بصیرت کے اندازہ سے پڑھتے ہین۔ اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جب دلون کے چمنستان پر سعادت کی ہوا چلتی اور عنایت کی بجلی کوندتی اور غیب کے بادلون سے حقائق کی پھوہار ین پڑتی ہین تو انمین قرب محبوب کے شگوفے نکلتے اور نیل مطلوب کے پھولون سے رونق آتی ہے۔ اُسوقت مشاہدہ کی لذت مین انکو قرب کی ہوا ملتی ہے اور سماع کے ذریعہ سے حضور کی جلوہ گری کے خواستگار ہوتے ہین۔ اور رویت کی آگ کو اُسوقت دیکھتے ہین جب محبت کی روشنی اُسے سُلگاتی ہے مگر مقام کے ساتھ اُنس سے غلبہ سرگشتگی کے باعث آنکھین نیچے ہوئے نور ازل کی طرف متوجہ رہتے ہین۔ اور فنا کے قدمون سے وصل کی خلوت مین مسامرت کے لحاظ پر مناجات کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور غلبہ ازل کی بقاء

مین حدوث کے حاشیون کو لپیٹ دیتے ہین - بس اسوقت انکی روحین غیب الغیب
مین راسخ ہوجاتی ہین اور انکے اسرار ستر الستر مین ڈوب جاتے ہین - تب اُن کا
مولیٰ اُنکو بھیجتا ہے جو کچھ بھیجتا ہے اور مقتضاے آیات مین سے اُن سے وہ
باتین چاہتا ہے جو اور سے نہین چاہتا اور وہ زیادتی کی طلب مین فہم عینی سے علم لدنی کے دریاؤن مین
غوطے لگاتے ہین - چنانچہ اُن محفوظ خزانون مین سے جو ذرات وجود مین سے ہر
ذرہ کے نیچے دبے پڑے ہین علم مکنون و سر مخزون اُنکے لئے منکشف ہوجاتے
ہین اور وہ سبب پیدا ہوجاتا ہے جس سے بارگاہ قدس سے متصل ہوجاتے اور
اوس بارگاہ سے اپنے آقا عزوجل کے پاس جاتے ہین - پس وہ انہین اپنے
پاس کے وہ عجائب دکھلاتا ہے جنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور
نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا - اور انکا قول ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا
اُسمین لوگون کی ستایش کچھ تغیر نہین کر سکتی - اور کہا کرتے تھے کہ جسنے اپنے
آقا کی صحبت پر صبر نکیا اللہ اُسکو غلامون کی صحبت مین مبتلا کرے گا اور جس کی
امیدین اپنے آقا کے سوا سب سے منقطع ہوگئین وہی حقیقت مین بندہ ہے -
اور انکا قول ہے کہ جو شخص رضا مین ثابت قدم ہوا اُسنے مصیبت سے لذت
اُٹھائی - اور انکا مقولہ ہے کہ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے - اور یہ کہا کرتے تھے
کہ دیکھو خبردار! طریق کو مضبوط کر لینے اور قدم کو جما لینے کے قبل صاحب احوال کی
نقل نہ کرنا ورنہ سیر و سلوک سے روک دیے جاؤ گے - اور تمہاری تخلیط کی وسیل
مخلطین کے ساتھ تمہاری صحبت اور تمہاری لغویت کی دلیل ہرزہ درا ؤن کے ساتھ
تمہاری صحبت اور تمہاری وحشت کی دلیل وحشت زدون کے ساتھ تمہاری صحبت ہے

اور جس شخص پر اُسکا حال غالب ہووہ ہماری سماع کی مجلس مین نہ آئے نقل ہے کہ ایک دن انکے یارون نے ان سے کہا کہ آپ ہمسے کچھ حقائق کیون نہین بیان کرتے - اسپر انہون نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آج کسقدر میرے مرید ہین - لوگون نے کہا کہ چھ سو آدمی - انہون نے کہا کہ ان مین سے سو کو چھانٹ لو - اور پھر سو مین سے بیس کو اور بیس مین سے چار کو - اور یہ چار ابن القسطلانی - ابو الطاہر - ابن الصابونی - اور ابو عبد اللہ قرطبی تھے - اور جب یہ لوگ انتخاب ہو چکے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مین حقائق مین سے ایک کلمہ بھی علی رؤس الاشہاد زبان پر لاؤن تو سب سے پہلے یہی چار میرے قتل کا فتوی دین - انکو یہ علم کشف ہوا کرتا تھا - ایک سال دریاے نیل اسقدر زیادہ چڑہا کہ مصر کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا اور اس چڑہاؤ کو اتنا قیام ہوا کہ تخمریزی کا وقت گزرا جاتا تھا - اس سبب سے لوگون نے شیخ ابو عمرو کے سامنے آکر نالہ وزاری کی - شیخ نے دریاے نیل کے کنارہ پر آکر اسکے پانی سے وضو کیا - اور اُسیوقت دو ہاتھ اسکا پانی اتر گیا - اور آخر زمین پر سے اسقدر پانی ہٹ گیا کہ زمین کھل گئی اور لوگون نے دوسرے ہی دن سے کاشت شروع کر دی - اور ایک سال یہ اتفاق ہوا کہ دریاے نیل کو طغیانی ہی نہوئی اور جو تنے بونے کا بہت سا وقت نکل گیا اور اناج کا نرخ گران ہو گیا اور لوگون کی جان کے لالے پڑ گئے - آخر لوگون نے شیخ ابو عمرو کے پاس آکر واویلا مچائی - اور انہون نے نیل کے کنارہ پر آکر آفتابہ سے جو انکے خادم کے پاس تھا وضو کیا - چنانچہ اُسی دن دریاے نیل کا پانی بڑہ گیا اور برابر بڑہتا ہی رہا یہانتک کہ پوری حد کو پہونچ گیا - اور اللہ نے اس سے لوگون کو منتفع کیا اور اُس سال لوگون نے بہت زیادہ کاشت کی - اور ایک مرتبہ مصر مین پانچ کانین عشار کی نماز

پڑھکر اپنے خادم ابو العباس مقری کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ پا باہر نکلے اور مکہ پہونچکر دیر تک دونون نے حجر اسود کے پاس نماز ادا کی - اسکے بعد دونون مدینہ طیبہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرکے بیت المقدس پہونچے - یہان بھی دونون نے گھنٹے بھر تک نمازین پڑھین - اور فجر سے پہلے مصر لوٹ آئے - ابو العباس کا بیان ہے کہ اس شب کو مجھے مطلق تکان نہ معلوم ہوا - اور اگر کوئی عرب عجمی زبان مین اور کوئی عجم عربی زبان مین گفتگو کرنی چاہتا تو یہ اُسکے مُنہ مین اپنا لعاب دہن ڈالدیتے تھے اور وہ اپنی مادری زبان کی طرح اُس سے واقف ہوجاتا تھا - ننانوے سال سے زیادہ کی عمر پاکر ۵۶۴ھ پانچسو چونسٹھ ہجری مین مصر سے روضۂ رضوان سدھارے اور وہان کے قرافہ مین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شرقی جانب ستون کے متصل مدفون ہوئے - ان کا مزار اس مقام مین ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو آتے ہین -

(۲۷۳) شیخ سُوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان مشرق کے سردارون - عارفون کے صدر نشینون اور بڑے محققون مین سے تھے ان مین کرامات اور مقامات بلند اور اشارات ارجمند پائے جاتے تھے - اور یہ اُن مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ عالم مین تصرف کا مالک بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انین علم شریعت و حقیقت دونون جمع کیا تھا - سنجار اور اسکے قرب و جوار کے سچے مریدون کی تربیت کی ریاست انکو ملی تھی - اور انکی تعظیم و احترام پر مشائخ کا اجماع

تھا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آتے تھے - آنکا کلام ہے کہ عارفون کے مقام ساٹھ اصول پر ہین : - سرّ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد - معاملات مین اللہ سے اعتصام امر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا - ظاہر و باطن مین اللہ کے بندون کو نصیحت کرنی - طی و نشر مین اللہ تعالیٰ کے اسرار کو چھپائے رکھنا - باوجود علم کے صبر کے ساتھ حال پر قایم رہنا - اور لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین کا ذکر کرنا - پس جب عارف نے ان احوال کو طے کیا اور افعال کی رویت سے ترقی کی تو اللہ تعالیٰ سرّ کے ذریعہ سے اپنی طرف کے قصد مین اسپر نفس کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ قلب تجلی کے انوار سے بذریعہ نفس سرور کے اور اُنس کے چراغ سے جو کشف کے مشکوٰۃ مین ہوتا ہے آرام پاتا ہے اور یہ نفس ارواح کے معارج احوال مین غائب ہونے اور اسرار کے مدارج روح القدس مین متفرق ہونیکے بعد جبلتون کے مادّہ کو قطع کر دینے اور علم کے متحد ہونے اور اسم کے چلے جانے کے ذریعہ سے صرف حضرت شہود ہی مین رہتا ہے - اور یہ عارفون کا سب سے پہلا لباس اور ارواح عارفین کی سب سے پہلی استراحت ہے - اور یہی وہ حال ہے جسکے شہود کا نور اُسکے وجود کے نور کو نہین بجھاتا اور جسکے وجود کا نور اُسکے شہود کی حقیقت پر پردہ نہین ڈالتا - اور سرّ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حجاب مین حقیقت کھلم کھلا ظاہر ہو جاے - اسکے بعد اللہ تعالیٰ اُسکے لیے اعتصام باسم مین عنایت کا دروازہ کھولدے - اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے لیے اُسکی بصیرت سے تین طرح کی آنکھین کھولدے - ایک وہ آنکھ جس سے معرفت کا ادراک ہو - دوسری وہ آنکھ جس سے انوار حقائق کا ادراک ہو - اور تیسری وہ آنکھ جس سے

انوار معرفت کا ادراک ہو۔ جیسا کہ آنکھیں تین قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ چشم بصر چشم بصیرت اور چشم روح۔ پس چشم بصر محسوسات کا ادراک کرتی۔ چشم بصیرت معنویات کا ادراک کرتی اور چشم روح ملکوتیات کا ادراک کرتی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ جلوس مع اللہ میں اُسکے لئے عین تفرید میں غرق ہو جانے کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ اور اُسکے پانچ ارکان ہیں (۱) فنا قرب عین مشاہدہ میں۔ (۲) اضمحلال علم بحر جمع میں۔ (۳) استہلاک فنا بحر ازل میں۔ (۴) استغراق وجود طی عدم میں (۵) اور استعدام بقا برق ابد میں۔ پس فنا قرب عین مشاہدہ میں مرسلوں کے لئے اسرار کا درست اور خالص کرتا ہے۔ اور اضمحلال علم بحر جمع میں صدیقوں کے لئے رویت اور ابرار کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور مشاہدہ انوار صفات کے لئے اور استہلاک فنا بحر ازل میں مرسلوں کے لئے حقیقت اور مقربوں کے لئے حق و طریقت ہے۔ اور استغراق وجود طی عدم میں۔ صدیقوں کے لئے توحید کی تفرید اور ابرار کے لئے تجرید کی تحقیق ہے۔ اور استعدام بقا برق ابد میں شہیدوں کے لئے نزدیکی کی زندگی اور رزق کی ہمیشگی ہے اور صالحوں کے لئے نسیم روح استراحت ریحان اور معارف جنت نعیم ہے۔ پس عین مشاہدہ میں فنا قرب سے عقل ہوئی۔ اور بحر جمع میں اضمحلال علم سے روح ہوئی۔ اور بحر ازل میں استہلاک فنا سے سر ہوا۔ اور طی عدم میں استغراق وجود سے ذرّا ہوا۔ اور برق عدم میں استعدام بقا سے ذات کامل الوجود اور تامۃ التقویم ہوئی۔

اسلئے عقل سے ایمان و روح کے درمیان خطاب قائم ہوتا ہے۔ اور سر سے حکم سمجھا جاتا ہے۔ اور ذر سے حکم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ذات سے حرکت واقع

ہوتی ہے - اس سبب سے حرکت حکم کا ظاہر ہے - اور حکم امر کا ظاہر ہے - اور امر خطاب
کا ظاہر ہے - اور خطاب ایمان کا ظاہر ہے اور ایمان صفات کا ظاہر ہے - اور صفات ذات کا ظاہر ہے پس ایمان
عقل کی بصیرت اور روح کی بصیرت امر حکم کی بصیرت اور حکم حرکت کی بصیرت ہے - اور یہی اُسکی حقیقت ہے جبکا
عارف منتہی پر معرفت کے درجہ مین کشف ہوتا ہے اور اُنکا قول ہے کہ علوم تین ہین
ایک علم اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ امر نہی احکام اور حدود کا علم ہے دوسرا علم اللہ تعالیٰ
کے متعلق ہے اور یہ امید و بیم اور محبت و شوق کا علم ہے اور تیسرا علم اللہ تعالیٰ کا ہی
اور یہ اُسکے نعوت و صفات کا علم ہے - اور علم ظاہر طریقت کا علم ہے - علم باطن
منزل کا علم - اور علم حکم مشیع کا علم ہے - اور حبس باطن کو ظاہر پر یا نہ کرے وہ باطل
ہے - اور اُنکا قول ہے کہ عقل کی جڑ خموشی ہے اور اسکا باطن اسرار کا چھپانا اور
اسکا ظاہر سنت کا اقتدار - اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص اولیا اللہ کے پیچھے پڑیگا
اسکو اللہ تعالیٰ اس بلا مین مبتلا کرے گا کہ مرتے وقت اُسکی زبان سے کلمۂ شہادت
نہ نکلے گا - اور ہمارے شہر کے بڑے لوگون مین ایک شخص تھا جو فقیرون کو بُرا
کہا کرتا تھا - وہ جب مرنے لگا تو لوگون نے اُس سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ
اسنے کہا کہ مجھسے یہ نہین ہوسکتا - مین سمجھ گیا کہ کہا سنے یہ وبال آیا - اسلئے مین فقرا
کے حضور مین حاضر ہوا اور اُنکو راضی و خوشنود کرتا رہا یہانتک کہ وہ اُس سے راضی
ہوگئے - اور اُسکی زبان کھل گئی - اور مین خدا سے چاہتا ہون کہ اسکی توبہ قبول ہوجائے
اور انہون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کو نظر بد کر دیکھ رہا ہے تو اسکو منع
کیا مگر وہ باز نہ آیا تو کہا کہ خداوندا اسکی بینائی جاتی رہے - چنانچہ وہ اُسی وقت اندھا ہوگیا
مگر سات دن کے بعد آکر اسنے توبہ کی اور معافی چاہی - تو شیخ نے کہا کہ خداوندا اسکی

بینائی اسکو واپس دے مگر اپنے گناہون کے لئے واپس نہ فرما - اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکی بینائی فوراً لوٹ آئی - اور اسکے بعد اس شخص کا یہ حال تہا کہ جب ممنوع چیز کو دیکھنا چاہتا تو اندہا ہوجاتا اور بعد مین پہر اسکو دکہائی دینے لگتا تہا - اور انکے پاس ایک اندہے نے آکر عرض کیا کہ مین بال بچہ والا ہون مگر کسب کرنے سے معذور ہون - انہون نے کہا کہ باغ خدا اسکی آنکہین روشن ہوجائین - اور وہ بیس برس کے بعد مسجد سے سونگہا ہو کر باہر نکلا - اور یہی مرا - یہ سنجار مین سکونت رکہتے اور مرتے دم تک اُسی کو وطن بنائے ہوئے تہے وہین بہت عمر پاکر فوت ہوئے اور انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۷۴) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر مشائخون عظیم الشان عارفون اور سربرآوردہ محققون مین سے اور صاحب کرامات و مقامات تہے - بڑی ہمت اعلیٰ ہدایت روشن کشائش اور ظاہر و عیان کشف سے ممتاز تہے حتی کہ ان سے احوال قوم کی مشکلات حل ہوئین - اور یہ اُن چار[۵] مین سے ایک ہین جو ملک عراق مین اپنی قبرون مین سے تصرف کیا کرتے ہین - اور

---

۵ مترجم کہتا ہے کہ صاحب جامع اصول الاولیاء لکہتے ہین کہ علی القرشی نے کہا ہے کہ مینے چار بزرگون کو دیکہا کہ وہ اپنی قبرون مین زندہ لوگون کیطرح تصرف کرتے ہین - (۱) شیخ عبدالقادر (۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل منبجی (۴) اور شیخ حیات بن قیس حرانی - اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بہی مشکوٰۃ کی فارسی شرح کی کتاب الموتی والقبور مین اسکا ذکر کیا ہے لیکن چارون کے نام نہین دیئے ہین - ۱۲

اہل حران انکو واسطہ بھیجکر نزول باران کی دعا کرتے تھے اور وہ قبول ہوتی تھی۔ آنکے اقوال مین سے یہ ہین :۔ جبتک کہ آدمی کی معرفت کا نور اُسکی پرہیزگاری کے نور کو بجھا نہ دے وہ متمکنون مین شمار نہین ہوتا۔ وقار کی حقیقت اندرون کو غفلتون کی نیند سے بیدار اور ہمتون کا ساری کائنات سے خالی کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل مین دیکھنا اور صدیقین کے احوال کا منکشف ہونا چاہے اسکو چاہیئے کہ حلال کے سوا کچھ نہ کھاتے اور سنت و فریضہ ہی پر عمل کرے اور جو لوگ وصول و مشاہدۂ ملکوت سے محروم ہوے وہ صرف دو ہی چیزون سے ہوے ایک کھانے کی بُرائی اور دوسری خلق اللہ کی دل آزاری۔ رقت قلب کے لئے ذکر کرنے والون کی ہمنشینی اختیار کرو اور دائمی کوشش سے نور قلب حاصل کرو۔ خلوص والے مرید کی نشانیون مین سے یہ ہے کہ اُسکے ذکر سے نہ تھکے۔ اور اُسکے حق سے نہ گھبرائے اور سنت و فریضہ کو لازم کرلے۔ اور سنت (یعنی اللہ کے) دنیا کا ترک ہے اور فریضہ حق جل وعلا کی صحبت زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اُسکو اپنا پیشہ بنانے سے حذر کرو۔ اور محبت معرفت کی شمع اور طریقت کا سرنامہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ لقاء محبوب تک پہونچتے ہین۔ حران کو اُنہون نے اپنا مسکن اور مرتے دم تک وطن بنایا تھا۔ یہین ۵۸۱ھ پانچسو اکاسی ہجری مین حیات ابدی حاصل کی۔ اور شہر کے باہر دفن ہوے جہان انکی قبر ظاہر اور لوگون کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۵) شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت بڑے بزرگان شام سردارانِ عارفین۔ اور صدر نشینان بارعین مین سے

تھے انکے اشارات بلند۔ ہمت عالی۔ انفاس صادقہ۔ کرامات خارقہ اور تصرفات نافذہ تھے۔ ملک شام مین مریدون کی تربیت انکے سپرد تھی۔ علماء و مشائخ ان کا احترام کرتے اور انکو بزرگ مانتے اور تمام سے زیارت کرنیوالے انکے پاس آتے تھے انکے بعض کلام معرفت الیتام یہ ہین :۔ عارف کا مشاہدہ اُسکو "جمع" مین رکھتا ہے اور تمکین "تحکیم" کا اور اطلاع مین "تفرقہ" کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ عارف واصل ہوتا ہے صرف اتنی بات ہے کہ اُسپر اللہ تعالیٰ کے اسرار سب یکبارگی آجاتے ہین اس سبب سے وہ اُنکے انوار مین سرگشتہ اُسکے دریاؤن مین مستغرق اُسکی تنزیل مین مستہلک رہتا ہے۔ اور عارف وہ ہے جسکے دل مین اللہ تعالیٰ نے ایک لوح دیدی ہے جسمین موجودات کے اسرار منقوش ہین اور وہ اسکی مدد سے حق الیقین کے انوار مین اُن سطرون کے حقائق کو اُنکے اطوار کے اختلافات کے ساتھ سمجھتا ہے اور افعال کے اسرار کو بوجھتا ہے اسلئے ملک و ملکوت مین کوئی حرکت ظاہری یا باطنی ایسی نہین ہوتی جسکو اللہ تعالیٰ اسکے ایمان کی بصیرت اور ظاہر مین آنکھ

عہ جمع و تفرقہ۔ جو چیز تمہاری طرف نسبت کیجاوے وہ تفرقہ ہے۔ اور جسکی تم سے نفی کی جاوے وہ جمع ہے۔ اور اسکے معنی یہ ہین کہ جو چیز بندہ کے کسب مین سے ہو یعنی لوازم عبودیت کی بجاآوری اور احوال بشریت کے لوازم وہ تفرقہ ہین۔ اور جو حق کی جانب سے ہو یعنی معانی کا ایجاد اور لطف و احسان کا آغاز وہ جمع ہے۔ ۱۲ عہ یہ راسخ ہونے اور استقامت پر جمع جاتا ہے اور جبتک بندہ بہت مین ہوتا ہے اُسوقت تک وہ صاحب تلوین ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے کیطرف ترقی کرتا اور ایک وصف سے دوسرے کیطرف منتقل ہوتا ہے مگر جب واصل و متصل ہوا تو اسکو تمکین حاصل ہوگئی ۱۲ کتاب التعریفات۔ مترجم

کے سامنے کھول نہ دیتا ہو اسلئے وہ اُسکو علم اور کشف کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور ایسا ہی شخص اپنے اندرون سے آفتاب کیطرح اکوانِ ملکوت پر چڑھ جاتا ہے اسیوجہ سے نظر اسکی تاب نہین لاسکتی اور ایسے شخص کی صفت یہ ہے کہ اعمال کو علم سے اور احوال کو سرّ[ع] سے مکمل کیے ہوے ہو - اور ایسے لوگ تین قسم کے ہوتے ہین[ل] حاضر غائب اور غریب[ک] پس وہ لطائفِ علم کے ذریعہ سے حاضر ہے اور شواہد حقیقت کے اعتبار سے غائب ہے - اور غریب وہ ہے کہ اسکے اور ماسوی اللہ کے درمیان بسبب منقطع ہو - اسلئے جو شخص اسکے نفس کے بغیر اُسکے مقابل آے گا وہ جل جائے گا اور غربت کی حقیقت دو "اَین[ص]" کا ساقط ہو جانا اور رسم کا مٹ جانا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلے پھر اُسکو آئے موت - تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا" اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اسباب کو ظاہر کردے اور اُس سے حجاب دور کردے اور اللہ تعالیٰ اُسکو امور کے باطن پر بذریعہ کشف و فراست کے مطلع کردے - پس وہ اُنکو کشف کے ذریعہ سے اجمالاً اور فراست کے ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ اصل وضع اور حقیقت رسم کے مطابق جانے اسلئے وہ ارواح سے اُنکی وضع کی حیثیت سے

ع سرّ اکی اصطلاح مین اُس لطیفہ کو کہتے ہین جو قلب مین اُسی طرح ودیعت رکھا گیا ہے جسطرح روح بدن مین - اور یہی مشاہدہ کا محل ہے جسطرح روح محبت کا محل - اور قلب معرفت کا محل ہے - ۱۲ مترجم

ک جو حالت کہ مکان مین آنے سے کسی چیز پر عارض ہوتی ہے اسکو "این" کہتے ہین - ۱۲ مترجم

ص (پارہ ۵ - رکوع ۱۱) سورہ نساء کی تونین آیت - ۱۲

اور اجسام سے اُنکی ترکیب کی حیثیت سے خطاب کرے اور علوم کیطرف اشارہ کے
رموز سے اشارہ کرے اور کشف عبارت کو سمجھے - اور تیزی دندی ہر بُرائی کی کنجی ہے
اور غصہ تکو عذرخواہی کی رسوائی کے مقام مین کھڑا کرتا ہے - اور عمدہ اخلاق قدرت کے
وقت معاف کردینا ذلت مین انکساری کرنی اور بغیر منت کے عطا کرنا ہے - اور جب
تم اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اسپر قابو پانے کے شکریہ مین اُسکو معاف کردو - اور کریم
وہ ہے جو مصیبت کو برداشت کرے اور ابتلا کے وقت شکوہ نہ کرے - اور
عمدہ ترین اخلاق قدرت والے کا درگزر اور احتیاج والے کی بخشش ہے - اور
غصہ کا سبب نفس پر اُس شخص کیطرف سے جو اُس سے بالاتر ہے ایسی باتون
کا ہجوم ہے جنکو وہ ناپسند کرتا ہے - اور غصہ انسان کے باطن سے ظاہر کیطرف
آتا ہے اور غم انسان کے ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے - اسلئے غم سے
دُکھ درد پیدا ہوتے ہین اور غصہ سے سطوت و انتقام ظہور مین آتے ہین - شیخ
تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین سماع کی ایک مجلس مین گیا جہان
شیخ رسلان بھی موجود تھے - قوال نے کوئی شعر گایا تو شیخ رسلان رضی اللہ عنہ
جست کرکے ہوا مین چلے گئے اور دیر مین اُنھون نے کئی چکر کئے پھر آہستہ آہستہ
زمین کی طرف آئے - اور وہ اسیطرح کئی مرتبہ کرتے رہے اور حاضرین دیکھتے رہے اور
جب وہ زمین پر آکے ٹھیر گئے تو انجیر کے ایک درخت سے (جو اس مکان مین
تھا اور خشک ہوگیا تھا اور کئی سال سے اسمین پھل نہین لگتے تھے) ٹیک لگا کر بیٹھے وہ
درخت سرسبز و شاداب ہوگیا اُسمین پتے بھی نکلے اور اُس سال اُس مین پھل بھی
لگے - دمشق مین رہتے تھے اور سن رسیدہ ہوکر وہین فوت اور شہر کے باہر مدفون ہوئے

لوگ وہان انکی قبر کی زیارت کرتے ہین - اور جب لوگون نے کندہون پر ان کی نعش اُٹھائی تو بہت سی سبز چڑیان آکر اُسپر منڈلاتی رہین -

(۲۷۶) شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ سربرآوردہ بزرگان مغرب اور مربیان صدر نشین مین سے تھے - غایت شہرت سے تعریف کے محتاج نہین ہین - ان کا نام شعیب تہا اور انکے بیٹے مدین وہ تھے جو شیخ عبدالقادر وشطوطی کی جامع مسجد واقع مصر مین اس حصار کے باہر جو مصر کے شرقی جانب سے متصل ہے برکہ قرع مین مدفون ہین اور انکی قبر پر بڑا سا گنبد ہے اور لوگ انکی قبر کی زیارت کیا کرتے ہین - اور انکے والد تو شہر تلمسان واقع ملک مغرب کے جبانہ عبادلہ مین مدفون ہین - انکی عمر اسّی کے قریب پہونچی تہی اور انکی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے - انکے تلمسان آنے کا سبب یہ ہوا کہ امیرالمومنین کو جب انکی خبر پہونچی تو اُسنے حکم دیا کہ شہر بجایہ سے لاکر اُنکو حاضر کیا جاے تاکہ اُن سے برکت حاصل کیجاے - چنانچہ جب وہ تلمسان پہونچے تو کہنے لگے کہ مجھے سلطان سے کیا واسطہ آج شب کو ہم بہائیون سے ملینگے - بعدہٗ وہ اُترے اور قبلہ رُخ ہوے اور اُنہون نے کلمۂ شہادت پڑہا اور کہا کہ "دیکھو مین آگیا دیکھو مین آگیا اور اے میرے رب مینے تیری طرف آنے مین جلدی کی تاکہ تو راضی ہو" بعدہٗ اُنہون نے کہا "اللہ ہی زندہ جاوید ہے" اور انکی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی - شیخ ابو الحجاج اقصری کہتے ہین کہ مینے اپنے پیر شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے سُنا - وہ کہتے تھے کہ

سنہ ۵۸۰ پانچسو اسی ہجری مین خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو مینے ان سے اپنے شیخ ابو مدین کے بارہ مین پوچھا۔ انہون نے کہا کہ "وہ اسوقت مین صدیقون کے امام ہین۔ اور اُنکی اس ارادت کا بھید یہ ہے کہ جو بھید کہ حجاب قدس مین محفوظ ہے اُسکی کنجی اللہ تعالیٰ نے انکو عطا فرمائی ہے۔ اسوقت ان سے بڑھکر اسرار مرسلین کا جامع کوئی نہین ہے"۔ بعدہ شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ اور ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے تھوڑے ہی دن بعد فوت ہوے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مین ذکر کیا ہے کہ مین اور بعض ابدال کوہ قاف پر پہونچے تو ہمارا گزر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اُس پہاڑ کو حلقہ کیے ہوے تھا۔ میرے ساتھی نے مجھہ سے کہا کہ اسکو سلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔ چنانچہ مینے سلام کیا اور اُسنے جواب دیا۔ پھر اُسنے پوچھا کہ کس ملک سے آتے ہو ہمنے کہا کہ بجایہ سے۔ اُسنے پوچھا کہ ابو مدین کا حال وہان کے باشندون کے ساتھہ کیسا ہے۔ ہمنے کہا کہ اپر زندیق ہونے کا اتہام لگاتے ہین۔ اسنے کہا کہ واللہ بنی آدم کی آنکھون پر پردے ہین واللہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ عزوجل اپنے جس بندہ کو دوست رکھے گا اُسکو کوئی بھی بُرا سمجھے گا۔ پھر ہمنے اُس سے پوچھا کہ تجھے اسکا علم کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ سبحان اللہ روے زمین پر کوئی جانور ایسا بھی ہے جو اُن سے ناواقف ہو واللہ وہ تو اُن لوگون مین سے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا اور اُنکی محبت بندون کے دلون مین اُتاری ہے اُنکو تو کافر یا منافق ہی بُرا سمجھے گا انتہیٰ مین کہتا ہون کہ بزرگون نے انکی تعظیم و اجلال پر اجماع اور انکا ادب کیا ہے۔ یہ خوش منظر خوبصورت منکسر مزاج زاہد پرہیزگار محقق اور کریم الاخلاق تھے۔ انکے کچھہ اقوال فیض اشتمال

یہ ہین :- قلب کا تو صرف ایک ہی رخ ہے جب اوہر متوجہ ہوا تو دوسری طرف سے محجوب ہوگیا- جمع وہ ہے جو تمہارے تفرقہ کو دور کردے اور تمہارے اشارہ کو مٹادے اور وصول تمہارے اوصاف کا ڈوب جانا اور تمہاری نعوت کا منتشر ہوجانا ہے- غیرت یہ ہے کہ نہ تم پہچانو اور نہ پہچانے جاؤ- سب سے بڑا لدارہ وہ ہے جسکے حق کی حقیقت حق تعالیٰ اُسپر ظاہر کردے- اور سب سے بڑا محتاج وہ ہے جسکے حق کو حق تعالیٰ اُس سے پوشیدہ رکھے- جو اُنس شوق سے خالی ہے اُسمین محبت نہین ہے- جو شخص ایسی حقیقت کے پائے جانے سے پہلے خلق کیطرف نکلکر آئے جو اِس کو بُلائے وہ دہوکے مین ہے اور جس شخص کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ایسے حال کا مدعی ہے جسکا کوئی ثبوت اُسکے ظاہر مین نہو اس سے حذر کرو- جب حق ظاہر ہوا تو اسکے ساتھ اسکا غیر باقی نہ رہا- جس نے عبودیت کی آنکھ سے تحقیق کی وہ اپنے افعال کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوے کی آنکھ سے اور اپنے اقوال کو افتراء کی آنکھ سے دیکھے گا- جسمین ذرا سا بھی نفس باقی رہا وہ صریح آزادی تک نہ پہونچا- وہ جو تجھے مشاہدہ کرتا ہے اُسکو دیکھ اور تو جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے اُسکو نہ دیکھ- قریب اُسکے قرب سے خوش ہے اور عاشق اسکے عشق سے عذاب مین ہے- فقر توحید کی نشانی اور تفرید کی دلیل ہے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اُسکے سوا کو تو نہ دیکھے فقر کو جب تک تم چھپائے ہو اُسمین ایک نور ہے اور جب تم نے اسکو ظاہر کردیا تو وہ نور چلا گیا- جسکو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا- اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق سے غائب ہوجائے- جس شخص نے موجودات کی طرف ارادہ و شہوت کی نگاہ سے دیکھا وہ ان سے عبرت حاصل کرنے

اور نفع اُٹھانے سے روکدیا گیا۔ جسنے کسی کو پہچانا اسنے خدا کو نہین پہچانا اور باعتبار علم وقدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہین ہے اور نہ باعتبار ذات وصفات کے کوئی چیز اُس سے ملی ہوئی ہے۔ جو شخص اُسکی معرفت کی صلاحیت نہین رکھتا اُسکو وہ اُسی کے اعمال کی رویت مین مشغول کرتا ہے اور جسنے اُسکی سُنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہونچا جسنے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُسکے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُسنے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصون کی صحبت سے منع کرتے ہین اُسکے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص وہ شخص ہے جسنے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جسکو معاملات کا تجربہ نہوا اور جسکے قدم اس راہ مین جمے نہون گو اُسکی عمر ستر برس کی کیون نہو۔ اور کہا گیا ہے کہ ناقصون سے مراد مخلوقات ہین جو ماسوی اللہ ہین مین کہتا ہون کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد وتعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگون کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جسکا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر بیراہ کرنا اور ہوا و ہوس پہ دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہے کہ دو طریق کو محکم کر لینے اور احوال مین تمکین حاصل ہونے کے قبل فنا کے مین ہرگز نہ پڑنا ورنہ یہ تمکو کمال کے درجون سے محروم کر دینگے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس مین اپنی زیادتی وکمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہین ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فخر ہے۔ علم غنیمت ہے۔ خوشی نجات ہے ناامیدی راحت ہے۔ زہد عافیت ہے۔ اور ملک جھکنے بھر بھی حق کی فراموشی خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے،

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیات ہے اور اُس سے وحشت کرنا موت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غفلت ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہونچے ہوے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جسنے اپنے رب مین مشغول کو مشغول کیا اُسپر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگون نے انکے دروازہ پر جمع ہو کر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوے تھے وہ ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ مین تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھسے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ بھاگے۔ تب انہون نے لوگون کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اُتر کر انکے پاس آ آ کر پر پھیپھڑانے لگے حتی کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین مین سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ "ہر بدل" عارف کے قبضہ مین ہوتا ہے کیونکہ "بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جو شش کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہان شیر ایک گدہے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدہے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہین جا سکتا تھا۔ انہون نے گدہے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے

اور نفع اُٹھانے سے روکدیا گیا۔ جسنے کسی کو پہچانا اسنے خدا کو نہین پہچانا اور باعتبار علم وقدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہین ہے اور نہ باعتبار ذات وصفات کے کوئی چیز اُس سے ملی ہوئی ہے۔ جو شخص اُسکی معرفت کی صلاحیت نہین رکھتا اُسکو وہ اُسی کے اعمال کی رویت مین مشغول کرتا ہے اور جسنے اُسکی سُنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہونچا جسنے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُسکے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُسنے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصون کی صحبت سے منع کرتے ہین اُسکے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص وہ شخص ہے جسنے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جسکو معاملات کا تجربہ نہو اور جسکے قدم اس راہ مین جمے نہون گو اُسکی عمر ستر برس کی کیون نہو۔ اور کہا گیا ہے کہ ناقصون سے مراد مخلوقات ہین جو ماسوی اللہ ہین مین کہتا ہون کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد وتعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگون کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جسکا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر بیراہ کرنا اور ہوا وہوس پہ دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہے کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال مین تمکین حاصل ہونے کے قبل محاکے مین ہرگز نہ پڑنا ورنہ یہ تمکو کمال کے درجون سے محروم کر دینگے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس مین اپنی زیادتی وکمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہین ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فخر ہے۔ علم غنیمت ہے۔ خوشی نجات ہے ناامیدی راحت ہے۔ زہد عافیت ہے۔ اور ہلاک چپکنے بہر حق کی فراموشی خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے،

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیات ہے اور اُس سے وحشت کرنا موت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غفلت ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہونچے ہوے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جسنے اپنے رب مین مشغول کو مشغول کیا اُسپر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگون نے انکے دروازہ پر جمع ہوکر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوے تھے وہ ان کو دیکھکر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ مین تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھسے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھکر نہ بھاگے۔ تب انہون نے لوگون کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اُتر کر انکے پاس آئے اور پر پھڑپھڑانے لگے حتی کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین مین سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ "ہر بدل" عارف کے قبضہ مین ہوتا ہے کیونکہ "بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے وحوش کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہان شیر ایک گدہے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدہے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہین جا سکتا تھا۔ انہون نے گدہے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے۔

سے آنکہ مینیج لیتا ہے یہانتک کہ موجودات منقلب ہوکر ظاہر کے لیے باطن اور ساکن
کے لئے متحرک ہوجائین پس قدر کی تمکین سے حکم کے قطع پر قلب کو سکون حاصل ہوتا
ہے اور شگفتہ واردات سے خوشی کا حاصل ہونا ہی اگر ان کی صورتون سے صدر کا
انشراح ہے مگر اس صورت مین کہ تلوین کے بعد مقام کا ثبوت اور تمکین کا رسوخ پایا جاے
اور جب ایسی حالت ہوگی تو آسمان اُسکی چادر اور زمین اسکا بچھونا ہوجائیگی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت
کی ہیبت قلب مین یہ ہے کہ اسکے مشاہدہ کے سبب سے چشم بصیرت جس مین اُسکے
ماسوا سے اندھی ہوجاے اسلیے نہ دیکھے مگر انوار جلال سے اور نہ سُنے مگر سواطع جمال
سے۔ رضا باعتبار حال کے تفرقہ کی نفی کرکے مجاری اقدار کے نیچے قلب کا سکون ہے
اور باعتبار جمع کے توحید کا جاننا ہے پس قدرت کو قادرین اور امر کو آمرین دیکھے گا اور
احوال مین سے کسی حال مین اس سے الگ نہوگا تمکن علم کا شہود بطور کشف کے
اسکی طرف احوال کا لوٹنا بطور قہر کے تصرف بذریعہ قادح کے بطور حکم کے اور امر کا کمال
ازروے شرع کے ہے۔ تہوک مین یہ فائدہ ہے کہ ذکر مین استغراق کے وقت
اسرار مین صفائی رہتی ہے۔ شوق ابتدای ذکر مین خوشی سے مستغرق ہوجانا بعدہ
توسط ذکر مین شکر سے غائب ہوجانا۔ بعد کو اواخر ذکر مین صحو سے حاضر ہونا ہے
اسلیے شوق انہین تین حالتون مین دائر ہے ہمت کے ساتھ استغراق۔ بیقراری کے
ساتھ غیبت اور نعش کے ساتھ حضور۔ پس مشتاق کا ایک نہائی وقت استغراق ہے
ایک نہائی غیبت اور ایک نہائی حضور۔ اور حیات یہ ہے کہ قلب کشف کے نور
سے زندہ رہے اور حق کے اُس راز کو پاجاے جس سے موجودات اپنے اطوار کے
اختلاف کے ساتھ ظہور مین آئے ہین نقل ہے کہ ایک دن انکے حلقہ مین آسمان

کیطرف سے ایک صورت گری جسکو حاضرین نے نہ پہچانا کہ کیا ہے۔ اور یہ ایک ساعت
تک سر جھکائے رہے۔ بعدہٗ وہ صورت آسمان کیطرف چلی گئی۔ لوگون نے اس کی
کیفیت پوچھی تو انہون نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ ہے اس سے ایک بیہودہ بات سرزد
ہوئی تھی اسلئے ہمسے سفارش کرنے کو آیا تھا۔ بارے اللہ تعالیٰ نے اسکے حق مین
ہماری شفاعت قبول فرمائی اور وہ اڑ چلا گیا آن سے جب کوئی آدمی کسی کام مین مشورہ
لیتا تو یہ کہتے کہ مجھے مہلت دو کہ مین تمہاری نسبت جبریل علیہ السلام سے اجازت
لے لون چنانچہ وہ ایک گھنٹے کی مہلت دیتا۔ اور اسکے بعد وہ جبرئیل کے کہنے کے مطابق
اُس شخص سے کہتے کہ اس کام کو کر یا نہ کر مین کہتا ہون کہ جبرئیل سے انکی مراد
وہ فرشتہ ہے جو انکے فعل پر تعینات تھا نہ کہ انبیاء علیہم السلام کے جبرئیل واللہ
اعلم اور یہ جب کسی حامی سے کہتے کہ علماء کے سامنے تقریر کر تو وہ آیات واحادیث
کے معانی مین اس تیزی سے تقریر کرتا کہ اگر دس ہزار لکھنے والے بھی موجود ہوتے
تو لکھنے سے عاجز رہتے تھے اور اسکے بعد جب وہ کہتے کہ خاموش ہوجا تو اُن علوم
کا ایک کلمہ بھی اُسے نہ آتا تھا۔ بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ اگر مین شیخ عبدالرحیم
کی وفات کے وقت موجود رہتا تو مین انکو دفن کرنے نہ دیتا بلکہ مین اُنکو روے زمین
پر رہنے دیتا تاکہ جو کوئی انکی طرف دیکھے یہ اوہ حکمت کی باتین بولنے لگتا۔ انہون نے
مقام قنا واقع صعید مصر مین وفات پائی اور انکی قبر وہان مشہور ہے لوگ اسکی زیارت
کرتے ہین۔ ایک مرتبہ انکے پاس سے ایک کتا گزرا تو یہ اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے
اور لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو انہون نے کہا کہ مین نے اسکی گردن مین نیلا ڈورا
دیکھا جو فقرا کی پوشش مین سے ہے۔ اور ایک بار ایک آدمی نے ان سے درخواست

کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو کہا کہ فقیرون مین اسطرح رہو جسطرح کبوتون کے ساتھ کبوتر رہتا ہے یعنی باوجود اسکے کہ اُنکے مصالح سے غافل نہ رہو زبان سے کچھ نہ بولو۔

(۲۷۸) شیخ ابو العباس احمد مکتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر و محققین بزرگان مصر مین سے تھے۔ تمام ملکون سے لوگ انکی زیارت کو آتے اور علمار مصر انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے۔ اور انکے والد مشرق مین حاکم تھے۔ زمانۂ آیندہ کے متعلق انکے مکاشفات تعجب انگیز تھے۔ جس چیز کی یہ خبر دیتے تھے وہ اُسی طرح واقع ہوتی تھی جسطرح یہ کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اپنے اختیار سے بات نہین کرتا۔ یہ کچھ ملجانے کی آرزو مین کہڑے رہا کرتے تھے اور اگر لوگ ان کو کچھ دیتے تھے تو یہ فقیرون کو خیرات کر دیتے تھے۔ انکی عمر کی نسبت لوگون مین اختلاف تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ یونس علیہ السلام کی قوم مین سے ہین بعض کہتے تھے کہ انہون نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مصر مین انکے پیچھے نماز پڑہی ہے اور بعض کہتے تھے کہ انہون نے شہر قاہرہ کو اسوقت دیکھا تھا جب اسکی آبادی جو پتّون کی تھی۔ شیخ عبد الغفار قوصی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کے باعث مینے خود ان سے پوچھا تو انہون نے کہا کہ اسوقت میری عمر چار سو بیس برس کی ہے۔ مصر والے اپنے یہان کی عورتون کو انکے دیکھنے اور انکی خلوت مین حاضر ہونے سے منع نہین کرتے تھے۔ ایک فقیہ (مولوی) نے اس بنا پر انکو بُرا کہا تو انہون نے اس سے کہا کہ اپنی خبر لو تمہاری عمر کے ساٹھ ہی دن باقی رہ گئے ہین

تم مرجاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جو کچھ انکو ملتا تھا وہی پہن لیتے تھے۔ اسلئے انکے سر پر کبھی نوسبزادنی عمامہ ہوتا تھا اور کبھی سفید کبھی جبہ و فتوحی زیب تن رہتی اور کبھی گدڑی۔ خلاصہ یہ کہ ایک وضع کے پابند نہ تھے۔ اور ایکمرتبہ ایک قاضی انکے انکار پر آمادہ ہوا اور اُسنے انکی تکفیر کا محضر لکھا اور اُسکو صندوق مین رات بھر کے لئے بند کر کے رکھا تاکہ صبح کو انکو بلاکر شریعت کا حکم سُنا یگا۔ لیکن سویرے جو اُسنے اس محضر کو ڈھونڈھا تو نہ ملا حال آنکہ صندوق کی کنجی اُسی کے پاس تھی۔ اور شیخ اُس محضر کو لئے ہوئے قاضی کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جسنے تیرے صندوق سے محضر کو نکال لیا وہ تیرے دل سے ایمان کو بھی نکال سکتا ہے۔ آخر قاضی تائب ہوا اور ڈر سے اپنے ارادہ سے باز آیا۔ انہون نے سنہ ۶۰۰ چھ سو ہجری کے قریب وفات پائی اور حینیہ واقع مصر مین دفن ہوے اور انکی قبر ایک مسجد مین ہے۔ لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔ اور لوگون نے انکو تین بار زہر دیا کہ مرجائین مگر اللہ تعالیٰ نے انکو چنگا کر دیا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ شدت سے انکے منکر تھے۔ اُن کا قول تھا کہ قطب و غوث و اوتاد و ابدال و اولیا رنہین ہوے ہین مگر اسی سے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اُنکی معرفت حاصل کی انکی شریعت کی متابعت اور انکے آداب کی پابندی کی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کسی بندہ کے قلب پر چاہتا ہے تو جو کچھ کہ بندہ کی طرف کا ہے وہ چلا جاتا ہے اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کیطرف کا ہے وہ رہ جاتا ہے تب بندہ مٹی کے برتن کیطرح باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ ابتدا سے پیدایش مین ہوتا ہے

اُسکی خود اپنی ذات کی حیثیت سے کوئی حرکت نہین ہوتی - اُسکی حرکت تو اُسی کیطرف سے ہوتی ہے جو اسکو جنبش دیتا ہے اور اسمین نہ کوئی اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ نہ علم اور نہ عمل - اور انکا قول ہے کہ جب دل نور سے معمور ہوگیا تو جتنے پردے کہ بندہ اور اللہ کے بیچ مین ہین سب اُٹھ جاتے ہین -

(۲۷۹) شیخ ابو الحجاج اقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر کبیر الشان اور مجرد تھے - اور انکے پیر شیخ عبدالرزاق جنکی قبر اسکندریہ مین ہے شیخ ابو مدین مغربی کے معزز اصحاب مین سے تھے - طریقت مین ان کا کلام بلند تھا - اور انکا تکیہ اور انکی تربت صعید مصر کے بالائی حصہ مین جسے اقصر بن کہتے ہین واقع ہے - انکے مناقب مشہور ہین - جنمین سے ایک یہ ہے کہ انکے زمانہ کے ایک مشہور امیر نے انکو بُرا کہا - تو انہون نے اس سے کہا کہ تو فقیرون کو بُرا کہتا ہے تو تو فلان شخص کے پاس کانا چنے والا ہے - چنانچہ وہ امیر اپنی بے ادبی و بداعتقادی کی سزا مین مرنے سے پہلے رقاص ہوگیا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جسکو اس راہ کا طالب پاؤ اُسے میرے پاس لے آؤ - اگر وہ سچا ہوگا تو اسکو پہونچا دینے کا میرا ذمہ ہے اور اگر صاحب غفلت ہوگا تو مین اُسکو نکال دونگا اور دور کردونگا تاکہ وہ مریدون کو ضائع نہ کرے کیونکہ وہ شخص محبوب تک نہین پہونچتا جو اُس کے غیر کے باعث محجوب رہتا ہے - انکے خادم شیخ ابو زکریا تمیمی کا بیان ہے کہ ابو الحجاج اقصری کے مریدون مین سے ایک شخص نے کئی مرتبہ چاہا کہ اپنے پیر کو مار ڈالے مگر

ناکام رہا - اس شخص کے عقیدہ مین یہ تہا کہ انکو مار ڈالنے سے مین انکے مقام پہونچ جاؤن گا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے پیر کے باعث محجوب پاتا تہا - آخر اُسنے اپنے پیر (شیخ ابوالحجاج اقصری) کو اسکی خبر دی - انہون نے کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ شیطانی خیال ہے جب تم اپنے پیر کو قتل کروگے تو اللہ تعالی کا غضب تم پر ہوگا پہر وہ تمکو اس کا مقام کیونکر عطا فرمائیگا؟ مین کہتا ہون کہ مینے ایسا ہی واقعہ سیدی ابوالسعود جارحی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ایک شخص کا سُنا مگر یہ اُس مرید سے بھاگ نکلے واللہ اعلم - اور ابوالعباس طائفی ناقل ہین کہ ایک دن مین شیخ ابوالحجاج اقصری کے پاس گیا تو مینے اُنکی بھوون کے اوپر دو آنکھین دیکھین - اور شیخ ابوالحجاج کہتے تہے کہ مین اور میرے پیر بہائی ابوالحسن صائغ (زرگر) اسکندریہ مین اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا کرتے تو مجھے اپنا مقام انکے مقام سے اعلی نظر آتا اور مین دعا کرتا تہا کہ خداوندا انکو مجھسے بلند تر مقام عطا فرما - اور میرے دوسرے پیر بہائی بہی جب اپنے مقام کو میرے مقام سے بلند تر پاتے تو اُسی طرح دعا کرتے تہے - بہائیون کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہیے جنکے آپس مین مطلق حسد و کینہ نہو - ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ آپکا پیر کون ہے - انہون نے کہا کہ میرا پیر گبر بلا ہے - لوگ سمجھے کہ یہ مذاق سے کہتے ہین - مگر انہون نے کہا کہ مین مذاق نہین کرتا - تب لوگون نے کہا کہ پیر یہ کیا ہے؟ انہون نے کہا کہ جاڑون کی ایک شب مین مین جاگ رہا تہا کہ میری نظر ایک گبریلے پر پڑی جو چراغدان پر چڑہنا چاہتا اور اسکے چکنے ہونے کے باعث پہسل جاتا مگر جی نہ ہارتا اور پہر چڑہنا شروع کرتا تہا - چنانچہ مینے اسکی ناکامیابی کو اس شب مین شمار کیا تو سات سو مرتبہ تک پہونچی - مگر وہ ذرا سی جان اپنے منصوبہ سے نہ ہٹی - تب

مینے اپنے دل مین کہا کہ سات سو برس گزرا اور پہر بھی نہ ٹلا!!! اتنے مین صبح کی نماز کو باہر آیا اور نماز پڑہکر اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت چراغدان کے اوپر چراغ کی بازو مین زنبق افروز ہین - پس جو کچھ مینے سیکھا وہ اس سے سیکھا - اور یہ کہتے تھے کہ مین اپنی ابتدائی حالت مین لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا اور اس سے غافل نہین ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ میرے نفس نے مجھسے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے مینے کہا کہ میرا رب اللہ ہے - اُسنے کہا کہ تیرا رب تو میرے سوا کوئی بھی نہین ہے - کیونکہ حقیقت مین رب وہی ہے جسکی تم بندگی کرو اور جسکا حکم بجالاؤ - اور مین تمکو کہتا ہون کہ تم نے کہا ہون تو تم مجھے کہلاتے ہو سونے کہتا ہون تو سوتے ہو اُٹھنے کہتا ہون تو اُٹھتے ہو - چلنے کہتا ہون تو چلتے ہو سننے کہتا ہون تو سنتے ہو پکڑنے کہتا ہون تو پکڑتے ہو اسلیئے تم میرے سارے حکمون کو بجالاتے ہو - اور اس سبب سے مین ہی تمہارا رب ہون اور تم میرے بندہ ہو - وہ کہتے ہین کہ مین اسمین بہت دنون تک متفکر رہا - تب میرے لئے شریعت سے ایک صورت پیدا ہوئی اور اُسنے مجھ سے کہا کہ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ سے جنگ کر - اور جب وہ تجھسے کہے کہ سورہ تو تو اس سے کہہ کہ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ (رات کو بہت ہی کم سوتے تھے) اور جب وہ تجھسے کہانے کو کہے تو کہہ کہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۝ (اور کہاؤ اور پیو فضول اور خرچ جہان نہ کیا کرو) اور جب تجھے چلنے کو کہے تو

عہ دیکھو (پارہ ۲۶ - رکوع ۱۸) سورہ الذاریت کی ستر ہوین آیت - اور مطلب سمجھنے کیلئے پہلی اور پچھلی آیت سے پڑہنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ پرہیزگارون کی یہ تعریف ہے - ۱۲ مترجم

عہ دیکھو (پارہ ۸ - رکوع ۱۰) سورہ اعراف کی اکتیسوین آیت - ۱۲ مترجم

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا (اور زمین مین اکڑکر نہ چلاکر) اسکو سُناوے اور جب تجھسے کسی چیز کے پکڑنے کو کہے تو یہ آیت اُسکو سُناوے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑ کہ (گویا) گردن مین بندا ہے اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دے) تب مینے اپنے نفس سے کہا کہ ان کامون کی یہ حقیقت ہے پھر مجھپر کیا الزام ہے اگر مین اس سمجھ کے ساتھ انکو کرون اسنے کہا کہ تب مین تجھے پرہیزگارون کا خلعت پہناؤنگا عارفون کے تاج سے سرفراز کرونگا۔ صدیقون کا پٹکا تیرے زیب کمر کرونگا اور محققون کا ہار زیب گلو اور عاشقون کے بازار مین اَلتَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ الخ کا اشتہار تیری نسبت دونگا۔ اور انکا قول ہے کہ شیخ سے نہ ملنا اُسکی محبت مین خارج نہین ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کو دوست رکھتے ہین حال آنکہ ہم نے انکو دیکھا نہین ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معتقدات کی صورت جب ظاہر ہوگئی تو اشخاص کی صورت کی احتیاج نہ رہی بخلاف اشخاص کی صورت کے کہ وہ جب ظاہر ہو تو معتقدات کی صورت کی احتیاج رہتی ہے اور جب دونون حاصل ہوجائین تو وہ حقیقی کمال ہے مین کہتا ہون کہ اس مین خرقہ پہنانیوالون یعنی احمدی قرقاشی برہامی وقادری طریقہ والون کیلئے بہت بڑی دلیل

سہ دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی سینتیسوین آیت) ۱۲

عہ دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۳) سورہ بنی اسرائیل کی اونتیسوین آیت ۔۱۲ مترجم

عہ دیکھو (پارہ ۱۱۔ رکوع ۳) سورہ توبہ کی ایکسو بارہوین آیت (یعنی وہ لوگ ہین جنمین اتنی صفتین ہین توبہ کرنیوالے عبادت گزار خدا کی حمد کرنیوالے سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے۔ آخر آیت تک ۔۱۲ مترجم

ہے اور جو لوگ انکار کرتے اور کہتے ہین کہ یہ سب مُردے ہین بولتے نہین انکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ بیروی تو حقیقت مین اُنکے اقوال و احوال کی کہجاتی ہے جو نقل کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہین فافہم - ابوالحجاج اقصری کے اصحاب مین سے شیخ یعیش بن محمود کہتے ہین کہ ایک دن صبح کو مین قلیبی سخاوی اور ایک اور شخص حضرت کی زیارت کو حاضر ہوے اور ادب سے دروازہ پر کھڑے رہے کہ اتنے مین خادم باہر آیا اور کہنے لگا کہ یعیش قلیبی اندر آئین اور یہ حضرت جاکر غسل کرین یہ ناپاک ہین چنانچہ ہم حاضر ہوے اور ہیبت سے ہمارے اوسان خطا ہوے جاتے تھے - ہمنے دیکھا کہ شیخ تکیہ لگائے ہوئے ہین - بعدہٗ شیخ نے اس جوان کی نسبت کہا کہ استغفار کرے اور اندر آوے - اسپر ہمنے (شیخ یعیش نے) عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھ اشعار سناؤن جو فادوس نے اپنے حسب حال لکھے ہین مگر اسوقت مجھے اس سبب سے یاد آگئے ہین کہ وہ ہمارے اور اس جوان کے حسب حال ہین شیخ نے کہا کہ پڑہو ہمنے وہ عربی اشعار پڑہے (جنکا ترجمہ یہ ہے) ؎

اُسی دلربا کے لئے دل طپان ہے	بڑی اُسپہ جسکی نگہ نیمجان ہے
وہ فادوس بیچارہ و دل شکستہ	جدائی سے مجروح و بے خانمان ہے
رکھو دل پہ مرہم اگر وصل کا	بہار آئے فوراً جہان اب خزان ہے
ہوئین مدتین جب سے ہے مبتلا	ہے دل اُسکا بیتاب آنسو رواں ہے
محبت نے ہین اُس کی مشکین کسی	رگ جسم اسکے لئے ریسمان ہے
اُسے دن مین سو بار آتے ہین غش	نخانت کے پردہ مین گویا نہان ہے
بجز عشق کے اسمین ہے کیا رکھا	نہ ہمت ہے باقی نہ تاب و توان ہے

رفیق اسکا تھوڑا ہی آگے گیا تھا	نہین پاتا برسون سے گرچہ وہ وان ہے

اسکو سُنکر شیخ وجد کرنے گھومنے اور کہنے لگے کہ مین برسون سے دوان ہون مگر نہین پاتا۔

(۲۸۰) شیخ کمال الدین ابن عبد الظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو الحجاج اقصری رضی اللہ عنہ جب قوص مین تھے تو یہ انکے ہمراہ تھے اور ابتدائے حال مین مجرد تھے۔ بعدہٗ یہ کپڑے پہننے اور زراعت وغیرہ کے کام کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ شیخ ابراہیم بن معضاد جعبری کی صحبت مین رہے جو قاہرہ کے باب النصر مین مدفون ہین۔ بعدہٗ اُنہون نے اخمیم مین اقامت اختیار کی اور وہین عمدہ و لطیف حال مین نعمتون سے مالا مال اور لوگون سے غنی و بے نیاز ہوکر قضا کی۔

(۲۸۱) شیخ قطب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ

قاہرہ مین تھے اور علم ظاہر و علم باطن دونون کا درس دیتے اور لوگون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتے اور طریقۂ سہروردیہ کا خرقہ پہناتے تھے۔

(۲۸۲) شیخ ابوعبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر اور فقیرون کی نہایت تعظیم کرنیوالے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہین - اور کہا کرتے تھے کہ مینے کبھی کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اسنے فقیرون کا انکار کیا اور ان پر بدگمانی کی ہو اور بدترین حالت مین نہ مرا ہو - اور اُنکا قول ہے کہ فقیرون کو حقیر جاننا رذائل کے ارتکاب کا سبب ہے - اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عارف یا اللہ کے کسی ولی سے دلتنگ ہوا اُسکے قلب پر چوٹ پڑی اور جبتک اُسکا اعتقاد فاسد نہ ہو جائیگا نہ مریگا - اور یہ اکثر خضر علیہ السلام سے ملا کرتے اور اکثر گیہون کی دلیا پکایا کرتے تھے - لوگون نے اسکا سبب پوچھا - تو انہون نے کہا کہ ایک رات کو خضر علیہ السلام میری ملاقات کو آئے اور اُنہون نے مجھسے کہا کہ میرے لئے گیہون کا شوربا بناو جب سے مین اسکو خضر علیہ السلام کی محبت کے سبب سے دوست رکھتا ہون - اور یہ اپنے مریدون سے عہد لیتے تھے کہ اپنے گھرون مین ایک ہی کھانا پکوایا کرین تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز نہ حاصل ہو - چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ انکے اصحاب مین سے ایک نے اپنی بیوی سے کہا کہ کس چیز کو تیرا جی چاہتا ہے ؟ بتا تاکہ وہی خریدون اور پکائی جائے - بیوی نے کہا کہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو - چنانچہ انہون نے بیٹی سے پوچھا کہ تیرا کس چیز کو جی چاہتا ہے اُسنے کہا کہ جس چیز کو میرا جی چاہتا ہے اسکو آپ پورا نہین کر سکتے انہون نے کہا کہ نہین مین اسکو پورا کرونگا ہون گو وہ ہزار دینار کی کیون نہو اور کہا کہ تو ضرور اُسکو مجھسے بیان کر - اُسنے کہا کہ

آپ مجھے قرشی سے بیاہ دیجئے۔ اور شیخ قرشی رضی اللہ عنہ ایسے اندہے اور مجذوم تھے کہ عورتین ایسے آدمی سے بیاہ کرنے پر راضی نہین ہوسکتی تھین۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ آخر مین قرشی کے پاس آیا اور اُن سے مینے ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے قاضی کو بُلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ قاضی نے آکر نکاح باندہا۔ اور وہ عورت بناؤ سنگار کر کے حضرت کے پاس حاضر لیگئی۔ جب عورتین چلی گئین تو حضرت غسلخانہ گئے اور وہان سے نکلے تو اچھے خاصے خوشرو جوان بے ریش و بروت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اُنکے بدن سے بہت اچھی خوشبو آرہی تھی۔ اُس عورت نے شرماکر اپنا مُنہ ڈہانک لیا۔ حضرت نے کہا کہ تم پردہ نہ کرو مین وہی قرشی ہون۔ عورت نے کہا کہ تم قرشی نہین ہو۔ تب انہون نے اللہ تعالیٰ کی قسم کہائی۔ تو عورت نے پوچھا کہ یہ بھیس کیسا ہے؟۔ قرشی نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ اسی شکل وصورت مین رہونگا۔ اور تمہارے سوا دوسرون کے ساتھ پہلی حالت مین لیکن جبتک مین نہ مرون کسی سے اسکو نہ کہنا۔ اسنے کہا کہ اچھا۔ مگر مین تمہاری اُسی حالت کو بہتر سمجھتی ہون جسمین تم لوگون کے درمیان رہتے ہو یعنی جذام برص اور اندہے پن کی۔ اسکو سُنکر شیخ نے کہا کہ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ چنانچہ وہ برابر اسی حالت مین انکے ساتھ رہی۔ اور یہ اپنے کپڑون اور پاؤن کے نیچے کوئی چیز رکھدیا کرتے تھے جسمین ریم جمع ہوتی رہتی تھی اور اُنکی یہ بیوی حمام سے نکلکر آئین اور بجاے پانی کے اُسی ریم کو پی جایا کرتی تھین۔ جب شیخ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تب انکی بیوی نے انکے حالات لوگون سے بیان کئے۔ اور فقیرون مین انکی ویسی ہی عزت و حرمت تھی جیسی شیخ قرشی کی انکی حیات مین۔ انکا قول ہے کہ بندگی اور اُسکے آداب کو کبھی ہاتھ سے نہ دو اور اُس

سے اُس تک پہونچنا نہ چاہو کیونکہ جب وہ تمکو اپنے لئے چاہے گا تو خود ہی اپنے تک پہونچا دے گا اور کونسا عمل خالص ہے جس سے پہونچنا چاہو گے؟ اور یہ کہتے تھے کہ بشریت اسکو قبول ہی نہین کرتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو البتہ سختیون کی نہین کہتا لوگون نے اسکی تفصیل پوچھی تو انون نے کہا کہ ایک مرتبہ حج کے راستہ مین مجھے پیاس لگی مینے اپنے خادم سے کہا کہ دریاے شور سے میرے لئے پانی بھرلا وہ جو پانی بھر کر لایا تو میٹھا تھا - اور جب ضرورت نہ رہی اور مینے پانی بھرا تو وہی کھاری تھا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ ابتلا صرف بڑے مردانِ خدا مین ہوا کرتا ہے - ترشی کے حالات بہت ہین اور مشہور ہین -

(۲۸۳) شیخ محمد بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ اور ہین اور عبداللہ بن ابی جمرہ اور تھے - یہ بڑی شان والے ظاہر مین تنگ حال باطن مین مالا مال تھے - ان پر جلال کی صفت غالب تھی - شرع کی بڑی عظمت اور اسکے شرایع و شعائر کی پابندی کرنے والے تھے - انکے اس دعوے کا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیداری مین ہوا کرتی ہے لوگون نے انکار کیا اور اسکے لئے مجلس منعقد کی اسلئے یہ گھر مین رہنے لگے اور صرف نماز جمعہ کے لئے باہر آتے تھے - اور انکے منکرین بدترین حال مین مرے اور انکی کرامت سے واقف ہوے - یہ قرافہ مصر مین مدفون ہین جہان انکی قبر ظاہر ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہین انکے اقوال فوائد اشتمال یہ ہین - تمہاری حالت کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جسمین وہی روشنی ہو جو تم مین ہے جب علماء وابلیاء رسولون کے وارث ٹھیرے تو

فترتون[ع] کا وجود ناگزیر ہے جو دو عالمون اور دو ولیون کے زمانون کے بیچ مین واقع ہوا کرین- اسلئے جب اللہ کی طرف بُلانے والے کا طریقہ مٹ جائیگا تو ایک زمانہ کے بعد وہ شخص آئیگا جو اسکی تجدید کریگا اور جیسا کہ انبیاء کے بیچ کے زمانون مین اللہ تعالی کو چھوڑکر بتون کی پرستش مروج ہوجایا کرتی تھی اُسیطرح اولیاء کے درمیانی زمانون مین ہوا و ہوس و بدعات کی پرستش افعال کی اقوال سے بندیلیان وغیرہا جنکو روشن ضمیر لوگ مشاہدہ کرتے ہین شائع ہوجاتی ہین- جو لوگ لا موجود الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہین ہے) کہتے ہین انکے مار ڈالنے کی قدرت اگر مجھے ہوتی تو مین انکو مار ڈالتا- ایسے لوگ بول وغائط کی نسبت اور اپنے آپ سے رنج والم کے دور کرنے مین عاجز رہنے کے بارہ مین کیا کہتے ہین؟ اور معبود کی شرط تو یہ ہے کہ قادر ہو- پھر وہ کس مُنہ سے کہتا ہے کہ مین عین حق ہون- یہ تو بدترین گمراہی ہے- اور فقیہ (مولوی) اگر اپنی قرأت مین غور و فکر کرے تو قرآن کے انوار سے ضرور جل جائے اور دیوانہ ہوکر نکل بھاگے اور کھانا پینا سونا وغیرہ چھوڑ دے- یہ مثلاً نیشکر کے گٹھون کو دیکھکر کہہ دیتے تھے کہ اس سے اسقدر شیرہ اور اسقدر شکر نکلیگی چنانچہ وہ چیز اُسیقدر نکلتی تھی نہ کم اور نہ زیادہ- سلطان جب انکی زیارت کو آیا تو اُسنے ان سے اجازت طلب کی کہ مین آپکے لئے ایک مسافرخانہ تعمیر کرانا چاہتا ہون- اسپر انہون نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اسکو ابن طولون کی جامع مسجد مین لاکر کہا کہ یہ ساری مسجد میرے لئے ہے اسکے جس مقام مین چاہون گا بیٹھون گا- یہ سُنکر سلطان چُپ ہوگیا- اور انکا قول ہے کہ فقیر کو نہین چاہئے کہ جب اسکی الہامخانہ حاملہ ہوجائے

ع دیکھو حاشیہ مندرجہ جلد ہذا تحت ترجمہ نمبر (۲۵۳) مترجم

تو اسکے ساتھ ہم بستر ہو مگر صحیح غرض کیلئے یعنی اُسکی یا اپنی پارسائی کی حفاظت کے لئے اور محض نفسانی خواہش سے اسکے ہم بستر ہونا روا نہین ہے کیونکہ یہ فقیر مین نقصان ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! ایسی بات مین لوگون کو انکار نہ کرو جسمین تاویل کی گنجایش ہو۔ کیونکہ مینے ایک مولوی کو دیکھا کہ اسنے ایک فقیر کے مقابلہ مین خدا کے دہیان والون کے خیال کی تاثیر کا انکار کیا اسپر اُس فقیر نے خیال مین اُس مولوی کے لئے ایک دروازہ نکالا اور مولوی کو اسکے ایک مقام مین بٹھلایا اور ایک ہاتھی آیا جسنے اپنی سونڈ مین اُسکو لپیٹا اور زمین پر دے مارا جس سے وہ مرگیا۔ صبح ہوکر فقیہ کو یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دن کے آخر وقت دفن ہوا۔ انکا بیان ہے کہ ایک دن مین گیہون کی ایک کھلیان کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک بچہ بالین چن چن کر اپنی زنبیل مین رکھہ رہا ہے مینے اُس سے کہا کہ بیٹے! لوگون کی کھیتی کو ہاتھہ نہ لگاؤ۔ اُسنے کہا کہ تجھکو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ یہ "لوگون کی کھیتی" ہے والد یہ تو میرے باپ دادے کی کھیتی ہے۔ مین اسکی بات سے فقیرون مین شرمندہ ہوا اور اُس سے کہا کہ میرے بیٹے! خدا تجھے جزاے خیر دے جو تو مینے خلاف ادب کیا تو نے مجھے ادب دیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اکثر تین آدمی درست نہین ہوتے۔ پیر کا بیٹا اُسکی بیوی اور اُسکا خادم۔ بیٹا تو اس سبب سے کہ وہ انکہین کھولتے ہی دیکھتا ہے کہ مرید اُس کے ہاتھون کو بوسہ دیتے کندہون پر اُٹھائے پھرتے اُسکو متبرک سمجھتے اور جو کچھہ وہ چاہتا ہے اسمین اسکا حکم بجا لاتے ہین اسلئے اُس کے نفس مین تکبر آجاتا ہے اور حُبِّ ریاست اسکی گھٹی مین پڑی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل کو تاریک کرنے والے صفات اسمین بھر جاتے ہین جسکی وجہ سے کسی

ناصح کی نصیحت اسمین اثر نہین کرتی اور بڑے بڑے لوگون کے مقابلہ مین دلیری کرجاتا اور اُنکو اپنا بزرگ نہین سمجھتا - اور اگر صلاحیت والا ہو تو اپنے والد پر فوقیت لیجاے اور ہر ایک شخص سے بڑھکر اپنے والد سے فائدہ حاصل کرے - اور یہی اس سبب سے کہ شیخ کو شہرون کے لیلے سے دیکھتی ولایت کی حیثیت سے نہین دیکھتی اور اسلیے سمجھتی ہے کہ وہ نفسانی خواہش مین میرا محتاج ہے - ہان اگر اللہ تعالی اُسکو نور بصیرت عطا فرماے اور وہ شیخ کو ولایت کے اعتبار سے دیکھے تو ہر شخص سے پہلے اُسکو فائدہ پہونچے کیونکہ وہ تو رات دن اسکے ساتھ رہنے والی ٹھیری - اب رہا خادم سو وہ اسمین مارا پڑتا ہے کہ شیخ کو بار بار دیکھتا اور اُسکے بشری احوال یعنی کھانے پینے اور سونے سے برابر مطلع ہوتا رہتا ہے - اسی لئے لوگون نے کہا ہے کہ شیخ کے لئے سزاوار نہین ہے کہ مرید کے ساتھ کھاے اور نہ اسکے ساتھ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت کیونکہ مریدون کے لئے اندیشہ ہے کہ پیر کی حرمت اُنکے قلب سے جاتی رہے اور اُنکا دل پیر کی برکت سے محروم ہوجاے اور صحبت کی برکت سے بے بہرہ رہے - البتہ خادم شیخ کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھے تو اسکو ویسا ہی نفع بھی پہونچے اور اوروں سے زیادہ فائدہ مین رہے -

(۲۸۴) شیخ عبد الغفار قوصی رضی اللہ تعالی عنہ

کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف - شریعت و حقیقت کے جامع بڑے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے اور خدا کی طاعت مین جان بیچنے والے تھے - بیان کیا جاتا

ہے کہ انہون نے اپنے بیٹے کے ساتھہ کدو کھایا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے - بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے بس اُنہون نے تلوار کھینچکر اپنے بیٹے کی گردن اُڑادی اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے لخت دل کی محبت پر مقدم رکھا - انکے کلام شریعت نظام مین سے ایک یہ نظم ہے (جسکا ترجمہ درج ذیل ہے) ؎

دل کی یہ حالت کہ ہردم بیقرار	توڑتین آنکھین نہین آنسو کا تار
رنج وغم سے رات ایسی بڑھ گئی	ہے گمان اب دن نہو گا زینہار
کیون نہو پر ہیزگاری چل بسی	ہے خلل اسکی بنا مین آشکار
ساتھہ میرے نوحہ گر - نوحہ کرین	دیکھہ اُجڑے دین کے شہر و دیار
سست بُنیا دین عمارت منہدم	ہے نہ محلون کی وہ شوکت نے وقار
حد ہوئی ! قائم نہین اس کے حدود	بال بھر باقی نہین کوئی شعار
ہوگیا ویسا ہی جیسا تھا غریب	کوئی بھی اسکا نہین ہے غمگسار
یارسب اغیار ہو کر چل دیئے	توڑ ڈالے اگلے کُل قول و قرار

انہون نے سنہ ۷۰۰ھ چھ سو ستر ہجری کے کچھہ دنون بعد وفات پائی یہ کہا کرتے تھے کہ اہل اللہ تعالیٰ کے منکرون کا کلام ویسا ہی ہے جیسا پہاڑ پر ناقوس کا شور و غل پس جیسا کہ سنکھہ کا پھونکنا پہاڑ کو اسکی جگہہ سے ہٹا نہین سکتا اُسیطرح لوگون کی باتون سے اہل اللہ متزلزل نہین ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ سماع ہی تو ایک چیز ایسی ہے جو کامل کے لئے باقی رہ گئی ہے - پس اگر وہ کامل تر ہوجاے تو جنبش نہ کرے اور سہروردی - فرشتی اور انکے جیسے لوگون نے سماع سُنا ہے - اور یہ

یہ کہتے ہین کہ جب ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے لوگون نے شکایت کی اور یہ دعوی کیا کہ یہ زندیق ہین - تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ لوگ تمکو کیا کہتے ہین؟ انہون نے کہا کہ مجھے خبر نہین کہ کیا کہتے ہین - خلیفہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ تم بھی اسیطرح کی باتین کرتے ہو جسطرح کی حسین حلاج نے کی تھین - انہون نے کہا کہ مین اسکو صرف سماع کے وقت سمجھتا ہون - آپ کسی قوال کو بلوا کر کچھ شعر پڑہنے کا حکم دین تو مین آپکو دکھلا دون - چنانچہ انکے سامنے شعر پڑہے گئے اور ذوالنون بیہوش کر ہاتھی جیسے ہو گئے اور انکے ہر بُن مُنہ سے خون ٹپکنے لگا - یہ ماجرا دیکھکر خلیفہ نے کہا کہ یہ کرشمہ باطل کا نہین ہے - پھر انکی تعظیم و تکریم کی اور اعزاز کے ساتھ ان کو مصر واپس بھیجدیا - اور اُس زمانہ مین وہ اخمیم مین رہا کرتے تھے - اور

نقل ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہر بندہ پر ہر سانس مین توبہ فرض ہے - اسپر انکے شہر والون نے انکا انکار کیا اور انکو کافر قرار دیا - آخر وہ تستر سے بصرہ چلے آئے اور وہین فوت ہوئے - علم و اجتہاد و علوشان پر تو سہل کا یہ حال ہوا - اور علی ہذا لوگون نے جنید رضی اللہ عنہ کے خلاف مین کئی مرتبہ کافر ہونے کی گواہی دی - آخر کار فقہ کو انہون نے اپنا پردہ بنایا اور اس علم و معرفت پر بھی چپے رہے - یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ہین - اور اس کتاب کے مقدمہ مین انمین سے بہت سے بیان کر دئے گئے ہین - واللہ اعلم

(۲۸۵) شیخ ابوالحسن بن صائغ سکندری رضی اللہ تعالی عنہ

سیدی شیخ عبدالرحیم قنّاوی کے برزگترین اصحاب مین سے تھے - یہ ان کے

اصحاب کے پاس آتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ کیا تم مین کوئی شخص ایسا ہے
کہ جب اللہ تعالیٰ عالم مین کوئی نئی بات کرنے والا ہو تو اُسکے وقوع مین آنے
سے پہلے اُسکو آگاہ فرمادی۔ وہ لوگ کہتے کہ نہین۔ اسپر یہ کہتے کہ ان دلون پر درود جو
اللہ عزوجل سے حجاب مین ہین۔ ایک مرتبہ یہ ایک خزانہ مین اُترے تو ان کو
اسمین سات اروب ع سونا ملا مگر انہون نے اس سے سات ہی دینار لئے اور
کہا کہ اس سے زیادہ لینے کی مجھے اجازت نہین ہے۔ انکا قول ہے کہ فقیرون
کی خانقاہ کے شیخ کو نہین چاہئے کہ نوجوان بے ریش و بروت کو ایسے وقت مین
اپنے یہان ٹھیرنے دے جبکہ انکے ٹھیرنے سے بعض فقیرون کے بگڑنے کا
اندیشہ ہو خصوصاً خوشرو نوجونون کو۔ البتہ ایسی صورت مین جائز ہو سکتا ہے
کہ وہ نوجوان فساد کی راہون سے مبرا ہو کر اپنے رب کے عبادت کیطرف
ایسا متوجہ ہو کہ لہو و لعب کے لئے اسکو وقت نہ ملے اور یہ بھی اس شرط پر کہ شیخ اپنی
ذات سے اسکی خدمت کے کام کا نگران رہے فقیرون کے نقیب پر نہ چھوڑ دے
مگر ایسی حالت مین کہ نقیب خود اپنی ذات سے ایسا صاحب تمکین ہو کہ فساد
اسکے پاس نہ پھٹکے۔ اور انکا قول ہے کہ جوان آدمی کو نہ چاہئے کہ مردون کے
ساتھ حلقہ کے وسط مین بیٹھے اسکو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھنا چاہئے اور لوگون کے
سواجہہ مین نہ رہنا چاہئے۔ اور جب تک اسکی ڈاڑھی نہ نکلے کسی فقیر سے مخالطت

ع بالکسر و فتح دال و تشدید با۔ مصر مین ایک بڑا پیمانہ ہوتا ہے جس مین چوبیس
صاع یعنی اسی روپیہ کے سیر سے ساٹھ سیر جس کا پختہ ڈیڑھ من ہوتا ہے آتا ہے ۱۲
مترجم از منتہی الارب وغیرہ

نہ کرے - انکے پاس جب کوئی خوشرو جوان آتا تو اُسکے کپڑے اُتروا لیتے اور اسکو گزی اور گدڑی پہناتے تھے - **نقل** ہے کہ ایک شخص نے اِن کے (شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے) مقبرہ مین ایک مرد سے فعل شنیع کرنا چاہا تھا کہ یہ قبر کے اندر سے چلا اُٹھے کہ او فقیر! خدا سے شرم نہین کرتا -

(۲۸۶) شیخ ابوالسعود ابی العشائر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شبحان ابن طیب باذین کے رہنے والے تھے جو ملک عراق مین جزائر واسطہ کے قریب ایک شہر ہے یہ مصر کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تھے اور سلطان ان کی زیارت کو آیا کرتا تھا - انکی صحبت سے حضرت داؤد مغربی حضرت شرف الدین حضرت خضر کردی اور اسقدر مشائخ نکلے کہ انکا احاطہ نہین ہوسکتا - انکے جوتے اُتارتے وقت آہ آہ کی آواز جیسی کہ بیمار دن کی ہوتی ہے سُنائی دیتی تھی - ان سے اسکا سبب پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ وہ (کراہنے والا) نفس ہے جب ہم لوگون سے ملتے ہین تو جو تون کے ساتھ تکبّر کے خوف سے اسکو بہی الگ کر دیتے ہین انہون نے ایام شیرخوارگی مین روزے رکھے تھے - نوین شوال یکشنبہ کے دن ۶۴۴ھ چہ سو چوالیس ہجری مین قاہرہ سے راہی ملک بقا ہوئے اور اُسی دن کوہ مُقطّم[ع] کے دامن مین دفن ہوئے - انکے بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :- سالک جو اپنے سلوک مین سچا ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے قلب کو اپنی کتاب بنائے - جسکا شغل

ع مقطم کے وزن پر مصر مین قرافہ کے سامنے ایک پہاڑ ہے - ۱۲ مترجم

طلب ہوگی امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہ بھٹکے اور جسکا شغل مطلوب ہوگا امید ہے کہ وہ ٹھیرا نہ رہے پس طلب ظاہر کا شغل ہے اور مطلوب باطن کا شغل اور ظاہر درست نہین ہوتا مگر باطن سے اور ظاہر سلامت نہین رہتا مگر باطن ہی سے - جو اپنے آپ کو نصیحت نہ کرے وہ نکو کیا نصیحت کرے گا اور جسنے اپنے آپ سے خیانت کی اسکی خیانت سے بے کھٹکے نہ رہو - جسکو دیکھو کہ تمہاری طرف اس سبب سے میلان رکھتا ہے کہ اُسکو تمسے نفع حاصل ہوتا ہے اسکو متہم سمجھو - جو تمکو دنیا یاد دلاے اور تمہارے سامنے اسکی تعریف کرے اُس سے بھاگو - اور جو شخص اپنے مولیٰ سے تمہاری غفلت کا سبب ہو اس سے مُنہ پھیر لو اور ایسے مشغول کرنوالے خطرات کے مادہ کو روکنا اپنے اوپر لازم کرلو جنسے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور جب اُس مادہ سے کوئی خطرہ و خیال پیدا ہو تو اُس سے مُنہ پھیر لو اور بجاے اسکے اللہ عزوجل کے ذکر مین مشغول ہوجاؤ - خطرات کو دل مین جگہ دینے سے حذر کرو ورنہ خطرات سے میلان پیدا ہوگا اور بسا اوقات تم میلان سے غفلت کروگے تو اُس سے ارادہ پیدا ہوگا اور اکثر ارادہ کے قوی ہوجانے سے ہوا و ہوس غالب ہوجائیگی اور جب ہوا و ہوس غالب ہوگی تو دل کمزور ہوجاے گا اور اسکا نور چلا جائیگا اور بسا اوقات بالکلیہ تلف ہوجاے گا اور عقل اُس سے کنارہ ہوجائیگی اور اسپر گویا پردہ پڑجائے گا - اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کے باعث سب چیزون سے غافل ہوجانے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اگر ایسی غفلت تمہارے بس کی نہو تو اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کو لازم کرلو اور اگر اسمین مشغول رہنے سے بھی عاجز ہو تو اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مشغول رہو اور مین نہین سمجھتا کہ اسکی طاعت مین مشغول

نہ رہنے کا تمکو کوئی عذر ہو سکے کیونکہ یہ ترقی کا پہلا ہی درجہ ہے۔ دل کی درستی توحید وخلوص مین ہے اور اسکا بگاڑ شرک وریا مین اور خلوص توحید کی نشانی ایسے ایک کا شہود ہے جسکے ساتھہ کوئی دوسرا نہو اور اسکے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید وبیم نہو۔ اور خلوص کل سے مجرد ہو جانا اور جو ذات ظاہر ہو اسکا مٹا دینا اور جو صفت باطنی ہو اسکا گم کر دینا ہے۔ پس جب تم اپنے قلب کا میلان خلق کی طرف دیکھو تو اپنے قلب سے شرک کو نکالو اور جب تم اپنے قلب کا میلان دنیا کی طرف دیکھو تو اپنے دل سے شک کو دور کرو۔ اپنی رعیت کے ساتھہ نیکی کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور رعیت کی دو قسمین ہین عام وخاص۔ عام مین تو لونڈی غلام اور بال بچے داخل ہین اور انکے سوا خاص ہین اسلئے تمکو اپنی روح بعدہ اپنے سر بعدہ اپنے قلب بعدہ اپنی عقل بعدہ اپنے جسم اور بعدہٗ اپنے نفس کا برابر خیال رکھنا لازمی ہے۔ پس روح تمسے اسکی طرف کے شوق اور بغیر دم لئے ہوئے تیزی کے ساتھہ چلنے کا مطالبہ کرے گی۔ سر یہ چاہے گا کہ تم اپنے راز کو چھپاؤ۔ قلب کا تقاضا یہ ہوگا کہ اسکے ذکر ومراقبہ مین رہو اور ذکر مین اپنے آپ اور اُسکے ماسوا کو بھول جاؤ۔ عقل اُسکے آگے گردن جھکا دینے اُسکی موافقت کرنے اور اسکا مطالبہ کریگی کہ اپنے نفس اور اپنے سوا کو چھوڑکر اپنے مولیٰ کے ساتھہ رہو۔ جسم تمسے اسکی خدمت اور اطاعت مین خلوص کا متقاضی ہوگا۔ اور نفس تمسے یہ چاہے گا کہ جتنی چیزون کیطرف وہ مائل ہو اُدس سے اسکو باز رکھو اور روکو اور اُسکو حبس وقید مین رکھو اور نہ تم اُسکے ساتھہ رہو اور اُسکو اپنے ساتھہ رکھو۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! اپنے مولیٰ سے اور اُس چیز سے جسکا بندہ تمکو تمہارے مولیٰ نے بنا دیا ہے غفلت نہ کرو

اور اس چیز مین مشغول نہ ہو جسکا بندہ کو تمہاری عبادت نے بنا دیا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ اپنے نفس کی جب تم ہی خبر نہ لوگے تو تمہارا غیر تو بطریق اولیٰ اُسے ضائع کر دے گا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنی تقصیر سے ہر عبادت مین اپنی سانس کے شمار سے خدا تعالیٰ کی آمرزش چاہتا ہون۔ آور انکا قول ہے کہ اگر مین صدق و اخلاص کے ساتھ ابتدا خلقت سے انتہا خلقت تک دم بہ بہی رُکے بغیر اللہ عزوجل سے استغفار کرون تب بہی میرا استغفار اُس ایک دم کی برابری نہین کر سکتا۔ جسمین مین اللہ عزوجل سے غافل ہوا پہر ایسی صورت مین کیا ہونا ہے جبکہ میری سانسین بہت ہین اور میرا استغفار صدق و اخلاص سے خالی ہے۔ اسلئے میرا نقص عیان اور میری تقصیر نمایان ہے اور جب میری سانسین گناہ ہون اور میرا استغفار بہی غیر متناہی درجہ تک استغفار کا محتاج ہو تو میرا حال کیا ہوگا اللہ ہی بخشدے تو ہو سکتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ سارے عمدہ اخلاق قلوب سے پیدا ہوتے ہین اور سارے بُرے اخلاق نفوس سے پیدا ہوتے ہین اسلئے جو شخص طلب مین سچا ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے نفس کی ریاضت اور اپنے قلب کی طہارت سے آغاز کرے یہانتک کہ اُسکے اخلاق بدل جائین پس شک تصدیق سے بدل جائے شرک توحید سے۔ منازعت تسلیم سے۔ غصہ و اعتراض رضا و تقویض سے غفلت مراقبہ سے تفرقہ جمعیت سے سختی نرمی و مہربانی سے عیب بینی چشم پوشی و نیک بینی سے سنگدلی رحمت سے کینہ و عداوت نصیحت و خیر خواہی سے۔ اور فخر و ناز ڈر اور تحویل کے خوف سے اور وہ یہ سمجھے کہ مینے کسی ساعت مین بہی اللہ تعالیٰ کا حق پورا پورا ادا نہ کیا اور نہ اس توفیق کا شکر کیا جو اسنے نیک کام کرنے کی عطا فرمائی اور اسوقت اُسکی بندگی درست اُسکی

توحید بے خلش اور اسکی زندگی بے غل وغش ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ویسی زندگی بسر کرے گا جیسی بہشت والے بہشت مین بسر کرینگے۔ اور یہی نبیون
صدیقون ولیون نیکوکارون اور باعمل عالمون کے اخلاق ہین۔ اور انکا قول
ہے کہ اولیاء اللہ جس درجہ تک پہونچے ہین اُس تک کثرت اعمال سے نہین
پہونچے ہین وہ تو صرف ادب ہی سے پہونچے ہین۔ اور انکا قول ہے کہ جبتک
نفس اپنے اخلاق وصفات کے ساتھ باقی رہتا ہے اسوقت تک بندہ کے کل
حرکات اُسکے حظرات کے پیرو ہوتے ہین اور حظرات دو ہوتے ہین ایک تو خلق
کیلئے اور یہ شرک ہے اور دوسرے نفس کی راحت کے لئے اور یہ ہوا وہوس ہے
اور شرک توحید کو خالص نہین ہونے دیتا اور ہوا وہوس عبودیت کو صاف ہونے
نہین دیتی۔ اور سالک جبتک کہ اُس دشمن کو کمزور کرنے مین مشغول نہوگا جو اسکے
پہلوؤن کے بیچ مین ہے اسوقت تک اسکا ایک قدم بھی درست نہ پڑے گا
گو اُسکے اعمال اسقدر ہون کہ آسمان وزمین مین بھر جائین اور پورا مرد وہی ہے
جو باہر سے بیماریون کا علاج کرے اور اُنکی جڑون کو اندر سے اُکھاڑنا شروع کرے
تاکہ اسکا وقت صاف ہو اسکا ذکر خوشگوار اور اُسکا اُنس پائدار ہو۔ اور ان کا
قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے نفس سے کوئی بُرائی مثلاً کبر
شرک بخل یا کسی کے ساتھ بدظنی دیکھے تو جس بات کیطرف نفس بُلاتا ہو اسکا
اُلٹا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کیطرف متوجہ ہو اور اسکے حول قوت اور اپنے
مجاہدات سے مدد چاہے۔ تب اسکے نفس کی بُرائیان کمزور ہو جائینگی اور اس کے
قلب کا نور زیادہ ہو جائے گا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ

اُسمین ڈالدے گا جس سے وہ مصیبتین جھیلے بغیر چیزون کو ترک کر دے گا اور سختیان برداشت کئے بغیر مالوفات سے الگ ہو جاے گا - اور ان کا قول ہے کہ جن اصول پر مُرید کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہئے وہ چار ہین - حضور قلب کے ساتھہ زبان کو اسکے ذکر مین مشغول رکھنا - اسکے مراقبہ پر قلب کو مجبور کرنا - اُسکے لئے نفس و ہوا و ہوس کی مخالفت کرنی - اور اُسکی عبودیت کے لئے نفس کی صفائی ڈہونڈہنی - اسی پر سب باتون کا مدار ہے اور اسی سے اعضا کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہوتا ہے - پس نفس کو اُسکا حصہ کھانے اور پینے مین سے دینا چاہئے اور جو چیز اسکو سرکش بناے اُس سے روکنا چاہئے کیونکہ یہ بندہ کے پاس اللہ عزوجل کی امانت ہے اور یہی وہ سواری ہے جسپر اسکو سیر کرنا ہے اسلئے اسپر ظلم کرنا گویا غیر پر ظلم کرنا ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ کیونکہ اپنے نفس کے قاتل کی نسبت خلود کا حکم آیا ہے اور غیر کے قاتل کی نسبت نہین آیا ہے - اور وہ اکسیر جو چیزون کو کھرا سونا بنا دیتی ہے خلوص کے ساتھہ ذکر کی کثرت ہے - اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل کا مراقبہ (ہمہ دم آنکھون مین رکھنا) ہر سعادت کی کنجی ہے اور یہی راحت کی مختصر راہ ہے - اسی سے قلب پاک و صاف نفس پژمردہ اور اُنس زور آور ہوتا ہے - تب عشق آتا اور صدق حاصل ہوتا ہے - اور وہی وہ نگہبان ہے جو نہین سوتا اور وہ قیوم ہے جو غافل نہین ہوتا - اور ان کا قول ہے کہ ہر بندہ پر واجب ہے کہ جو چیز نفس کو ناپسند کرے اور بُری معلوم ہو اُسی مین اُسکو ڈالے تاکہ نفس اُسکا مطیع ہو جاے کیونکہ یہی تو وہ گہاٹی ہے جسمین گھسنے کی غلامی اللہ تعالی نے مخلوق کے سر منڈہی ہے - اور بندہ اور اُسکے آقا کے بیچ مین نفس ہی

حجاب ہے - اور جبتک اُسمین حرکت ہے وقت صاف نہین ہوتا اور جبتک
اوسمین خطرات ہین ذکر بے کدورت نہین ہوتا - اور نفس کے ہی باقی رہنے نے علمار
پر تسلیم کے خلوص کو دشوار بنا رکھا ہے - کیونکہ جب دل پر نفس غالب ہوگیا تو دل کو
اُسنے اپنا قیدی بنالیا اور اُسی کی حکومت ہوگئی - پس اگر نفس جنبش مین آئے گا
تو دل بھی اُسکی وجہ سے جنبش مین آئیگا - اور اگر نفس کو سکون ہوگا تو اسکے باعث
دل کو بھی سکون ہوگا - اور نفس کے وجود کی صورت مین کبھی حب دنیا و حُبِّ ریاست بندہ
کے دل سے نہین جاتی ہے - پس نفس کے غلبہ کی حالت مین کیونکر کوئی عامل اپنے
اور اللہ عزوجل کے مابین کسی حال کا دعویٰ کرسکتا ہے یا کیونکر کسی عابد کے لئے
اپنی عبادت مین خلوص نصیب ہوسکتا ہے کیونکہ وہ نفس کی آفتون کو نہین جانتا
ہو اور جو اُسکی روح ہے - شیطان اُسکا خادم ہے - شرک کا خمیر اسکی طبیعت
مین ہے - حق سے جھگڑنا اور اُسپر اعتراض کرنا اُسکی جبلت مین ہے - سوء ظن اور
کبر و ادعا کے نتائج اور قلت احترام اسکی سمت ہے - شہرت اور نام و نمود کی محبت
اُسکی حیات ہے - اور اُسکی آفتون کی تعداد بہت ہے - اور نفس ہی وہ چیز ہے
جو چاہتی کہ جسطرح اُسکا آقا پوجا جاتا ہے وہ بھی پوجی جاے اور جیسی اُسکے مالک کی
تعظیم ہوتی ہے ویسی ہی تعظیم اُسکی بھی ہو - ایسی صورت مین اسکے رہتے ہوے
اور اس سے صلح کی حالت مین بندہ اپنے آقا سے کیونکر قریب ہوسکتا ہے - اور
جسنے اسپر شفقت کی اسکو کبھی فلاح نہوگی - اسلئے خلوص والے پر واجب ہے
کہ نفس جن چیزون کو بُری سمجھے انہین کو گلے لگاے اور جن چیزون کی طرف مائل ہو
اُنہین کو دور باش کرے اور اس بارہ مین جو لوگ اسکی مذمت کرین اُسکو قبول کرے

اور جو لوگ اسکی مدحت کرین ان سے کہے کہ جس چیز کو تم سراہتے ہو وہ آنکھ سے اوجھل ہے اور ہر دم اپنے نفس سے کہتا رہے کہ خدا تیری مراد بر نہ لاے اور تجھے تیرے مقصد سے دور رکھے کیونکہ ہم اُس زمین سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین جسمین نفس کی ترو تازگی پیدا ہو - کیونکہ جسنے نفس کی نازگی پر نگاہ کی اور نفس کی کچھ قدر کی یا یہ سمجھا کہ ہستی مین اُسکے نفس سے زیادہ ذلیل بھی کوئی چیز ہے اِسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا پھر وہ کیونکر اسکو پاک و صاف سمجھتا یا اُسکے لئے غصہ کرتا یا اسکی خاطر سے کسی مسلمان کو ستاتا ہے - اُس سے تو اسی طرح بچنا چاہیے جسطرح زہر سے - اور جبتک یہ نفس قلب کے رُخ پر رہے گا کوئی نیکی قلب تک نہین پہونچے گی کیونکہ وہ اسکے مُنہ پر سپر ہے اور جون جون وہ قلب پر قوت حاصل کرتا جاے گا دون دون اسکی بُرائی بڑھتی اور بھلائی گھٹتی جائیگی اور جبتک اُسکا شمہ بھی باقی رہے گا شیطان اُس سے کنارہ نہوگا اور بُرے خطرات اس سے موقوف نہونگے اور انکا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ہمہ تن اپنے نفس کے مقابلہ مین مشغول نہوجاے کیونکہ جو شخص اسکے مقابلہ مین مشغول ہوتا ہے اُسکو وہ روک دیتا ہے جیسا کہ اس شخص پر جو اسکی باگ بالکل چھوڑ دیتا ہے سوار ہوجاتا ہے بلکہ اُسکو اسطرح پر دہو کہ دے کہ ایک بات اسکے آرام کی کرے اور ایک نہ کرے پھر اس سے کم پر اسکو لے آئے اور جو شخص اُسکا مقابلہ کرتا اور اسکا دشمن بنجاتا ہے اُسکو وہ دوسرے کامون کی فرصت نہین دیتا اور جو اسکو دھوکا دیکر پکڑتا اور اسکی خواہش کی پیروی نہین کرتا ہے اسکا تابع ہوجاتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جب نفس کسی مرید پر اپنے حال کو صاف ظاہر نہونے

دے اور ترک دنیا اور اس امر کا ادعا کرے کہ اسکا عمل علم و تعلیم خالص اللہ ہی کے
لئے ہے تو اُسپر واجب ہے کہ اپنے آپ کو دھوکا دینے والا ترازو پر تولے اور فریب
نہ دینے والی کسوٹی پر کسے اور ستائش کے بعد نکوہش قبول کے بعد رد متوجہ ہونے
کے بعد مُنہ پھیر لینا عزت کے بعد ذلت اور تعظیم کے بعد اہانت ہے پس اگر ان
باتون کے وقت اپنے آپ مین تغیر و کبیدگی پاے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُسمین
ابھی نفس باقی ہے اسکے لئے مجاہدہ کرنا واجب ہے اور ڈھیل ڈالدینا جائز نہین
ہے۔ اور تغیر کے وقت اُسکو جان لینا چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ کھڑا
رہے اسکا پوجنے والا اور اُسکی آفتون کے حاصل ہونے مین اُسکی مدد کرنیوالا
ہے اور جس شخص کا حال یہ ہو وہ اللہ عزوجل سے دور ہے اور انکا قول ہے
کہ مرید جب اپنے نفس کا مجاہدہ چھوڑ دے اور اُسمین جذب نہ پیدا ہو اور
اسکے اخلاق ایسے پائدار ہو گئے ہون کہ انکے پنجہ سے چھوٹ نہین سکتا ہو
بلکہ وہ گویا اُسی بنیاد پر روزانہ عمارت بناتا جاتا ہو اور ہر لحظہ اُسکو مستحکم کر رہا ہو یہانتک
کہ اپنی بیماری و حسرت مین مرجاے کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جسکے نفس
مین عزت و شہرت کی محبت چھپی ہوئی اُسکا نفس رہائی پاے اسپر واجب ہے
کہ اپنے رب عزوجل سے فریاد کرے اُسکے سامنے سر نہوڑاے اس
سے معذرت کرے اور ہر قسم کے دعوے سے خموشی اختیار کرے۔ اور
انکا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی ایسا دشمن باقی رہجاے جسکی نسبت اسکو خوف
ہو کہ اسکی مصیبت سے خوش ہوگا اُسکو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی وجہ صرف یہی ہے
کہ اُسمین نفسانیت اور اُسکے دل مین دنیا کی محبت باقی ہے۔ اور انکا قول ہے

کہ جس شخص سے خلق مُنہ پھیرلے اور اس سبب سے بال بہر بھی اُسمین تغیر واقع ہو وہ اُنہین لوگون کے پاس ٹھیرا ہوا اور اپنے پروردگار عزوجل کے ساتھ شرک کرنیوالا ہے اور جس شخص کو ہر بیماری توڑدے اور اس سے اُسمین بال بہر بھی تغیر آئے وہ اپنے نفس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے اور اپنے پروردگار سے حجاب مین ہے اور جو شخص ذلت کی حالت مین متغیر ہو اور ویسا نہ رہے جیسا عزت کی حالت مین تھا وہ دنیا کا دلدادہ اور اپنے پروردگار سے دور ہے - اور آپ کا قول ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلون کو غافل کرے وہ دنیا ہے اور جو چیز دلون کو اسکی طلب سے روکے وہ دنیا ہے اور جو چیز دل مین غم لائے وہ دنیا ہے - انہون نے اپنے کسی بھائی کو یہ خط لکھا تھا - یا اخی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد مدعا یہ ہے کہ آپ نے مجھسے درخواست کی تھی کہ مین آپکے لئے دعا کرون - اگرچہ کہان یہ بندہ کمترین اور کہان اجابت دعا - تاہم بنظر بجا آوری حکم ہم آپ کے لئے دعا کرتے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر تمہارے دل مین ڈال دے اور اپنے شکر اور اپنے حکم کی رضامندی تمکو القا کرے اور اپنی توفیق اور اپنی مدد سے تمکو خالی نہ رکھے اور تمکو تمہارے نفس یا اپنی کسی مخلوق پر چھوڑ نہ دے - اور تمکو اُن لوگون مین سے بنائے جنہون نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے قول و فعل مین خلوص برتا اور تمکو ایسے لوگون مین سے بنائے جنہون نے اللہ عزوجل کو چاہا اور خلوص و ادب کے ساتھ اُسکی جستجو مین کوشش کی اور متابعت و تصدیق کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا اور اچھے کامون اور اذیتون کی برداشت اور ایذا رسانیون کے ترک سے آخرت کو چاہا - اور تمکو اُن لوگون مین سے بنائے

جو اللہ کے ذکر کی مواظبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپنے والے
اللہ عزوجل سے خلوص برتنے والے اللہ عزوجل کی توحید کرنے والے اللہ کو سچا
سمجھنے والے اپنی جانون پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینے والے اور اپنے حقوق پر اُسکے
حق کو مقدم رکھنے والے ہین جنکے باطن کینہ سے اور دل اُسکے ماسوا سے پاک
ہین اور جنہون نے اپنے آقا سے دین کے سوا کچھ نہین مانگا اور جو نہ اپنے آپکو کسی پر
ترجیح دینے نہ کشاکش مین پڑنے نہ خصوصیت جتانے اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا
کچھ چاہتے ہین اور نہ اُسکے غیر سے خوش ہوتے اور نہ اُسکے غیر کے چلے جانے
سے غم کرتے ہین - اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر شفقت کرتے
اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہین مسلمانون کو نصیحت کرتے اور برا نہین
کہتے نرمی برتتے اور ان سے رکھائی نہین کرتے ہین - اور جس مین عیب ہے
اسکے عیب سے چشم پوشی کرتے اور اسپر پردہ ڈالتے ہین اور مسلمانون کے پیچھے
عیبون کے پیچھے نہین پڑتے - جو لوگ کہ تمام حرکات وسکنات مین اللہ ہی کو
پیش نظر رکھتے ہین - جنکا غصہ بغیر کینہ اور بغیر بدخواہی کے اللہ ہی کے لئے اور
خوشنودی بغیر ہوا وہوس کے اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے - جو لوگ کہ اپنی بساط
بھر حکم نہین دیتے مگر انہین باتون کا جنکا شریعت نے حکم دیا ہے اور منع نہین
کرتے مگر انہین چیزون کو جنکو شریعت نے منع کیا ہے جن پر اللہ کے بارہ مین
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی اثر نہین ہوتا - جو لوگ کہ ظالم کے ظلم
سے غضبناک ہوتے ظالم کو برا جانتے اور اُسکی تعظیم نہین کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ
سے درخواست کرتے ہین کہ ظالمون کو بے بس کردے تاکہ وہ ظلم نہ کرین اور

اللہ تعالیٰ اُنکو توبہ کی توفیق دے تاکہ توبہ کرین - جولوگ کہ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی باتون کا حکم دیتے ہین - جو دنیا اور
خلق سے پرہیز اور ہمہ تن حق کیطرف توجہ کرنیوالے ہین - جولوگ کہ اپنے مولیٰ کی
ہر چیز اور ہر بات سے راضی ہین اور اسکو اچھی ہی جانتے ہین اور اپنی ہر چیز اور ہر
بات سے بات سے وحشت کرتے اور اُسکو بُری ہی جانتے ہین - اور اے
اخی - تمکو اُن توحید کرنے والون مین سے بنا سے جنمین کچھ بھی شرک نہین ہی - اُن تنزیہ
کرنیوالون مین سے جنمین ذرا بھی تہمت نہین ہے اُن تصدیق کرنیوالون مین
سے جنمین مطلق شک نہین ہے اُن ذکر کرنیوالون مین سے جنمین ہرگز فراموشی
نہین ہے اُن طالبون مین سے جنمین ہرگز سستی نہین ہے اُن پیروی کرنیوالون
مین سے جنمین نام کو بدعت نہین ہے اور اُن ایثار کرنیوالون مین سے جو اپنی
جانون پر مطلق شفقت نہین کرتے - جو ایسے زاہد ہین کہ ناسوی کیطرف میلان
رکھنے نہ کسی سے جھگڑتے ہین - ایسے راضی وشاکر ہین کہ اُن مین غصہ ہی نہین
ہے خلق پر ایسے مہربان ہین کہ اُنمین سختی ہی نہین ہے - اور ایسے ناصح ہین کہ رعایت
جانتے ہی نہین جن لوگون سے خوف خدا کبھی جدا نہین ہوتا اور جنکے عظمت رب العزت
ہمہ دم پیش نظر رہتی ہے اور جنکے دل مین کسی کیفیت یا خیال کا کوئی اندیشہ بھی نہین
گذرتا ہے - اور اے اخی! تمکو طاعت کی نگہداشت اور عادت کو ترک کرنے
والون مین سے بنا سے جنکو اُنکے مولیٰ کے سوا کوئی چیز خوشنود نہین کرسکتی
اور جو اپنی جانون اور اپنی روحون کو اُسکے لئے خود خوشنود کرنے اور نہ اورون کو
خوشنود کرنے دیتے ہین جو لوگ کہ کینہ و بغض نہین رکھتے اور شارع کے نقش قدم

پر چلتے اور اُنہین کا اقتدا کرتے اور اُنکے سب صحابیون پر رحمت بھیجتے اور قرابت
والون کو دوست رکھتے اور بزرگون کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہین جو لوگ کہ مسلمانون
کو اپنی راے و اپنی نفسانی خواہش سے نہ بدعتی کہتے اور نہ بدکار قرار دیتے
ہین جن لوگون کے دل ایسے لوگون کی نسبت بدگمانی یا بدگمانی کی آرزو سے پاک
ہین جو اللہ اور اُسکے فرشتون اور اُسکی کتابون اور اُسکے رسولون اور روز قیامت
پر ایمان لائے ہین جنکے دلون مین شفقت و رحمت کے سوا کچھ نہین ہے جنکو دنیا
کی آرایش خود پسندی مین مبتلا نہین کرتی اور جو اسکے عزت دار کو عزت دار
نہین سمجھتے اور نہ اُسکے مالدار کو مالدار جانتے ہین اور نہ اسکے بادشاہ کو بادشاہ
مانتے ہین اور نہ اُسکے آسایش کرنیوالے کو آسایش کرنے والا کہتے اور نہ اُسکے
تندرست کو صحیح و سالم خیال کرتے ہین - جو لوگ کہ ایسے شخص پر رحم کرتے ہین جو
دنیا کو تمام و کمال لئے بیٹھے ہین کیونکہ اُسکے پاس کچھ بھی نہین ہے - جو لوگ کہ اپنی
ذات سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہین اور اپنی ذات کے لئے مطالبہ نہین کرتے
جنکو مقررہ میعاد کے سبب سے غم لاحق نہین ہوتا اور نہ کسی مخلوق سے ڈر لگتا ہے
جن لوگون نے اپنی صفات سے جدائی اختیار کی یہانتک کہ اُن کا نام و نشان نہ رہا
اور اپنے اخلاق کی نفی کی یہانتک کہ وہ جاتے رہے اور اپنے نفس کی مخالفت
کی یہانتک کہ وہ معدوم ہو گیا - جو لوگ کہ اللہ عزوجل کو اُسکی مخلوق کا محبوب بنانے
اور اسکو اُسکی نعمتین یاد دلاتے ہین اور اُسکی مخلوق کو اُسکی طاعت پر آمادہ کرکے
اور اُسکی نعمتون کا اعتراف کراکے اور تقصیر خدمت کی معذرت کراکے اُس کا محبوب
بناتے ہین - جنکے ہاتھ لوگون کے مالون سے اور جنکے اعضا مسلمانون کی ایذا دہی

سے رُکے ہوئے ہین اور مسلمانون کو اُنکے ساتھہ آرام ہے - اور جو لوگ کہ بُرائی کا بدلہ معافی و درگذری سے کرتے ہین - آمین اللھم آمین دعا ختم ہوئی - واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ یہ رسالہ سرتاپا تکملین کے اخلاق سے معمور ہے - اور مینے اولیاء اللہ کے نزدیک ان سے اور سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ عنہما سے زیادہ وسیع الاخلاق کسی کو نہ دیکھا -

(۲۸۷) شیخ عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی قرشی رضی اللہ عنہ

یہ فقیرون کے بہت بڑے بزرگان صاحب خرقہ اور مشائخان مقربین مین سے تھے اور صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات فاخرہ و سرائر ظاہرہ و بصائر باہرہ و احوال خارقہ و انفاس صادقہ و ہمم عالیہ و رتب سنیہ و مناظر بہیہ و اشارات نورانیہ و نفحات روحانیہ و اسرار ملکوتیہ و محاضرات قدسیہ تھے - انکو معارف مین معراج اعلی اور حقائق مین منہاج اسنی اور معالی مین طور ارفع حاصل تھا اور نہایات کے احوال مین انکا قدم راسخ تھا اور سوا رد کے علوم مین ید بیضا رکھتے تھے - اور تصریف نافذ اور حقائق آیات کے متعلق کشف خارق اور معنی مشاہدات کے فتح مضاعف مین بہت بڑا دسترس رکھتے تھے - اور یہ اُن بزرگون مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالی نے مخلوق کی رحمت کے لئے خلعت وجود بخشا اور دنیا مین ظاہر کیا اور خاص و عام کے نزدیک کامل قبولیت عطا کی اور عالم پر تصرف کرنے والا بنایا اور احکام ولایت پر قدرت بخشی اور اعیان کو بدل دیا اور عادات کو خرق کیا اور غیب کی باتین اُن سے کرائین

اور اُنکے ہاتھون پر عجائبات ظاہر کئے اور شیر خوارگی مین اُن سے روزے رکھوائے
اور اہل طریقت کی زبان مین ان کا کلام کثرت سے اور بہت بلند پایہ ہے جنمین سے
یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہدایت مین سخت ریاضت نہ کرے گا اُسکے مرید کو فلاح نہوگی
کیونکہ اگر یہ سوے گا اسکا مرید بھی سوے گا اور اگر کھڑا ہوگا اسکا مرید بھی کھڑا ہوگا اور
اگر لوگون کو عبادت کا حکم دے گا اور خود لغویت مین رہے گا یا اُن کو ملاقات سے
توبہ کرنے کو کہے گا اور خود اُسکو کرے گا تو لوگ اُسپر نہین گے اور اُسکا کہا نہ مانینگے
اور جب ان سے کہا جاتا کہ ہمین نصیحت کیجئے اور ارشاد دیجئے تو اکثر بعضون کے
ان دونون مقولون کو تمثیلاً پڑھا کرتے تھے: شعر

پہلے صورت بنالے بی بی سی ۔۔۔ کیجئو تب برابری باندی

مصرع بیمار کو بیمار سے کیا خاک شفا ہو

اور اُنکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے
اگر اُسکا جسم حاضر ہو تو اجازت لے لے اور اگر غائب ہو تو قلب کے ذریعہ سے اجازت
طلب کرے - اور اسکی پابندی اسوقت تک کرے کہ ترقی کرکے رب عزوجل
کے ساتھہ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنے کے مقام تک پہونچ جاے کیونکہ جب پیر
دیکھے گا کہ مرید اُسکے ساتھہ یہ مراعات برتتا ہے تو لطف آمیز شراب سے اُس کی
تربیت کرے گا اور تربیت کے پانی سے اُسکو سیراب کرے گا اور سِرّ معنوی سے
اُسکی نگہداشت کرے گا - اور اُسکی سعادت کا کیا کہنا ہے جو اپنے مُربّی کے ساتھہ
حسن ادب سے پیش آے اور اُسکی شقاوت کا کیا پوچھنا ہے جو سوء ادب دکھلاے
اور کہا کرتے تھے کہ جسنے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ یعنی ظاہر سے معاملہ کیا اس کو

وہ اسرار و حضائر پر اختیار دیدیتا ہے اور جسنے اپنی نگاہ مین غیر کا عکس
ظاہر و باطن
نہ کرنے دیا وہ التباس سے بچا رہا۔ آور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے قلب کے ساتھ
اپنے رب کی بارگاہ مین حاضر رہنے کے باعث غائب رہا وہ قلب کے غائب
رہنے کے زمانے مین مکلف نہین ہے اور جب نکلکر عالم شہادت کیطرف آیا
تو جو عبادت اُس سے فوت ہوئی ہے اُسکی قضا کرے۔ اور یہ مبتدیون کا حال ہے
اور کاملون کا حال یہ ہے کہ انپر یہ حکم جاری نہین ہوتا بلکہ وہ فرائض و سنن کو ادا
کرنے کے لئے لوٹا دیے جاتے ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص متشرع متحقق
پاک صاف پارسا و شریف نہو وہ میری اولاد مین سے نہین ہے گو وہ میرا صلبی بیٹا
ہی کیون نہ ہو اور مریدون مین سے جتنے لوگ شریعت حقیقت طریقت دیانت
صیانت زہد و ورع اور قلت طمع کے پابند ہون وہی میری اولاد ہین گو وہ دور دست بلاد
کے کیون نہون۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین تو کہا کہ
جو اللہ عزوجل چاہے۔ آور یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے ٹھیرنے والے ہین سب
ٹھیرنے کی لذت کو نہین جانتے اور نہ سب خدمت کرنے والے آداب خدمت
کے واقف کار ہوتے ہین اور اسی لئے بہت سے آدمی سخت ریاضتون پر بھی
قطع کر دے گئے۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد مین تمکو اللہ تعالیٰ کا واسطہ
دیکر تمسے درخواست کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم چہریون کی
بکریان نیستی کے دُنبے اور راتب کے حلوان ہوے وہ شخص جسکو بھننے کے لئے
تنور دہکایا جا چکا ہے اور اسے وہ شخص جسکے لئے چھری تیز کیجا چکی ہے اپنے
آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا۔ آور انکا قول ہے کہ فقیر کامل نہین ہوتا جبتک

کہ سب لوگون کا دوست رکھنے والا سب پر مہربانی کرنے والا اور سب کے عیبون کا
ڈھانکنے والا تھا اور اگر اسکے خلاف ہو اور کمال کا دعوی کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے اور کہا کرتے
تھے کہ کسی فقیر کے نہ حال کو بُرا سمجھو نہ لباس کو اور نہ کہانے کو چاہے وہ کسی حال
اور کسی جامہ مین ہو۔ بلکہ کسی کو بُرا نہ سمجھو مگر اُسی صورت مین کہ ایسے ممنوع کا مرتکب
ہو جسکی صراحت شریعت مین ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بُرا سمجھنے سے وحشت
پیدا ہوتی ہے اور وحشت بندہ کو اُسکے پروردگار عزوجل سے منقطع کر دینے کا سبب
ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمیون مین سے کوئی خاص ہوتا ہے کوئی خاص الخاص کوئی
مبتدی کوئی منتہی کوئی متشبہ اور کوئی متحقق اور اللہ تعالی بعض پر بعض کو جہ
سے رحم فرماتا ہے اور نہ زور آور کمزور کے ساتھ چل سکتا ہے اور نہ کمزور زور آور
کے ساتھ اور فقرا باذل ہین اور باذل کی حالت تلوار کیسی ہے اسلئے جب فقیر
تم مین سے کسی سے ہنسکر بولے تو اُس سے ڈرو اور اُس سے جب ملو تو ادب
ہی سے ملو۔ اور انکا قول ہے کہ شریعت جڑ ہے اور حقیقت شاخ۔ پس شریعت
ہر علم مشروع کی جامع ہے اور حقیقت ہر علم خفی کی اور سارے مقامات انہین
دونون کے اندر ہین۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ علم مین سے وہی سیکھے
جو فرض و نفل کے ادا کرنے کے لئے اُسپر واجب ہے اور فصاحت و بلاغت مین
نہ پہنسے کیونکہ یہ اُسکو اُسکی مراد سے باز رکھینگی بلکہ عمل مین صالحین کے آثار کی جستجو
کرے اور ذکر کی مواظبت رکھے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مردان خدا مین کوئی مرد ہے
کوئی آدھا مرد کوئی چوتھائی مرد کوئی پورا مرد کوئی بالغ کوئی مُدرک اور کوئی واصل۔ اور
انکا قول ہے کہ خواص کی توبہ کل ماسوی اللہ کا محو کر دینا ہے اور اپنے جس قول

فعل پر مطلع ہوتے ہین اُسکی نسبت یہ توبہ کرتے ہین کہ اُنکے باطن مین یہ نہ کھٹکے کہ یہ میرا ہے یا یہ وہم بھی نہ گزرے کہ مجھہ مین پایا جاتا ہے اور وہ "مین" کہنے سے ڈرتے ہین - پس وہ خطرات کی نگہداشت کرتے ہین - اور کہا کرتے تھے کہ اے مرید! ہمت عزم اور شدت جزم کو جمع کر تاکہ راستہ کو یافت سے نہ کہ دریافت سے پہچانے - پس جس مقام مین تو ٹھیر جائے گا وہی تیری روک ہوگا بلکہ جو شے تجکو تیرے مولیٰ سے روکے اُسے چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزین باطل ہین - اور اُنکا مقولہ ہے کہ روگردانی سے روگردانی پیدا ہوتی ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! لغویات سے مجھے معاف رکھہ اور اپنے قالب سے مجرد ہوکر قلب کا ہو رہ - اور کہا کرتے تھے کہ بھائی! اس دعوے سے بچے رہو کہ تمہارا کوئی معاملہ خالص یا کوئی حال ہے اور جان لو کہ اگر تمنے روزے رکھے تو اُسی نے تمسے روزے رکھواے اور اگر تمنے قیام کیا تو اُسی نے تمسے قیام کرایا اور اگر تمنے کوئی کام کیا تو اُسی نے تمکو کام مین لگایا اور اگر تمنے دیکھا تو اُسی نے تمکو دکھلایا اور اگر تمنے اس فرقہ کی شراب پی تو اُسی نے تمکو پلائی اور اگر تم گناہون سے بچے تو اُسی نے تمکو بچایا اور اگر تمنے ترقی کی تو اُسی نے تمکو منزل پر پہونچایا اور اگر تم پہونچتے تو اسی نے تمکو پہونچایا اور بیچ مین اسکے سوا تمہارے لیے کچھہ نہین ہے کہ تم اپنے گنہگار ہونے کا اعتراف کرو ایک نیکی بھی تمہاری نہین ہے اور یہی صحیح ہے بھلا تمہاری نیکی کہان سے آئی اُسی نے تمپر احسان کیا اور وہی تم مین حکمران ہے چاہے مقبول بنائے اور چاہے مردود - اور اُنکا قول ہے کہ قلب کی اولاد صلب کی اولاد سے بہتر ہے اسی لئے صلبی اولاد کو میراث مین سے ظاہری ترکہ ملتا ہے

اور قلبی اولاد کو اسرار مین سے باطنی حصہ - اور اُنکا قول ہے کہ جو شخص دارِ فنا سے
مین داخل کیا گیا اور جلال و عظمت اُسپر کھول دی گئی وہ بغیر اپنے رہ جاتا ہے
اور اسوقت وہ کچھ زمانہ تک خالی رہتا ہے بعدہٗ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و سپردگی
مین لوٹ آتا ہے عام اس سے کہ وہ حاضر ہو یا غائب اور اُسکا کوئی حصہ نہ کرامات
مین باقی رہتا ہے نہ کلام مین اور نہ نفسانی نظام مین اور عبودیت محضہ کے
لیئے خالص کر لیا جاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ عطیہ والے بہت ہین اور اس
زمانہ کے لوگون مین ہماہمی کے سوا کچھ نہین رہا ہے وہ یا تو صفات کے معنی
پوچھتے ہین یا اسمار کے یا حروف مقطعات کے اور مُبتدی کو ان باتون کا پوچھنا
سزاوار نہین ہے اور جو صاحب تمکین ہے اُسکو جائز ہے کہ جو شخص اسکا اہل
ہو اُسپر ان باتون کو روشن کر دے کیونکہ ان چیزون کے علم کا رستہ کشف کے
سوا اور کوئی نہین ہے - اور جو شخص لوگون کے کلام باد کرنے یا حقائق کو اور رقیقت
مین گفتگو کرنے والون کی باتون کو جمع کرنے مین مشغول ہوا وہ دوسری عمر کہان سے
لائیگا جسمین فانی عمر سے فارغ ہو کر باقی عمر کی طرف جائیگا - وہ لوگ تو عاشق تھے
اور اُنمین سے ہر شخص اپنے عشق کی زبان اور اپنے ذوق عرفان سے باتین
کرتا ہے اسلیئے وہ ایسا کلام ہے جسکی کوئی حد نہین ہے اور ایسا دریا ہے جسمین
بہت سے لوگ ڈوب گئے اور کوئی اُسکی تہ تک پہونچا اور نہ اُسکے ساحل تک
اور عارف جو اوروں کا کلام بیان کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چھپانے اور جس کو
چھپا نہین سکتا ہے اُسکو مجبوراً اظہار کرنیکے لیے کرتا ہے آہ آہ آہ - اور خدائے پاک
گواہ ہے کہ مین جب کبھی کوئی بات زبان سے نکالتا یا حوالہ قلم کرتا ہون تو صرف

یہی چاہتا ہون کہ لوگون کی مشغولی یا کسی غامض معنی کے سمجھنے کا ذریعہ ہو اور کچھ نہین
کیونکہ خلوص اکثر آدمیون سے چلا گیا۔ اور انکا قول ہے کہ علم توحید و تفسیر مین سارے
کلام کرنیوالون معبّرون اور مؤوّلون مین سے کوئی بھی قرآن عظیم کے حروف مین
سے ایک حرف کے معنی کی معرفت کو دریافت کر کے کُنہہ کی شناخت کے
عشر عشیر تک نہین پہونچا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ طریقت کی ابتدا نفس
تلف ضنیق اور حظ سے باہر نکل آنا ہے کیونکہ فلاح نجاح صلاح ہمسی اور
ارباح صرف اُسی کے لئے ہین جو حظ کو چھوڑ دیتا اور تکلیف و بدی کے مقابلہ
مین برداشت اور نیکی سے کام لیتا ہے اور اپنے خُلق کو وسیع کرتا ہے
اور فقیر کے نہ ہاتھہ ہوتے ہین نہ زبان ہوتی ہے نہ کلام ہوتا ہے نہ دربان
ہوتی ہے نہ ڈانٹ ہوتی ہے اور نہ کوئی بُرا فعل ہوتا ہے اور اُسکو اُسکے
معشوق سے نہ کوئی پھیرنے والا پھیر سکتا ہے اور نہ تلوارین روک سکتی ہین
اور انکا قول ہے کہ حرام کا کھانا عمل کو رد کر دیتا اور دین کو کمزور بنا دیتا ہے اور
قول حرام مُبتدی کے عمل کو بگاڑ دیتا ہے اور حرام کھانا عامل کے عمل کو خراب
کر دیتا ہے اور دنیا داروں کے ساتھہ میل جول دانائی و بینائی مین تاریکی پیدا کرتا
ہے اور کہا کرتے تھے کہ اللہ عزوجل اپنے بندون مین سے اُسی کو دوست رکھتا
ہے جو سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ دل شرمگاہ زبان
اور ہاتھہ کو پاک رکھنے والا اور سب سے زیادہ پارسا سب سے زیادہ درگذر کرنے والا
سب سے زیادہ فیاض سب سے زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ فراخ دل ہوتا ہے
اور انکا مقولہ ہے کہ جو حضور مین رہے گا وہ دنیا و آخرت کو دیکھے گا اور کہا کرتے

تھے کہ دکیہو جھوٹے دعووں سے بچتے رہو کیونکہ ان سے روسیاہی حاصل ہوتی ہے
اور دل کی بینائی چلی جاتی ہے - اور خبردار عورتوں کی دوستی اور انکو بے محابا دیکھنے
اور شاہدان مجازی کا ذکر نے اور راستہ مین نوجوانوں کے ساتھ چلنے سے بچتے رہو
کیونکہ یہ سب نفسانیتین اور شہوتین ہین اور جسنے خرقہ صوفیہ کے طریقہ مین کوئی
ایسی نئی بات نکالی جو اُسمین نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے اور نہ ہم مین سے اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۝ (جو چیز پیغمبر تمکو دے دیا کرین وہ تو لے لیا کرو اور جس سے تمکو
منع کرین دست کش رہو) یہ عجمی سریانی عبرانی زنگی اور پرندہ وچرندہ سب کی زبانین
بولتے تھے - ۝

اور انکا قول ہے کہ عمل کو باتہ سے نہ دو اور اس سے بچتے رہو کہ طریقت مین طلاقت
لسانی دکھلاو اور اہل طریقت کے اخلاق نہ اختیار کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت رہتے
یہانتک کہ پیٹ پر پتہر باندہتے تھے اور اسقدر قیام فرماتے تھے کہ پاے مبارک
سوج جاتے تھے بعدہٗ بڑے بڑے صحابہ نے اسی مین آپکی پیروی کی چنانچہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سانس لیتے تھے تو جگر بریان کی بو آتی تھی اور انہون نے

۝ پارہ ۲۸ - رکوع ۴ - سورۂ حشر - ۱۲

۝ مصنف نے اس مقام پر جعفر کے تین حفظ مرید کے نام کے نقل کئے ہین جنمین سے ہر ایک
کی ابتدا تو عربی عبارت سے ہے لیکن بعد کو وہ زبان ہے جسکا سمجھنا محال عادی ہے اس لئے انکو
چھوڑ دیا گیا - ۱۲ مترجم

اپنا سارا مال خدا کی راہ مین دیدیا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسقدر ریاضت کرتے اور تکلیف سہتے تھے کہ اپنی گدڑی مین چمڑے کے پیوند لگاتے اور سر مین نہایت موٹے اور کھُردرے کپڑے کا ٹکڑا لپیٹتے تھے - اور عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات کو کھڑے کھڑے قرآن کا ایک ختم کرتے تھے اور علیؓ رضی اللہ عنہ بڑے زاہد دن اور مجاہد کرنیوالون مین سے تھے - اور اکثر بلادِ اسلام انہین خواص صحابہ کے فتح کئے ہوئے ہین باوصف اسکے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب تھا اُنکے اعمال ایسے تھے اور اُنکی ریاضت و زہد دگرسنگی ایسی تھی - اس لئے حقیقت و شریعت کو محکم کرو اور اگر چاہتے ہو کہ تمہارا اقتدار کیا جاوے تو تفریط کو راہ نہ دو اور حقیقت کا نام صرف اسی لئے حقیقت رکھا گیا ہے کہ معاملات کو اعمال سے محقق کرتی اور دریاے شریعت سے حقائق کے جواہر نکالتی ہے - اور انکا قول ہے کہ جبتک تمہاری زبان حرام چکھتی رہے گی اُسوقت تک اسکی طمع نہ رکھو کہ تم حکمتون و معرفتون کا کچھ بھی مزہ چکھو گے - اور انکا مقولہ ہے کہ آنکھ مین جو قوت بینائی ہے اُسکی بھی ایک بینائی ہے اور قلب کی بھی ایک زبان ہے جسکا سمجھنا وقت طلب ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اُسکو دوست رکھو تو آسمان و زمین والے تمکو دوست رکھینگے اور اُسکی اطاعت کرو تو جن و انس تمہاری اطاعت کرینگے اور تمہارے لئے دریا خشک ہوجائیگا اور ہوا تمہاری فرمانبردار ہوجائیگی اور اے میرے بچو! اولیون کے اخلاق اختیار کرو تاکہ تمکو سعادت حاصل ہو اور اگر تم خلافت کا پرچہ حاصل کرو اور جو شخص تمسے جھگڑے اوس سے کہتے پھرو کہ دیکھو میری پیری کی یہ سند ہے اور پیرون کے اخلاق تم مین نہون تو وہ پرچہ کچھ بھی نہین ہے - وہ تو حفظ نفس ہے نہین اُس پرچہ کو پڑھو اور جو

نصیحتین اُسمین ہون اُسپر عمل کرو تب تمکو فائدہ پہونچیگا اور برگزیدگی حاصل ہوگی اور اولیار کے درجون کا قرناً بعد قرن اور نسلاً بعد نسلٍ آخر دنیا تک یہی راستہ ہر آور جب مرید فصاحت وبلاغت مین مشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی اور جو اُسمین مشغول ہوا وہ الگ کر دیا گیا - اور مرید کے لئے نیکو کارون کی حکایات وصفات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے شکرون مین سے ایک شکر ہے مگر اُسی وقت تک کہ اس طریق مین اُنہین پر قناعت نہ کرے - اور سارا علم دو باتون مین جمع کر دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ عبودیت کو پہچانے اور اُسکو پوجے پس جسنے یہ کر لیا اُسنے شریعت وحقیقت کو پا لیا اور اس سے علمار کا بیکار قرار دینا لازم نہین آتا بلکہ علم عمل سے پیدا ہوتا ہے اور جسنے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (جتنا قرآن آسانی سے پڑہا جاے پڑہ لیا کرو) اور ہر فرقہ کی ایک راہ ہوا کرتی ہے ورنہ کبھی اللہ تعالیٰ ایک ہی شخص مین اسقدر علم وعمل جمع کر دیتا ہے کہ لوگون کو کل فوائد بتاتا ہے پس شریعت درخت ہے، اور حقیقت ثمرہ - اور اللہ تعالیٰ کی طرف کی راہ چیزون کو نیست ونابود اور جگر کو پاش پاش کر دیتی جسمون کو لاغر بناتی نیند کو اُڑاتی قلب کو بیمار کر دیتی اور دل کو گھلا دیتی ہے مگر جب پردہ اُٹھ جاتا ہے تو خطاب سنتا اور لوح محفوظ مین رموز کو پڑہتا اور دقیق معنون پر مطلع ہوتا اور رقیق جامون مین شراب پیتا ہے پس وہ اپنے قلب کے ساتھ رہتا ہے بعدہٗ قلب نہین بلکہ مقلب کے ساتھ کیونکہ اللہ[عہ] آدمی اور اسکے دل مین آڑے آجاتا ہے"

عہ پارہ ۲۹ رکوع ۱۴ - سورہ مزمل -

عہ اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (پارہ ۹ - رکوع ۱۷) کا یہ ترجمہ ہے - ۱۲

پس جب سب سے باہر نکل جاتا ہے تو بغیر زبان کے وہ زبان آور ہوجاتا ہے اور اسکے
ساتھ سخت ریاضتین کرتا اور اعمال ظاہرہ بجالاتا ہے بعدہٗ اعمال باطنہ کی پابندی
کرتا ہے اسکے بعد نہ حرکت رہتی ہے اور نہ کلام اور گھسر پھسر کے سوا وہ کچھ نہین سنتا
ہے وہ تو بالکل بے حس ہوجاتا ہے اسکے بعد وہ صفائی کی صفائی اور وفا کے
وفا سے صاف ہوجاتا ہے اور اخلاص مین اخلاص کے لیے اخلاص کے اخلاص
سے خالص ہوجاتا ہے بعدہٗ وہ اُن باتون سے جن سے ہمنشینی حاصل ہوتی
ہے تقرب ڈھونڈھتا ہے کیونکہ ہمنشینی کے دو سے خاص آداب ہین جنکو عارف
ہی جانتے ہین - اور جب عارف عرفان کے مقام مین کامل ہوجاتا ہے تو اللہ
اُسکو علم بلا واسطہ کا وارث بناتا ہے اور جو علوم کہ الواح معانی مین لکھے ہوئے ہین
اُنکو وہ اخذ کرتا ہے پس انکے رموز کو سمجھتا اُنکے کنوز کو پہچانتا اُنکے طلسمات کو
توڑتا اور اُنکے رسم و رسم کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو اُن علوم پر مطلع فرماتا ہے
جو نقطون مین ودیعت رکھے گئے ہین اور اُنکو انکار کا اندیشہ نہو تو وہ باتین
بیان کرین جنسے عقلین دنگ ہوجائین اور اسیطرح عبارتون کے اشارات
مین سے اُنکی مخلق عبارتین اور مختلف زبانین ہوتی ہین اور اسیطرح اُنکو حروف
و قطع و وصل و ہمزہ و شکل و نصب و رفع کے معانی مین غیر محدود باتین حاصل ہوتی ہین اور
انپر صرف وہی لوگ مطلع ہوتے ہین اور علی ہذا اُنکو ان چیزون پر اطلاع ہوتی ہے جو درخت کی پتیون اور
پانی اور ہوا پر لکھا ہے اور جو کچھ خشکی و تری مین ہے اور جو کچھ آسمانی خیمہ کی گنبد کے
صفحہ پر اور جو کچھ کہ جن و انس کی پیشانیون پر لکھا ہوا ہے کہ دنیا و آخرت مین
اُنکو یہ باتین پیش آنیوالی ہین اور علی ہذا اُنکو اُس چیز کی اطلاع ہوتی ہے جو بغیر

لکھے ہوئے سارے مافوق الوق وماتحت التحت ہین لکھا ہوا ہے اور یہ اُس
حکم کے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہین ہے جسکو حکیم علیم سے علم ملا ہو کیونکہ سر لدنی
کی بخشش کا کچہ حال حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ مین ظاہر
ہو چکا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بعض اولیا را ایسے ہوتے ہین جو نہ خطاب جانتے
ہین نہ جواب پس وہ پتھر دن کی طرح اسرار کے امانت دار ہین زبان حال سے
باطن کرتے اور لبون پر مہر سکوت رکھتے ہین اسرار غامصہ اُنکے پاس ودیعت
رہتے ہین اور دین مختلف طور کے ہین اسلئے اولیا اللہ مین سے کوئی عارف
کوئی عاشق کوئی مشغوف کوئی ذاکر کوئی مذکر کوئی معتبر کوئی گویا کوئی خاموش
کوئی مستغرق کوئی صائم کوئی قائم کوئی نائم کوئی مفطر کوئی صائم صائن کوئی قائم دائم
کوئی نائم واصل کوئی واصل بیدار کوئی غیر کوئی واقف ذا سوتکار کوئی مدہوش
سنت دوہی کوئی گریہ و تبسم کنندہ کوئی گرفتار قبض کوئی خندان کوئی خوف زدہ
کوئی صاحب اختلاط کوئی پریشان کوئی حیران کوئی سرگردان کوئی چیخنے والا
کوئی نوحہ کرنے والا کوئی اُسکی جمعیت وجمع سے صاحب جمعیت ہوتا ہے اور
کوئی انمین سے ایسا ہوتا ہے کہ جسو قت تحقیق کو پہونچتا ہے کپڑے پھاڑ ڈالتا اور
توبہ کرتا اور اُسپر حال غالب آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ سے بعض پر رحم
فرماتا ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد زہے نصیب اُسکے جو اس
حال کو پہونچے کہ بندون کو اللہ تعالیٰ سے قربت کردے اور پھر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف
بلاتا رہے پس تم اللہ کے حکم سے اللہ کیطرف بلانیوالے بنو۔ اور کہا کرتے تھے کہ مرید
کا راس المال محبت و تسلیم اور معاندت و مخالفت کی سپر کا ڈال دینا اور اپنے پیر کی مراد

اور حکم کے تحت مین آرام لیتا ہے پس جب مرید مین ہر روز محبت و تسلیم کی زیادتی ہوگی تو وہ قطع کردئے جانے سے بچا رہے گا کیونکہ راستہ کے عوارض اور التفاتات و ارادات کی گھاٹیان ہی مدد پہونچنے سے الگ کردیتی اور وصول سے روک دیتی ہین - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! جب تم مین سے کوئی شخص اپنے مولیٰ سے عمدہ معاملہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُن احوال مین نہ پڑے جنکو وہ نہین جانتا کیونکہ اس فرقہ کے لوگ اُن حضرات کے موافق جنمین وہ داخل ہوتے ہین کبھی تمزیق کی زبان سے گفتگو کرتے ہین اور کبھی تحقیق کی زبان سے اور تمنے اے میرے بچے نہ اُنکے حال کا مزہ چکھا ہے نہ تمزیق مین مبتلا ہوے اور نہ اُنکی حضرات مین داخل ہوے ہو پھر تمکو کہان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گمراہی پر ہین کیا اے بچے تم تیرنا نہ جاننے پر سمندر مین تیرنا چاہتے ہو پھر اگر تم ڈوب گئے تو جاہلیت کی موت مرے کیونکہ تمنے اپنے آپ کو ہلاکت مین ڈالا اور حق تعالیٰ نے اسکو تمپر حرام کیا ہے بلکہ اے میرے بچے تمپر واجب ہے کہ اس فرقہ کی دعا چاہو اور اُنکی برکتون کی تلاش مین رہو اور یہ اُس حالت مین ہے کہ تم مین اُنکے عمل کی سکت نہو اور اگر تم مین اسکی قدرت اور سکت ہو تو تم ہمیشہ کیلئے صاحب سعادت ہو اور اے میرے بچے! جان لے کہ اس فرقہ کے لوگ جب حضرات مین داخل ہوتے ہین تو انکی زبانین مختلف ہوا کرتی ہین اور انکے اشارات و کلمات کچھ سمجھ مین آتے ہین اور کچھ نہین آتے اور یہی حال انکے احوال کا بھی ہے کہ بعض عبارت مین آسکتے ہین اور بعض مین نہین آسکتے اور علیٰ ہذا انکے بعض اسرار ایسے ہین کہ نہ کوئی مؤول و معبر اُن تک پہونچتا ہے اور نہ کوئی مُطّلع و مفسر کیونکہ انکے اسرار اللہ تعالیٰ کے راز کی جگہ مین ہین اور جب لوگ اللہ تعالیٰ کے اُن اسرار کو سمجھنے سے عاجز ہین جو خود اُن مین ہین تو کیونکر اُن

اسرار کو سمجھ سکتے ہین جو اور دن مین ہین اسلئے اے میرے بچے اس فرقہ کے
معاملہ کے بارہ مین تجکو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اُنکی نسبت حسن ظن ہی واجب
ہے کیونکہ اے میرے بچے مین تیرا ناصح ہون اور جب تو اُس شخص پر جسکو اللہ تعالیٰ
دوست رکھتا ہے بہتان و زور سے تہمت لگائیگا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے تقرب بخشا
ہے اُسپر جرأت کر بیٹھیگا تو اللہ تعالےٰ تجھسے دشمنی کرے گا اور عداوت رکھے گا
پس تو اسکے بعد کبھی فلاح نہ پاویگا گو تو ثقلین کی عبادت پر ہی کیون نہو۔ اور کہا
کرتے تھے کہ جسنے تڑکے اُٹھ اُٹھکر قیام کیا اور اُسمین برابر مغفرت چاہتا رہا اُسکے
لئے اللہ تعالیٰ نے انوار کو کھول دیا اور اُسکو نزدیکی کے خم سے شراب پلائی اور
اُسکے دل مین معانی کے مہر واہ طلوع ہوئے اسلئے اے میرے روحانی
بچے! جو مینے تجھے بتایا ہے اُسپر عمل کر فلاح والون مین سے ہوجاے گا۔
اور انکا قول ہے کہ بہت سے ایسے ہین جو اسم اعظم کی تلاوت کرتے مگر نہ
اُس سے واقف ہین اور نہ اُسکے معنی سمجھتے ہین حال آنکہ ولیا رجو درخت کو
چھو دیتے اور اُسمین پھل لگتے ہین تو اُسی کے ذریعہ سے اور چٹان سے جو
پانی بہنے لگتا ہے تو اُسی کے ذریعہ سے اور وحشی جانور جو کسی ول کے مسخر
ہوجاتے ہین تو اُسی سے اور کوئی دل جو پانی مانگتا ہے اور وہ برسنے لگتا ہے
تو اُسی سے اور مردہ کو جو زندہ کرتے ہین تو اُسی سے۔ اور انکا قول ہے کہ آدمی
اس راہ کا غوطہ زن نہین ہوتا جبتک کہ اپنے قلب اور اپنے سر اور اپنے
عمل اور اپنے غم و فکر اور ہر اُس چیز سے جسکا اُسکے دل مین اُسکے رب کے سوا
خطرہ گزرے گریز نہ کرے ہاے ہاے کاش کپڑون پر سے پردہ اُٹھ جاتا

اور اندھا اُس حرف کو دیکھتا جو نہ حرف ہی اور نہ طرف اور جو چیز آنکھین بند کرنے پر بھی پوشیدہ رہتی ہے وہ نظر آتی اور قفل کا قفل کھل جاتا اور گویا بان کا تکمہ وا ہو جاتا واہ ان حضرت والے کے شوق کا کیا کہنا ہے۔ مگر شوق تو صرف اُسی کیلئے ہے جو دور ہوتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کے اعمال و اقوال اُس چیز کی یافت سے روکین جسکو وہ چاہتا ہے وہ شخص مقام توحید سے اور مقام تفرید سے محجوب ہے اور ولی اپنے رب کی طرف جست نہین کرتا جبتک کہ اُسکے ماسوا کے ساتھہ وقوف کو ترک نہ کرے خواہ وہ کوئی مقام ہو یا کوئی درجہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رب کے پاس مجتمع ہو تو تم اپنے باطن اور اپنے ضمیر کو بدی و نیت بد اور اللہ عزوجل کی مخلوق مین سے کسی کی نسبت اپنے دل مین بُرائی کو جگہہ دینے سے پاک و صاف کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! دیکھو اپنے حق مین رخصتون[ع] کی بابت ابلیس کے فتوے سے بچتے رہو ایسا نہو کہ تم عزیمتون[ع] پر عمل کرنے کے بعد رخصتون پر عمل کرو کیونکہ ابلیس رخصت شرع کی حجت مین تمکو گمراہی و سرکشی ہی کا حکم دیتا ہے خصوصاً جبکہ وہ تمکو

ع لغت مین رخصت کے معنی آسانی و سہولت کے ہین۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو عوارض کے تعلق سے مشروع ہو۔ یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے مباح کیگئی ہو حالانکہ اُسکے حرام ہونے پر دلیل موجود ہو۔ اور بعض کا قول ہے کہ جسکی بنا بندون کے عذر پر ہو وہ رخصت ہے ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات۔

ع عزیمت کے لغوی معنی مضبوط ارادہ کے ہین۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو اصل شروعات مین سے ہے اور عوارض سے متعلق نہین ہے۔ اسلئے اسمین اور رخصت مین تقابل تضاد کی نسبت ہے ۱۲ مترجم

کسی ممنوع مین پہنساتا ہے - اور اسکے بعد تجھسے کہتا ہے کہ یہی تمہارے مقدر
مین تھا بھلا تجھے اسمین کیا خلل ہے کیونکہ (اس صورت مین) تم بالکل ہلاک
ہوجاؤ گے - اور اے میرے بچے! جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تجکو اپنے نبی ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور جو چیز دنیا و آخرت مین تجھے اذیت
دے اُس سے منع ہی کردیا ہے پھر تجھے کیا پڑی ہے جو اُسکی مخالفت کرتا ہے
اور اے میرے بچے! اگر تم اُس پرچہ پر قناعت کرتے ہو جسکو تم اپنے گمان باطل
مین اجازت نامہ و خلافت نامہ سمجھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا اجازت نامہ صرف
تمہارا حسن سیرت اور اخلاص سریرت ہی ہے اور اجازت یافتہ کی شرط یہ ہے
کہ سب لوگون سے بڑھکر گناہون سے دور رہے شدت سے قیام کرنیوالا اور کثرت سے
روزے رکھنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مواظبت رکھنے والا ہو کیونکہ غلام
جسقدر خدمت کرتا ہے اُسی قدر اُسکا آقا اُسکو دوسرے غلامون پر ترجیح دیتا ہے
پس حقیقی اجازت تو یہی ہے لیکن جب تو نے دعویٰ تو کیا پیرہونے کا اور
کی اپنے رب کی نافرمانی تو وہ تجھسے کہے گا کہ تُف ہے تجھپر کیا تجھے شرم نہین آتی
کہان تو تجھے ہمسے قرب کا دعوے اور کہان یہ حال کہ ہماری ہمنشینی کے لئے تو نے
اپنے میلے کچیلے کپڑے بھی نہین دھوئے کتنے حرام کو تو اپنے پیٹ مین بھرے
ہوئے ہے اور کتنے قدم تیرے گناہون کی طرف پڑتے ہین تو کسقدر
ایسے وقتون مین مست خواب رہتا ہے جب ہمارے احباب ایک پانون
کھڑے رہتے ہین تو جھوٹا مدعی ہے بس جا یہان سے ہوا ہو - اور اِن کا
مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو ہمارے طریقہ مین مشہور کرتا اور اُس کا حق نہین ادا کرتا

اور ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہوجاتا ہے اور انکا مقولہ ہے
کہ جسنے خیانت کی وہ مٹا اور جسنے ہمارے کلام سے نصیحت نہ حاصل کی وہ ہمارے
رکاب مین نہ چلے اور نہ ہمارے پاس آئے اور ہم دوست نہین رکھتے یعنی اولاد مین
سے مگر اُسی کو جو چالاک تیز شمائل ہے اور اسی مین یہ صلاحیت ہے کہ صاحب راز
بنایا جاے پس اے میری اولاد مین تمین اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہون کہ میرے طریق کو
بُرا نہ بناؤ اور نہ میری تحقیق کو بازیچہ بھواور اُسمین جعل و فریب اور دہوکا نہ کرو اور خلوص
برتو خلاصی پاؤگے - ہمنے تو تمکو دوست رکھا اور برگزیدہ بنایا ہے اسلئے تم ہماری
کدورت کا باعث نہو اور کلام سے ہمارے طریق کو متہم نہ کرو اور جیسا ہمنے تمہاری
تربیت و نصیحت کا حق ادا کیا ہے اُسیطرح تم سننے اور بات ماننے مین ہمارا حق
ادا کرو - اور مینے تمکو وہی حکم دیا ہے جسکا حکم تمکو تمہارے رب نے دیا ہے اس لئے
وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرا حکم نہین ہے پس اگر تمنے عہد شکنی کی تو وہ خدا ہی کا عہد
ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمنے مجھسے صرف کاغذ کے پرچے لئے ہین تو تمکو تمہاری
حاجت نہین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بیعت
کی ہے کہ مین تمہارے مال کا جویا نہون گا اور نہ تمہاری میراث لونگا اور تمہارے قبضہ
کی چیز سے مین اپنے خرقہ کو میلا نہ کرونگا اسلئے سنو اور اطلاعت کرو اور مجھسے اور
میری جماعت کے اُن لوگون سے جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اپنے مال کو محفوظ
سمجھو اور مین اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہون کہ میری بقیہ اولاد کو اُن لوگون کے ساتھ ملادے
جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اور اُنکو اُنکے جیسا کردے پس وہ اپنے بھائیون پر شفقت
اور اُنکو نصیحتین کرین اور اُنکے مالون سے کنارہ کش رہین - اور انکا قول ہے کہ مخلص

یہ گمان نہ کرتا ہو کہ اُسکی ہلاکت اُسکی طاعت مین ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے کیونکہ ہماری طاعت بھی اُسکے فضل و احسانات مین سے ہے اور بیچ مین ہمارا کچھ بھی نہین ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! "مین" کہنے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والون کو نیچا دکھاتا ہے اور اگر تم تقلین کے عمل پر بھی ہو گے تو نیچے اُتروگے یا صاحب منزلت ہو گے تو گر پڑو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ واللہ اگر مجھکو گوشہ نشینی کی کوئی تدبیر ہاتھ آتی یا لوگون کی نگاہون سے الگ ہو جانے کی کوئی سبیل ہوتی تو ہم ضرور اُسی کو اختیار کرتے کیونکہ اس زمانہ مین قلب پریشان رہتا اور ہر وقت کلیجہ جھلا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگون سے کہان بھاگ کر جائین اور کونسی جگہ پناہ لین یہ وہ زمانہ ہے جسمین قیل و قال زیادہ ہے۔ مگر جسنے ہمکو اس زمانہ کے لوگون کے ساتھ مبتلا کیا ہے وہی اپنے حول و قوت سے ہماری تدبیر کرتا اور ہمکو مدد دیتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنے نفس کے مناقشہ سے غفلت کی وہ برباد ہوا اور جسنے مناقشہ مین جلدی نہ کی وہ گھاٹے مین رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل فقیر کو کسی امر مین اسی لئے مبتلا فرماتا ہے کہ وہ اُسکو مردان خدا کی منزلون تک پہونچانا چاہتا ہے پس اگر اُسنے صبر کیا غصہ کو دبایا بردباری کی عفو سے کام لیا اور رضا برقی تو اُسکے درجے بلند ہوئے اور نہین تو رد کا اور نکالدیا گیا اور انکا قول ہے کہ تم مین سے کوئی شخص جب کبھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے اور وہ کمزور سے کمزور کیڑون مکوڑون کے پاس سے بھی گزرتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنہین قوت عطا فرمائے کہ وہ اُس کا

ٹینشواد بائین اسلئے کہ اُنکو جناب باری تعالیٰ کی نسبت غیرت آتی ہے اور
جس چرندہ و پرندہ کے پاس اُسکا گذر ہوتا ہے وہ اُسکے دیکھنے سے خدا کی
پناہ چاہتا ہے اور جس پانی کے پاس جاتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ یہ مجھے
نہ پیئے اور جس ہوا کے پاس سے گذرتا ہے وہ اُسکے گزرنے کو بُرا جانتی ہے
اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کھیتی کو سرسبز کرے
اور تمہاری مویشی مین دودھ دے جس حال مین کہ تم امتِ محمدیہ مین سے کسی
پر تلوار کھینچو اور اُنکے خون سے اپنے ہتیارون کو رنگین کرو۔ اور انکا قول
ہے کہ جب فقیر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرنے مین سچا ہوگا تو اُسکے لئے اضداد
پلٹ جائینگے چنانچہ جو اُس سے بغض رکھتا تھا وہ اُسکو دوست رکھے گا
اور جسنے اُسکو الگ کر دیا تھا وہ اُسکو ملالے گا اور جو اُسکو پسند نہین کرتا تھا
وہ اُسکی ستایش کرے گا اور اُسکو صرف گنہگار و منافق ہی بُرا سمجھے گا۔ اور انکا
قول ہے کہ اگر مرید کسی دن اپنا وظیفہ موقوف کر دیتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُسدن
اُس سے اپنی مدد کو روک لیتا ہے۔ اور میرے بچو جان لو کہ ہمارا یہ طریقہ
تحقیق تصدیق جمد عمل پاک صاف رہنا چشم پوشی کرنا اور ہاتھ شرمگاہ
اور زبان کا پاک رکھنا ہے پس جس شخص کا کوئی فعل ان امور کے خلاف ہوگا
وہ طوعاً و کرہاً اس طریقہ سے دست بردار ہونیوالا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
اسے قرآن یاد کرنیوالے اُسکے یاد کر لینے پر نہ بھول جبتک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ تو نے
اُسپر عمل بھی کیا یا نہین کیونکہ اللہ عزوجل نے کہا ہے مَثَلُ[عہ] الَّذِیْنَ حُمِّلُوا

عہ اٹھائیسوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ جمعہ کی پانچوین آیت) جن لوگون پر توریت لادی گئی پھر انھون
نے اُسکو انگیز نہ کیا اُنکی مثال گدھے کی سی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین۔ ۱۲

التورات ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا ۴ اور جبتک
کہ تم اُن سب باتون پر جو اُسمین ہین عمل نہ کروگے اور اُسمین ایک حرف بھی ایسا
نہ رہے گا جو تمہارے خلاف مین گواہی دے اُسوقت تک تم گدھے ہونے
سے خارج نہین ہو سکتے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! کتنی خود پسندی
کتنا لہو و بازی کتنی گمراہی و ہوا پرستی کتنا فریب و بیہودہ زندگی کتنی بیوفائی کتنا سہو
کتنا نسیان کتنی غفلت کتنی لغزش کتنے گناہ کتنا جھوٹ اور کتنی سستی!!!
کہانتک نصیحتین سنوگے اور کان نہ دھروگے تو تم مُردے ہی جیسے ہو -
اور انکا قول ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے دلون پر سے مضبوط قفلون کو ہٹالے
تو جو کچھ عجائب اور حکمتین اور معانی و علوم قرآن مین ہین ہین اُن پر ضرور تم مطلع ہو جاؤ
اور اُسکے سوا کسی چیز کے دیکھنے کی تمکو حاجت نہ رہے کیونکہ جو کچھ وجود کے
صفحون مین لکھا ہوا ہے سب اُسی مین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
ع مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنی کتاب
کی سمجھ عطا فرماتا ہے اُسکو اُسکے ہر حرف کی تاویل اور اُسکی ماہیت اور اُسکے
معنی اور یہ کہ ہر حرف کا سبب کیا ہے اور اُسکی صفت کیا ہے اور جو حروف
علوی سفلی عرش کرسی بادل پانی آسمان ہوا زمین اور تحت الثری مین لکھے
ہوے ہین سب بتا دیتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جب شرائع و کتاب پر چلنے والا
امر و نہی کے درمیان کھڑا رہے گا تو اُسکی کشایش حقیقی ہوگی یہان تک کہ

ع دیکھو ساتوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ انعام کی اڑتیسوین آیت) ہمنے لوح محفوظ
مین لکھنے سے کوئی چیز فروگذاشت نہین کی - ۱۲ -

ہر مشکل اُس سے دور ہوگی اور ہر طلسم اُس سے ٹوٹے گا اور ہر مبہم اُسکے
ذریعہ سے پہچانا جائیگا لیکن جب اُسکی کشائش کلام و ترتیب کی یاد اور مقامات
کا بیان ہوگی تو وہ کشائش نہین ہے وہ تو اُسکے لئے ادراک کے ادراک اور
علوم حق کے مشاہدہ سے حجاب ہے اور وصف بیان کرنیوالا اُس شخص جیسا نہین
ہے جو پہچانتا اور یاد رکھتا اور عرفان کی زبان سے باتین کرتا ہو۔ اور بہت سے ایسے
ہین جن پر ایسی عنایت ہوئی کہ مشاہدہ نصیب ہوا اور اسپر بھی اگر اُن سے
مقامات کا حال پوچھا جائے تو وہ نہین بتا سکتے۔ اور اپنی ساری اولاد سے
میرا مقصود یہ ہے کہ وہ چکھنے والی ہو حال بیان کرنے والی نہو اور وہ علوم کو سینہ
و صفینہ سے نہین بلکہ ربانی معدنون سے لین کیونکہ اس گروہ نے انہین چیزون
کی نسبت گفتگو کی ہے جسکو اُسنے چکھا ہے اور اُنکے دل اللہ تعالیٰ کے عطیون
اور بخششون سے مالا مال تھے پس اُن سے اُس آب حیات کے قطرے
ٹپکتے تھے جو اُنہین موجود تھا اسلئے اُنکے علوم کا چشمہ اصلی سرچشمہ کے اصلی
چشمہ سے یعنی آب حیات کے جوہر سے نکلتا تھا۔ اور جو وصف بیان کرنیوالا
ہے وہ تو دوسرے سے نقل کرنیوالے کا ناقل ہے اور اخلاق و فائدہ کے
اعتبار سے اُس مین اس گروہ کے ذوق کا نقطہ و ذرہ بھی نہین پایا جاتا اور اسکی
نسبت منادی کیجاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جسنے دھوکے کی جا یعنی دنیا مین
پست پر قناعت کرلی ہے۔ اور ہمنے ایسے مردان خدا دیکھے ہین جنہین سے
ہر شخص کو اس بات سے شرم آتی تھی کہ وہ ایسے مقام کا ذکر کرے جسمین وہ
نہین پہونچا ہے گو اُسکے بیان مین دفتر بھرے پڑے ہون۔ پس اے میری

ساری اولاد! جب تم سے کوئی شخص مثلاً تصوف کی نسبت سوال کرے یا معرفت
و محبت کو پوچھے تو ہرگز اُسکو اپنی زبان قال سے جواب نہ دو جبتک کہ اُسکے
نزدیک تمہارے معاملہ کا ویسا ہی خلوص آشکارا نہو جاے جیسا اس گروہ کا آشکارا
ہوا ہے - اور جب ایسا ہو تب تمہارا کلام امر حاصل شدہ و حاصل کردہ کی نسبت
ہوگا - اور جب تم مین سے کوئی شخص اوامر دینیہ پر قائم اور عمل مین صاحب
خلوص ہوگا تب اُسکی زبان اُن فوائد کی ترجمان ہوگی جو اُسکے خلوص سے حاصل
ہوے ہین - اور جو شخص راستی و خلوص کا دعوی کرے اور ادب و تواضع کا
ثمرہ اُسمین نہ پایا جاے وہ جھوٹا ہے اور اُسکا عمل دکھانے اور سُنانے کو ہے
جسکا ثمرہ تکبر خود پسندی نفاق و سوء اخلاق ہی ہوگا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے
اور اُنکا قول ہے کہ تصوف صُوف (موٹے بالون کا کپڑا) پہننا نہین ہے -
صوف تو تصوف کا ایک شعار (معرکہ) ہے - کیونکہ تصوف کی باریکی کا بیان
دِقّت طلب ہے، اور اُسکی ترقی کی رونق و تازگی آہستہ ہی آہستہ حاصل ہوتی
ہے - پس جب صوفی تصوف معنوی کی حقیقت تک پہنچتا ہے تو کُرتا پہننے کو
پسند نہین کرتا کیونکہ وہ رعونت کے مقامات سے نکلکر لطافت کے مقامات
مین پہونچا ہے اور اُسکا ظاہر محسوس اُسکے باطن الٰہی کی طرف لوٹ آیا اور وہ وقت
کے بعد مجتمع ہوا ہے اور آتشِ احتراق کی چنگاری اُسمین ڈالدی گئی ہے
اسلئے پانی اُسکو جلانے لگا ہے اور برف و ژالہ اُسکی سوزش کو قوت دیتا ہے
اور اُسکے سِرّ کے لطیف اور اُسکی کثافت کے زائل ہو جانے کے
باعث باریک کرتہ اُسکی تاب نہین لاسکتا بخلاف مرید کے کہ وہ اپنی بدایت

مین کُھرا کپڑا پہنتا اور کُھرا کھانا کھاتا ہے تاکہ اُسکا نفس مؤدب ہو اور اپنے مولیٰ
کے آگے سر جھکائے اور اُس شخص مین اُن مقامات کی صلاحیت پیدا ہو جنمین
وہ ترقی کرے گا پس جسقدر پردہ باریک ہوتا جائے گا اُسیقدر کپڑے بھاری
معلوم ہونگے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے قلبی بچّو! عزم کی ہمت کو
جمع کرو تاکہ طریق کے معنی کو یافت سے نہ دریافت سے پہچانو اور جس مقام مین تم
ٹھیر جاؤ گے وہ تمکو تمہارے مولیٰ سے حجاب مین رکھے گا اور جتنی چیزین کہ
اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور اُسکی کتاب
عزیز کے سوا مین سب باطل ہین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ اعراض سے اعراض
پیدا ہوتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اپنے قالب سے
مجرد ہو کر اپنے قلب کی طرف آؤ اور جس چیز مین تجھے کچھ فائدہ نہین ہے یعنی بحث
و تکرار اور نقل و بیہودہ گفتار اُسمین مشغول رہنے کو ترک کر کے خموشی اختیار کر
اور ارادہ کو مضبوط کر کے اس طریق کے گھوڑے پر سوار ہو اور اُس شراب کے
پینے سے پہلے جو باطنی ہے خوب پرہیز کرے اور اُس شراب کے سوا جسمین
محو اور سُکر ہوتا ہے اور کوئی شراب نہ پی آہ آہ یہ طریق کسقدر شیرین ہے
کسقدر روشن ہے! کسقدر تلخ ہے! کیسا قاتل ہے! کیسا نہان ہے!
کیسا جان بخش ہے! کیسا دشوار گذار ہے! کیسا تکلیف دہ ہے! کس کثرت
سے اسکے پندے ہین! کیسی سخت اسکی گھاٹیان ہین! کیسے تعجب انگیز اسمین
آنے والے ہین! کیسا گہرا اسکا دریا ہے! کس کثرت سے اسمین شیر ہین!
کس کثرت سے اسمین مدد پہنچتی ہے! کس کثرت سے اسمین سانپ اور بچھو ہین!

پس اے میری اولاد مین خدا کا واسطہ دیتا ہون کہ متفق رہو ملے رہو اللہ تعالیٰ تمکو
تمہارے بیون کی برکت سے بچاے رکھے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر لیلیٰ کو چاہتے
ہو تم تو رات دن اُسپر طعن کرنے والون اسکو بُرا کہنے والون اُسکی بارگاہ کے
حاضر باشون کو بُرا سمجھنے والون اور ان پر اعتراض کرنے والون اور اُسکے معاہدون
مین خیانت کرنے والون کے ساتھ ہو لیلیٰ تو اُسی کے سامنے آئینگی جسنے اُسکے
لئے رسوائی اُٹھائی اور اسپر طعن کرنے والون کی بات نہ مانی اور اسکی بارگاہ
کے حاضر باشون کو بُرا سمجھنے والون کی بات نہ سُنی۔ اور لیلیٰ تو اُس سے محبت
نہین کرتی جو اُسکے سوا کسی اور سے دل لگاے یا جسکے دل مین کسی اور کا خیال
آئے۔ وہ تو اُسی کو دوست رکھتی ہے جو اُسکی شراب مین مگن بے غم بے خود
غرق بیہوش اور بے سُدھ ہو یہانتک کہ اگر جن وانس ملکر بھی چاہین کہ اُسکے
قلب کو اُسکی طرف سے پھیر دین اور جو پیمان وفا اُسنے لیلیٰ سے باندھا ہے اسکو توڑ دین
تو عاجز رہین۔ اب اے میری اولاد تم اپنے حال پر نظر دوڑاؤ۔ اور کہا کرتے
تھے کہ اے میری قلبی اولاد! محال کے قائلون اور بیہودہ بکنے والون اور
زبان درازون کے ساتھ نہ بیٹھا کرو اور ایسے شخص کی ہمنشینی کرو جو اپنے پروردگار
کی طرف متوجہ ہو یہانتک کہ لوگ اُس سے طریقت اخذ کرتے ہون اور
تمزیق نے اسکو لاغر کر دیا ہو اور کُل دوست اُس سے بچھڑ گئے ہون اور وہ سوکھ کر
قاق ہو گیا ہو اور طریقت کی زہر آلود شراب کے پینے سے اسکا جسم گھُل گیا ہو
اور اُسکی نیند اورون کی عبادت سے افضل ہو کیونکہ وہ اپنے سونے کی حالت
مین اپنے پروردگار کی بارگاہ مین رہتا ہے اور اکثر عبادت کرنے والے عبادت

ہین اپنے نفس کی معیت ہی ہوتے ہین - اور انکا قول ہے کہ یہ گروہ جو کچھ
دعوی کرے اسکی تصدیق کو لازمی سمجھو کیونکہ تصدیق کرنے والے اور کو پہونچتے
ہین اور جھٹلانے والے نامراد رہتے ہین اسلئے کہ اللہ تعالی اپنے خواص
بندون کے دل مین ایسی بات ڈالدیتا ہے جسپر کسی مقرب فرشتہ کو
اطلاع ہوتی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو اور نہ کسی بدل وصدیق وولی کو - اور مین
یہ اپنے دل سے نہین کہتا یہ تو اُن لوگون کا کلام ہے جنکو اللہ تعالی کا علم
ہے - اسلئے عاقل کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے ورنہ نہ خواص بندے
اس سے ملینگے اور نہ یہ ان سے ملے گا اور اُنکے فوائد سے محروم اور دونون
جہان مین گھاٹے مین رہے گا اونکا قول ہے کہ سچے مرید کی علامت یہ ہے
کہ رات دن اور صبح وشام اس راہ مین چلتا رہے نہ لیٹے اور نہ آرام لے اور اُسکا
راہوار گوشت سے خالی اور شجاعت سے بھرا ہوا ہو اور اُسکی ہمت نے اسکی
سواری کو تھکا دیا اور بیمار بناڈالا ہو نہ کوئی قید اُسکی ہمت کو مقید کرسکتی ہو اور نہ کوئی
ہلاکت اسکو ہیبت دلاسکتی ہو - نہ تلوارون کے وار اُسکو مبتلاے درد بیمار
بناسکتے ہون اور نہ کوئی بدراہ شیطان یا سرکش دیو اسکا خیال بٹاسکے ہون
جو شخص اُس سے اُسکے معشوق کے بارہ مین جھگڑے وہ سُنکی کہائے - نہ آرام لے
نہ سوے اور نہ ہوش مین آئے بلکہ اسکا سارا وقت معشوق ہی کی دُہن مین صرف
ہو - اس طور سے وہ چلا جاے یہانتک کہ لیلی کے خیمون تک پہونچ جاے
اور خیمون کی طنابون پر اپنے کاہل رکھدے - اور جب اجابے مرجا کی آواز
سُنے تو ہوش مین آئے اور خوش ہو اور قاب قوسین سے یہ صدائین

سنے کہ یہان پہونچ گیا تو آرام لے کتنے دنون سے تو جنگلون بیابانون پہاڑون
اور دریاؤن کو قطع کر رہا اور تاریکیون اور آتشین گھاٹیون کو طے کر رہا تہا - اور کتنی
مدت سے تو تھکن اور رنج و مصیبت مین مبتلا تہا - اور کتنے عرصہ سے اور لوگ
رستہ سے لوٹے چلے جاتے تہے مگر تو آپہونچا - اللہ تعالیٰ تیرا مرتبہ بلند کرے اور
تیری کوشش کو نیک لگاے - آج تم ہمارے یہان مہمان ہو - اور ہمارے دن کا
ابدالاباد تک خاتمہ نہین ہے - آور انکا قول ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ
حسد غیبت سرکشی فریب دہی مکاری باہمی شک و شبہہ چاپلوسی دروغگوئی غرور
خودپسندی خودنمائی شیخی اکڑ اور نفس کی لذتون سے مبرا ہو اور مجلسون مین صدر
بنکر نہ بیٹہے اور اپنے بہائی کے مقابلہ مین اپنے آپ کو کوئی چیز نہ سمجہے لڑائی
جہگڑے سے کنارہ رہے اور کسی اہل طریق کے آزمانے یا ناقص ثابت
کرنے یا اسکی نسبت بدظنی رکھنے مین نہ پڑے اور یہی برتاؤ اُن لوگون کے ساتھ
بہی رکہے جو اس گروہ کے لباس مین ہون اور کبہی کسی صاحب خرقہ پر اعتراض
نہ کرے مگر جس صورت مین کہ وہ اختیاراً صریح کتاب و سنّت کی مخالفت کرتا ہو
آور یہ بہی انکا قول ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ عزت وجاہ - کہڑے ہونے اور
بیٹہنے - قبول و رد گردانی اور اسی قسم کے احوال ظاہرہ مین مخلوق کی مراعات
کیطرف اسکی توجہ نہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہی کو پیش نظر رکہتا ہے - آور انکا قول
ہے کہ جبتک "مین" اور "تم" ہے اسوقت تک محبت کہان محبت تو روحون
کا جسمون کے ساتھ ملجانا اور شیر و شکر ہوجانا ہے - آور انکا قول ہے کہ اس
فرقہ کا کوئی شخص بدعتی نہین ہے یہ لوگ تو ادب مین سید الامم ہی کی پیروی

کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "مسلمانو! اپنے گھرون کے سوا (دوسرے) گھرون مین گھر والون سے پوچھے اور ان سے سلام علیک کئے بدون نہ جایا کرو" چنانچہ اس آیت کے اُترنے کے بعد لوگون کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہوکر تین مرتبہ آواز دیتے تھے اور اگر اجازت ہوتی تھی تو جاتے تھے ورنہ اپنی جگہ پر واپس چلے آتے تھے۔ اور انکا قول ہے کہ اگلے لوگ ایکجا ہونے کی آفتون سے ڈرتے تھے اسی لئے ان لوگون نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی صرف نماز جمعہ اور علم کی ایسی مجلسون مین شریک ہونے کے لئے باہر نکلتے تھے جنمین نہ ریا ہوتی تھی نہ نزاع نہ خودنمائی اور نہ کسی کی خاطرداری اور ہمارے زمانہ مین ان باتون سے بچاؤ کی بہت ہی کم صورت نظر آتی ہے اسلئے اُن چیزون کے حاصل کر لینے کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کی ہین تنہائی ہی اختیار کرو کیونکہ اے میرے بچے! تم ساتوین صدی مین ہو جسکے اکثر آدمی سالک کی شریعت کو شریعت کے مخالف اور عشق کی حقیقت کو طریقت کی بدعت قرار دیتے ہین گویا انہون نے کبھی اللہ کی بخشش اور اللہ کی مدد کے عطیون اور اُنکے خلاف عادت عجائبات کو جانا ہی نہین ہے بلکہ اپنے بُرے حال کی وجہ سے سمجھتے ہین کہ بخشش کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو وہ تو اللہ تعالیٰ ہی پر اُسکے فعل کی نسبت معترض ہے۔ اور اعتراض سے اللہ پناہ دے لیکن جو لوگ کہ حاضرانِ بارگاہ ہین اُن کو ایسے لوگون سے جو اُس سے روگردان

ع پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۰) سورہ نور۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا۔

ہین متمائز کرنا ضروری ہے تاکہ ولیون سے کرامات سرزد ہوتے دیکھکر روگردانون کو
بھی اُس بارگاہ کا شوق پیدا ہو۔ پس جو شخص فقیرون کی قدر نہین جانتا وہ کسقدر
جاہل اور کمیا اندہا ہے۔ اُس فرقہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جسکے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے
طالب ہین۔ کیا کوئی مسلمان انکو بُرا سمجھے گا؟ واللہ کبھی نہین۔ جنید رضی اللہ عنہ سے
کسی نے کہا کہ ایک فرقہ کے لوگ وجد کرتے اور تھرکتے ہین۔ انہون نے کہا کہ انکو
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو اور صرف اُسی گناہ کو بُرا سمجھو جسکی تصریح شریعت
مین ہے۔ اور اس فرقہ کے جو لوگ ہین انکے جگر کو اس طریق نے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا اور مصیبت و ماندگی نے انکی آنتون کی دھجیان اُڑا دی ہین اور تنگ حال
بھی ہین اسلئے کہ اگر یہ اپنی حالت کا علاج کرنے کے لئے سانسین بھرین تو کچھ مضائقہ
نہین ہے اور بھائی جان! جو مزہ وہ چکھتے ہین اگر تم چکھتے تو انکو چیخنے چلانے اور
کپڑے پھاڑنے مین معذور سمجھتے۔ پس اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ہدایت کی راہ پر
چلنے کی تعلیم فرماے بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ آورازکا قول ہے
کہ اس فرقہ کے اخلاق سے کم آشنائی بدنصیبی ہے کیونکہ انکے ساتھ بے ادبی
ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور دروازہ کھلا ہوا ہے بند نہین ہے حسن رکھو کہ یہ
فرقہ اللہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہے اور پردہ مین چھپا کر جو رازونیازکی باتین ہوتی ہین
وہی جواب ہے۔ آورانکا قول ہے کہ سب سے درست تفسیر تو وہ ہے جو سلف سے
مروی ہے اور سب سے اجنبی وہ ہے جو ہر زمانہ مین دلون پر مستکشف ہوتی ہے اور اگر
کوئی محرک ہمارے دلون کو حرکت مین نہ لاتا تو ہم اُسکے سوا جو سلف سے وارد ہوا
ہے کچھ بھی زبان پر نہ لاتے مگر جب کوئی مضمون ہمارے دلون کو حرکت مین

لاتا ہے تو ہم اپنے پروردگار کے دروازہ سے کشایش چاہتے اُس سے اجازت طلب کرتے اور اُس سے سوال کرتے ہین کہ اپنے کلام کی سمجھ عطا فرما تب ہم اُسقدر کلام کرتے ہین جسقدر کشائش ہمارے دلون پر ہوتی ہے اسلئے ہماری باتون کو تسلیم کرو تو سلامت رہو گے کیونکہ ہم تو خالی ظرف ہین اور علم اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے اور انکا قول ہے کہ جب ربوبیت کا فیض پہونچتا ہے تو ریاضت و اجتہاد سے بے پروا کر دیتا ہے کیونکہ ریاضت کرنے والے کو جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش نہ پہونچے وہ قاصر ہے اور خداوند تعالیٰ کبھی قاصر کو اسقدر عطا فرماتا ہے کہ بڑے بڑے علم والون کو نہین ملتا اور اس فرقہ کا مطلوب صرف وہی ہے اسلئے جب اُسکی معرفت تک پہونچ گئے تو بغیر اُسکے بتانے کے اور بغیر محنت و مشقت کے ہر چیز کو جان جائینگے پھر جب اُنکو صحیح معرفت حاصل ہوگئی تو اسکے بعد کوئی پروہ نہ رہا البتہ اسکی نہین کہتا کہ مخذول ہو جاے - اللہ اس سے بچاے - اور انکا قول ہے کہ جو شخص فنا مین فانی ہوا وہ بقا مین باقی رہا اور فنا بھی ایک حجاب ہے مگر اُس صورت مین کہ باطل کی فنا ہو جیسا کہ بعضون نے کہا ہے کہ اُسنے موسیٰ کو موسیٰ سے فنا کیا یہانتک کہ وہی متکلم ہو گیا - اور انکا قول ہے کہ جسمین خلق اللہ پر شفقت کرنے کی صفت نہو وہ اہل اللہ کے مرتبون تک نہ پہونچے گا اور روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب بکریان چرائین تو انہون نے ایک کوہی لکڑی سے نہ مارا اور نہ اُنکو بھوکا رکھا اور نہ انکو تکلیف دی اسلئے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا کمال شفقت بکریون پر دیکھا تو انکو نبی بنا کر بھیجا کلیم بنایا اور بنی اسرائیل کا چرواہا مقرر

ع۵ جس سے دوستی چھڑا دیجاے - ۱۲ -

کیا اور ان سے سرگوشیان فرمائین - پس جو شخص خلق کی عزت اور اُسپر شفقت کریگا
وہ مردون کے مراتب پر پہونچے گا والسلام - اور کہا کرتے تھے کہ واللہ اگر لوگ سچی مہاجرت
کرین اور اوامر کے تحت مین داخل ہون تو اُنکو پیرون کی ضرورت نہ رہے مگر لوگ
اس راستہ کیطرف علتین اور بیماریان لیکر آتے ہین اسی لئے انکو حکیم کی حاجت
ہوتی ہے - اور یہ جب کسی فقیر کی بیعت لیتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے
فلان اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق
عمل کرنے نماز کے پابند رہنے زکوٰۃ دینے - رمضان کے روزے رکھنے بیت
اللہ کا حج کرنے اور جتنے اوامر مشروعہ اور اخبار مرضیہ ہین اُنکی پیروی کرنے
اور قول و فعل و اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مشغول رہنے کی بنا پر زہد
اختیار کر اور اے میرے نیچے دنیا کے مال و منال اسکی سواریون پوشاکون
سامانون راحتون اور لذتون کیطرف نگاہ نہ کر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اخلاق کی پیروی کر اور اگر یہ تجھسے نہو سکے تو اپنے پیر کے خلق کا پیرو رہ اور اگر
اس سے بھی تو نیچے اترا تو ہلاک ہوا - اور سُن لے! کہ توبہ نہ تو کاغذ کے ورق
پر لکھنے سے ہوتی ہے نہ بغیر عمل کے زبان سے کہنے سے توبہ تو گناہون کے
نہ کرنے کا ایسا مضبوط ارادہ ہے کہ جان جاے تو جاے مگر اس ارادہ سے
باز نہ آئے - اے میرے نیچے اندھیری رات مین سنبھلکر قدم رکھ اور اُن لوگون
مین سے نہو جو معاصی مین مشغول رہتے اور غلط گمان رکھتے ہین کہ اہل طریقت
مین سے ہین اور جو شخص چیزون سے ٹھٹھے کرے گا چیزین بھی اُسکو ٹھٹھے مین
اُڑا ینگی والسلام - آنکے پاس ایک فقیر نے آکر خرقہ پہننے کی درخواست کی تو

اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میان باصورت بنالینا کچھ اچھی بات نہین ہے خرقہ پہننا
صرف اسی کو زیبا ہے جسکو زمانہ نے رگڑے دیے ہون اور جسنے راستہ کی
کڑیان جھیلی ہون اور جسکا معاملہ خلوص کے ساتھہ ہو اور جسنے اس فرقہ کے رموز
کے معنی پڑھے ہون اُنکے اجزا پر نگاہ ڈالی اور اُسکے سارے حرکات
سکنات سفر خلوت و جلوت مین اُسکے مقصود کو پہچانا ہو پس اگر تم ایسے ہو تو
مسخرا پن اور دل لگی نہ کرو اور نہ بچون کی سی عقل سے کام لو کیونکہ بندہ کے طلبت
الی اللہ تعالیٰ (اللہ سے ملنے کو) زبان سے بغیر قلب کے کہنے سے یا کاغذ
پر لکھہ دینے سے کچھہ نہین ہوتا بندہ کی توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ موجودات کو قلب
کی آنکھون سے دیکھنے اور اپنے مولیٰ کے سوا کو آنکھون مین جگہہ دینے سے
باز آئے پس جب فقیر کا یہ معاملہ درست ہوگیا تو مردون کے مقامات مین پہونچنے
کی اُسمین صلاحیت آگئی۔ اور انکا قول ہے کہ مبتدی کی روزی بھوک اُس کا
مینہ اُسکے آنسو اور اُسکی حاجت مولیٰ کی ہمہ دم جستجو ہے وہ روزے رکھے
یہانتک کہ زرم درقیق ہوجاے اور اُسکے قلب مین رقت داخل ہو اور اسکی عقل
کی ساعت کھل جاے اور اُسکے کانون کی ٹھیٹھیان نکل جائین پس کانون
اور نیز دل سے قرآن کے مضامین و نصائح کو سننے لگے اور جو شخص کہ کھانا اور
سو رہنا اور بیہودہ باتین کرنا اور رخصتون پر عمل کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے
پر کچھہ الزام نہین ہے اُس سے کچھہ ہونا ہوانا معلوم والسلام۔ اور کہا کرتے تھے
کہ ہمنے اپنے اس طریقہ کی بنا صرف موجزن و شور افزا اور یا اور شعلہ زن اور دہکتی ہوئی
آگ اور بھوک اور زردی جسم پر رکھی ہے اسمین نہ زبان آوری ہے اور نہ لاف زنی

مگر مینے اپنی اولاد مین سے ایک کو بھی مردون کے نقش قدم پر چلتے نہ پایا اور نہ کسی مین محال سرا رہونے کی صلاحیت دیکھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بے وفا زمانہ سے - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر ہیبت مین بادشاہ کے مانند اور عاجزی و فروتنی مین ذلیل غلام جیسا ہوتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ اپنی بارسائی علو ہمتی - کثرت درگذر و معافی - شرافت نفسی اور عدم منت نہی وغیرہ کے سبب سے بادشاہ کے مانند ہوتا ہے بلکہ وہ بادشاہ سے زیادہ ہیبت کے لائق ہے کیونکہ وہ حق کا ہمنشین ہے اور اکثر بادشاہ حق کی ہمنشینی کے لائق نہین ہوتے کیونکہ وہ یہ رتبہ تلوار سے حاصل کرنے یا بدعتی وغیرہ ہوتے ہین واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ پیر مرید کا حکیم ہوتا ہے اور جب بیمار حکیم کے کہنے پر نہ چلیگا تو اسکو شفا نہوگی - اور کہا کرتے تھے کہ جب سے ہمنے اپنی ہمت اسکی طرف پھیری اسنے ہمکو ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہمنے تو کبھی ابلیس لعین کو پہچانا ہی نہین - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی خلوت اسکا سجادہ ہے اور اسکی جلوت اس کا اندرون اور اسکا بطون ہے - اور انکا قول ہے کہ قرآن تلاوت کرنے والے پر واجب ہے کہ تلاوت کیلئے اپنے مُنہ کو بکبک اور فحش سے پاک و صاف کرلے اور صرف خالص حلال وقت کی خوراک بہر جسمین اسراف نہو کھاے پس اگر اسنے حرام کھایا تو بے ادبی کی اور اپنے کپڑون اور جسم کو خوشبو سے بسالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے اسقدر خوشبو لگاتے تھے کہ اگر کسی چیز کو آپ ہاتھ لگاتے تھے تو زمانہ تک اُس سے خوشبو آتی تھی اور آنحضرت صلعم کی مانگ سے مشک چمکتا نظر آتا تھا - اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویون کا نقل بدکارون

کی ضیافت بادشاہون کی نزہتگاہ عورتون کی چراگاہ اور پرہیزگارون کا گھوڑا ہے
اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! میرے کلام کو اُسی شخص کے پاس
ودیعت رکھو جو ہم مین سے ہو اور ہمارے طریق پر چلنے کو دوست رکھتا ہو اور اسکو
اُسی کے سامنے ڈالو جو ایسا صاحب محبت حق پرست ہو کہ ہمارے زمرہ مین
داخل ہو کیونکہ نااہل کے سامنے بات کہنی داخل عیب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
ہمارا یہ طریقہ دردغبانی کا نہین ہے بلکہ تحقیق راستبازی تصدیق جانسپاری
کوشش جانفشانی محنت مستعدی اور بغیر وعوے کے نفس کشی اور
عاجزی و فروتنی ذلت و فراست اور رقوم و علوم کا ہے۔ پس اے میری اولاد!
جب تم میری نصیحت پر عمل کروگے اور میرے سارے اشارات تم مین عود
کر آئینگے تو میری اجازت سرّ و معنی مین پاک و صاف کرنے والی اور کامل
بنانے والی ہوگی کیونکہ مقامات جو تمسے چھپے ہوئے ہین تو صرف تمہاری ہی
وجہ سے۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر فقیر نہین ہوتا جبتک کہ وہ سارے خلائق
کی ایذا دہی کو اُسکی تعظیم کے لئے جسکے وہ بندے ہین برداشت نہ کرے
پس جو اسکو ایذا دے اُسکو ایذا نہ دے اور جس بات سے اسکو سروکار نہو اُس
مین زبان نہ ہلائے اور کسی کی مصیبت سے خوش نہو اور محرمات سے بچے
رہنے اور شبہات مین رُک جانے کی نظر سے کسی کو غیبت سے یاد نہ کرے
جب بلا مین گرفتار ہو صبر کرے جب قابو پائے بخشدے چشم پوشی کرنے والا
ہو اپنے جسم سے زمین کو آباد کرے اور اپنے قلب سے آسمان کو اسکا طریقہ
غصہ کو پی جانا۔ اور بخشش و ایثار معافی و درگذر اور ہر ایسے شخص کی نسبت

تحمل کرلینا ہو جو اسکے بارہ مین ناپسندیدہ باتین بیان کرے - اور کہا کرتے تھے کہ
فریاد ہے اس زمانہ کے لوگون سے والله اگر زندگی مین گنجایش ہوتی تو مین ضرور
پہاڑون کی چوٹیون اور وحشت خیز جنگلون کے بیچون بیچ سکونت اختیار کرتا کیونکہ اس
زمانہ مین جو آدمی ان لوگون مین رہتا ہے وہ سخت مصیبت مین مبتلا رہتا ہے -
دل وحشت زدہ - احوال ڈانوان ڈول اور شہوتین غالب ہین - احوال مین خلوص نام کونہین
ہے - کیونکر کمزور شخص روح کو انکے میل جول اور انکی دوستی سے بچا سکتا ہے اور کیونکر
انکے عیوب کے دیکھنے سے شب و روز چشم پوشی کرسکتا اور ہر فتنہ و شہوت دایذا دہی
مین بغیر اسکے کہ انکا ویسا ہی بدلہ کرے اُنکے ساتھ ٹھیر سکتا ہے - اسکی طاقت صالحین
کے سوا کسی مین نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ بہتیرے لوگ پانی مین کھڑے
رہتے اور تشنہ کام و پریشان رہتے ہین یعنی جب اسکو اپنے مولیٰ کی طلب مین
خلوص حاصل نہو بلکہ کسی علت سے اُسنے اپنے رب کی پرستش کی تو وہ گویا پانی
مین ہے اور پیاسا ہے اسلیے خلوص سے عمل کرو تاکہ تمہاری پیاس بجھے - کیونکہ
الله تعالیٰ کی راہ نہین ملتی مگر نفس کو مار ڈالنے اور مجاہدہ و مخالفت کی تلوار سے اسکو
حلال کردینے سے - اور کہا کرتے تھے کہ تم مین سے کوئی شخص کیونکر یہ دعوی کرتا
ہے کہ وہ الله تعالیٰ کے طریق کا مرید ہے حال آنکہ غنیمتون کے لوٹنے خزانون کے
کھلنے علوم کے پھیلنے اور قوموں کے ظاہر ہونے اور حی قیوم کی تجلی کے وقت وہ پڑا سوتا
ہے - اے جھوٹو! تم جھوٹے دعوون سے شرماتے نہین تمہاری ہمتین خوابیدہ اور
تمہارے ولولے افسردہ ہین - اہل طریق اس طور پر تو راہ نہین لگتے - پس الله ہی
میری سب دلدادگان فلاح کی راہ پر لگا دے آمین اور انکا قول ہے کہ زہد اسکا نام نہین ہے کہ بندہ

کسی چیز سے الگ ہوجائے زہد تو بس یہ ہے کہ اپنی امارت پیشہ ہی مین رہے
اور اسکا قلب الگ اور حائل ہو اور ذکر فکر حیرت مجاہدہ دربطہ مین گمنام اللہ عزوجل کے
ذکر مین مشغول صبح و شام ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد قہوۂ قرقفیہ
کے پینے اور اُسکے استعمال کرنے کو لازمی سمجھو کیونکہ مین اُسکی عزت و جلال کی
قسم کہا کرتا ہون کہ جو شخص تم مین سے راست باز و صاحب خلوص ہوگا وہ جس
شخص کو مس کردے گا اُسمین حکمت جوش مارے گی اور ایسی شراب اور ایسا نشہ
اُسکو حاصل ہوگا کہ اس دار ناپائدار کا اُسکو ہوش بھی نہ آئے گا۔ اے میری اولاد
اہل تمکین کی آنکھون کے سامنے دنیا ایک حلقہ کیطرح ہے ایک گروہ تو اقطاب
کی طرف جارہا ہے اور ایک گروہ کیطرف اقطاب چلے آتے ہین۔ مین اپنی
اولاد مین سے صرف اُسی کو دوست رکھتا ہون جسکو مین ہر ساعت ایک مقام سے
دوسرے مقام پر ترقی کرتے دیکھتا ہون۔ بس اُسوقت میری آنکھین ٹھنڈی ہی
ہوتی ہین اور اُس وقت اُس سے فائدہ پہونچنا شروع ہوتا ہے۔ اے میرے
بچے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دعا کی شنوائی ہو تو اپنی زبان کو لوگون کے بارہ مین
کلام کرنے سے محفوظ رکھ اور شہادت سے بچا رہ۔ اے میرے بچے! اگر تجھے
میرے قول مین شبہہ ہو تو جو کچھ مین تجھے کہتا ہون اُسپر عمل کر اور تھوڑا تھوڑا
کرکے اپنے نفس کو آزما تب تجھے میرے قول کی سچائی معلوم ہوگی۔ پس جو ثابت
قدم رہے گا اُسکے قدم جمائے جائینگے اور جو اطاعت کرے گا اسکی اطاعت

ع قرقف عربی مین شراب کے ناموں مین سے ایک نام ہے۔ قہوۂ قرقفیہ سے
مراد عشق الٰہی کی شراب ہے ۱۲ مترجم

ہوگی - پس جب تو اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے گا تو آگ پانی ہوا اور جن وانس سب تیری اطاعت کرینگے - اور انکا قول ہے کہ خلوت اُسی صورت مین فائدہ دیتی ہے جب پیر کے اشارہ سے ہو ورنہ اسمین بھلائی سے زیادہ بُرائی ہے - اور انکا قول ہے کہ تکوزیا نہین ہے کہ اوروں پر حکم کرو مگر اوس حالت مین کہ تم شریعت کے حدود پر قائم رہنے کی وجہ سے پاک صاف ہو گئے ہو - اور انکا قول ہے کہ جسم کی تین قسمین ہین دل زبان اور اعضا پس زبان و اعضا پر تو فرشتے متعین ہین اور دل اللہ تعالیٰ کی نگرانی مین ہے - اُنکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مین حقیقت کی راہ پر چلنا چاہتا ہون انھون نے اُس سے کہا کہ اے میرے بچے! پہلے تم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو ایسی پسندیدہ چمکتی ہوئی اور روشن ہے کہ اسکے نور سے تاریکیان دور ہوتی ہین اور مکہ مدینہ شام و مصر عراق و یمن مشرق و مغرب اور افق علوی و سفلی منور ہو گئے زہد و عبادت کرو اور جب تم اسپر عمل کروگے تو اُسی سے علم حقائق و اسرار کی چنگاریان نکلینگی پس اے بھائی جیسا مینے تمسے کہا اُسی راستہ پر تدریج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کرتے چلو اور اگر تم مین خلوص و راستبازی ہوگی تو اللہ تمہاری نگہداشت کرے گا اور انکا قول ہے کہ اہل اللہ کے علم سے زیادہ پاکیزہ زیادہ منور اور زیادہ فائدہ مند کوئی علم نہین ہے کیونکہ اس علم کا ایک ذرہ بھی اوروں کے پہاڑ برابر عمل پر بھاری ہے اسلئے کہ یہ علم فنون سے خالی ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگون کا عمل دلون اور جسمون دونون سے ہوتا ہے اور دوسرون کا جسمون مین ہی سے ہوتا ہے دلون سے نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ طاعت کی کثرت سے انکے غرور

وخود پسندی ہی مین اضافہ ہوتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ میان اگر تمکو نماز مین خشوع حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور سمجھہ بوجہہ نہ رہے اور رعب و دہشت کے مارے تم قرآن کی ایک سورہ بھی نہ پڑہ سکو کیونکہ جب سوئی کے ناکہ کے تانوین جزؤن مین سے ایک جزو کے برابر تجلی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگے اور یہ تجلی ہر نمازی کو واقع ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بھی ویسا ہی سمجھے جیسا موسیٰ علیہ السلام سمجھے تھے اور کہتے تھے کہ اہل شریعت کہتے ہین کہ لحن فاحش سے نماز باطل ہوتی ہے اور اہل حقیقت خلق فاحش سے نماز کو باطل قرار دیتے ہین پس جب آدمی کے باطن مین کینہ حسد یا کسی کی نسبت گمان بد یا دنیا کی محبت ہوگی تو اسکی نماز باطل ہے کیونکہ جسکے یہ اخلاق ہونگے وہ نماز مین اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شہود سے حجاب مین ہوگا اور جسکا قلب محجوب رہا اسنے نماز نہ پڑہی کیونکہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ سے مواصلت ہے۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! بکبک اور جھگڑے کرنے والون سے میل جول نہ رکھو اور ان مین سے کسی کو اپنا ہمنشین نہ بناؤ اور ایسے شخص کی صحبت مین بیٹھا کرو جو شریعت و حقیقت کا جامع ہو کیونکہ ایسے شخص سے تمکو اپنے سلوک مین بڑی مدد ملے گی۔ آور کہا کرتے تھے کہ اگر تم واقعی میری اولاد اور خلوص سے میرے پیرو ہو تو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوجاؤ اور اپنے ہی دل کو اپنا واعظ بناؤ اور خوب عمل کرو اور کسی کے درہم (روپیہ پیسے) کی جستجو نہ کرو بس یہی میرا طریقہ ہے اور جو شخص مجھسے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ اس راہ مین چلے گا کیونکہ سچا فقیر وہی ہے جو اوروں کو کھلاتا ہے انکا کھانا نہین ہے

اوروں کو دیتا ہے اُن سے لیتا نہیں ہے نہ دنیا کی جستجو کرتا ہے اور نہ اسکے
کسی سامان کی اسلئے کہ اس راستہ مین رشوت لینی حرام ہے اور تمہارے
پیر نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کسی شخص سے پیسہ یا روپیہ نہ لے گا اور مین
جو تمکو یہ حکم دیتا ہون تو صرف اللہ کے لئے ورنہ اسکا باعث کوئی غرض یا کوئی دنیوی
امر یا کوئی حصول منفعت نہین ہے اور نہ اظہار دعویٰ ہے میرا مقصود تو صرف
یہ ہے کہ بھائیون کی نصیحت مین مین پورا بری الذمہ ہو جاؤن اُسمین کچھ کسر نہ باقی رہے
اور میری ساری اولاد سن رکھے کہ جو شخص ہوا و ہوس اور نفس کے غلبہ سے میرے
طریقہ مین کسی چیز کے لینے کو مستحسن قرار دے گا وہ اپنے پیر کے طریقہ سے
خارج ہو جائے گا - اے میرے بچو دنیا کے میل دلون کو سیاہ مطلوب سے
بے راہ کرتے اور کتابت گناہ کا سبب ہوتے ہین اور مین اس شخص سے
راضی نہین ہون جو اجازت دینے مین ایک پیسہ بھی لے اور جو شخص کہ فقیرون
کو خرقہ پہنانے مین دنیا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اُسکو دشمن سمجھتا ہے اور اگر دنیا کے
کام دھندے کرے اور اپنی ذات اور اپنے بال بچون کے لئے کوئی پیشہ
کرے تو اُسکے لئے بہتر ہے اور میرا یہ طریق تو تحقیق و تصدیق و تمزیق و تدقیق
کا طریق ہے اور جو شخص کہ اس طریق مین دنیا کا کوئی سامان لے گا اور میرے
بعد میرے طریق کو ضایع کرے گا اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے گا
اور جس روش پر مین اور میرے اصحاب ہین اسکی مخالفت کرے گا مین اُس
سے اللہ تعالیٰ کی برأت چاہتا ہون - خداوندا! اگر میرے یہ اصحاب میرے
بعد میرے طریقہ کی خلاف ورزی کرین تو انکو انکے گناہون کے سبب سے ہلاک

نہ کر بیشک اللہ اس فقیر کو دوست نہین رکھتا جو اپنے راز کو بیچتا یا اُسکے ذریعہ سے
ایک لقمہ ہی کھاتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! مین چاہتا ہون کہ تم سرنگون
دنیا سے روگردان خدا سے ڈرنے والے فروتنی برتنے والے ساری دشتون
کا بوجھ اُٹھانے والے اپنے مولیٰ کی محبت مین مست رہو تمکو چہ رونا بچے بھائی
مصاحب کسی کیطرف التفات نہو اور نہ کسی دنیوی وظیفہ دیومیہ کی پرواہ ہو اور
نہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے رسم و راہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! اگر
تمہارا عہد میرے ساتھہ درست ہو تو مین تمسے قریب ہون دور نہین ہون اور مین
تمہارے ذہن مین تمہارے کانون مین اور تمہاری آنکھون مین ہون اور مین تمہارے
سارے ظاہری و باطنی حواس مین ہون اور اگر تمہارا عہد میرے ساتھہ درست
نہین ہے تو تم مجھسے دوری ہی مشاہدہ کروگے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اللہ تعالیٰ
کی کسی مخلوق کے لئے لہو و لعب کو پسند نہین کرتا۔ پھر مین اپنی کسی اولاد کیلئے
کیونکر پسند کرونگا۔ پس اے میری اولاد جب تو میری نصیحت قبول کرے گی
اور اپنے باطن مین ریاضت و مجاہدہ سے کام لے گی اور اسکو نصب العین رکھیگی
تو تجھے اپنے پیر کا کلام سنائی دے گا گو تو مشرق مین ہو اور وہ مغرب مین اور
اُسکی شمائلی صورت دیکھے گی۔ پس جب تجھے اپنے امور باطن مین کوئی مشکل یا
کوئی ایسی بات پیش آے جسمین تو اپنے پروردگار سے استخارہ کرے یا کوئی
شخص تیرے ستانے کا ارادہ کرے یا اور کوئی امر ہو تو اپنے پیر کی طرف متوجہ
ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کر اور اپنی حسی آنکھون کو بند کر اور قلبی آنکھون کو کھول پس
تو اپنے پیر کو دیکھہ لے گی اور اپنے تمام امور مین اس سے مشورہ کر سکتی اور اپنی

حاجت اس سے طلب کرسکتی ہے اور وہ جو کچھ تجھے کہے اسکو قبول کر اور
اسکی تعمیل کر۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اگر تم صائم الدہر و قائم اللیل ہو
اور تمہارا دل پاک اور معاملہ خلوص کے ساتھہ ہو تب ہی دعوے نہ کرو اور صفر
یہی کہو کہ مین گنہگار و نادار ہون اور نفس کے غرور و زور سے بچتے رہو کیونکہ بہت سے
فقیر اسی سے برباد ہو گئے ہین۔ آور کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری اولاد مین سے
ہونا چاہتا ہے تو ہمیشہ قیام کیا کر اور مجاہدہ و ریاضت کی دائمی پابندی کر اور نہ گھبرا
نہ مُنہ پھیر اور نہ اندیشۂ ماندگی کی حجت پر نفس کو شغل عبادت کے ترک کرنے
کی اجازت دے کیونکہ پرکھنے والا دانا دیتا ہے اور فریب و دھوکا دینا نفس کا
شیوۂ دیرینہ ہے۔ آور انکا قول ہے کہ ایسا نہین ہے کہ جو شخص اس فرقہ کا
لباس اختیار کرے اسکو وہ لباس یا نوشتہ یا خرقہ کچھہ فائدہ پہونچاے یہ تو ظاہری
چیزین ہین اور اس فرقہ کے زینے تو انکے اعمال ہین کیونکہ یہ اعمال ہی کے
ذریعہ سے مردانِ خدا کے مرتبون کو پہونچتے ہین اور مین نے تو کسی شخص کو نہ دیکھا
کہ وہ پشمینہ پہن لینے یا خلافت نامہ حاصل کر لینے کے سبب سے مردانِ خدا کے
رتبہ کو پہونچا ہو بلکہ خلافت نامہ لکھدینا تو مرید کو طلبِ مزید سے روکدیتا ہے اور
اسمین قرار کہان ہے۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اگر تم کسی کی غیبت
کرنی چاہو تو اپنے والدین کی غیبت کرو کیونکہ وہ تمہاری نیکیون کے اورون سے
زیادہ مستحق ہین۔ آور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے دلون پر
رات اور دن مین بہتر مرتبہ نظر فرماتا ہے اسلئے اے میری اولاد! اپنے رب کے
محل نظر کو صاف ستھرا رکھو اور اسکو پاک و صاف عمدہ نکھرا چمکیلا روشن سچا

باخلوص بناؤ تاکہ قرب کے گلشن مین تم چرو اور اسمین نور کا ظہور ہو کیونکہ اگر فانوس
شفاف نہوگا تو بتی کی روشنی اُس سے ظاہر نہوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے
بچو! اپنے صفحۂ رخسار پر اپنے سینہ کے تورات کو اور اپنی فہم کے انجیل کو اور اپنے
ذکر کے مزامیر کو اور اپنی صفوت کے زبور کو اور اپنی تفریق کے فرقان کو اور اپنی جمع
کے مجموع کو نقش کرلو اور اپنے حضور کے سرود اور اپنے نگہبان کے مراقبہ
مین مشغول ہو اور قیل وقال کو چھوڑکر اپنے نفس مین مصروف رہو اور ہرگز ایسے
شخص کی صحبت کا رُخ نہ کرو جو غفلتون مین اپنی اوقات اور اپنے انفاس کو
ضائع کرکے بزرگ بننا چاہتا ہو کیونکہ اسکی صحبت تمہارے لئے ہلاکت ہے۔ اور
کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے عزم کے عزائم کو درست کرو اور
اپنے وہم کے تخیلات کو دور کرو اور حقائق کے دریا مین اُترو اور معاملہ کو اللہ کے
سپرد کرو اور اپنے شیخ کا اقتدا اور اسکے حکمون کی پیروی کرو اور اپنی سپر ڈال دو
اور اپنے نفس کی خبر اورون سے نہ پوچھو بلکہ عمل کرتے جاؤ یہانتک کہ مصداق
عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ (جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا)
کے حقائق تمپر کھل جائین۔ اور انکا قول ہے کہ جب فقیر اتباع شرعی کی روش پر
عمل کریگا تو اسکا نفس روحانی ہوجائیگا اور روحانی نہی کیسا کہ لطیف ونورانی جو
سرِّ قلب وسمعی کی دوڑ دوڑے گا اور روش اتباع شرعی کے معنی وہ ہین
جو اس قسم کی آیتون مین مذکور ہین یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا
وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ مسلمانو! رکوع

۵ پارہ ۱۷۔ رکوع ۱۷ (سورہ حج) ۱۲

کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو۔
اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے اعضا کو غفلتون اور اللہ کے ذکر مین
سستیون سے پاک کرے جیسا کہ اُنکا پاک کرنا گناہون سے واجب ہے اور یہ
حسنات الابرار سیات المقربین کے قسم مین سے ہے۔ اور انکا
قول ہے کہ قرآن عظیم کے حامل کو سزاوار ہے کہ نہ اپنے مُنہ کو حرام باتون سے
اور نہ مؤمن و مؤمنہ کی بدگوئی کر کے حرام کہانے سے آلودہ کرے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۱۵ (جو لوگ پاک دامن عورتون پر تہمت لگاتے ہین اور
وہ بے خبر ہین اور ایمان رکھتی ہین (ایسے لوگ) دنیا و آخرت مین ملعون ہین) اور جو شخص قرآن
عظیم کو مُنہ سے تلاوت کرتا ہے اور اسکا مُنہ غیبت یا چغلی یا بہتان سے آلودہ
ہے اس کی مثال اس شخص کیسی ہے جو مصحف مجید کو نجاست مین رکھہ دے
حالانکہ علما ایسے شخص کی تکفیر کے قائل ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری
اولاد! تم مین سے کوئی شخص بُری نیت دل مین نہ رکھے کیونکہ جس چیز پر تم پردہ ڈالتے
اور جو کچھہ تم مخفی رکھتے اور جو کچھہ تم دل مین دبائے رکھتے ہو عنقریب اللہ تعالیٰ انکو
ظاہر کر دے گا اور صاف صاف کہکر اور ڈانٹ کر تم پر منادی کرائے گا کہ فلان شخص
نے یہ کام کئے اور لوگون سے پوشیدہ رکھتا تھا اور اللہ سے نہین چھپاتا تھا فلان
شخص حرام باتون اور بُرائیون کا ارتکاب کرتا تھا اور جھوٹ موٹ لوگون کے
سامنے نیکوکاری ظاہر کرتا تھا اور فلان شخص عورتون کو گھورتا تھا اور دعوی کرتا تھا

عہ نیکوکارون کی نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین۔۱۲

کہ بلا اختیار نگاہ پڑگئی تھی حال آنکہ وہ چور کیطرح دیکھتا اور نظر بہیر لیا کرتا تھا
پس ہاے رسوائی اُس شخص کی جسنے فقیرون کا لباس پہنا اور انکے طریقہ کے
خلاف چلا۔ آے میری ساری اولاد سنو! میرے کلام تو بس نصیحتین اور یاددلانا
اور ڈرانا ہین اور جو ادب حاصل کرنا چاہے اُسکے لئے رغبت دلانا ہے۔ آور
کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اپنے شیخ کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو
اور اُسکی جفا پر صبر کرو کیونکہ واللہ اکثر تمکو اسلئے آزمائیگا کہ تمکو نیکی پہونچاے اور
تم اُسکے اسرار کے محل اور اُسکے انوار کے مطلع ہوتا کہ تمکو اسکے ذریعہ سے
اللہ عزوجل کی معرفت تک پہونچاے پس جسنے اپنے قلب کو اپنے پیر کی محبت
مین مشغول رکھا اُسکو اللہ عزوجل ترقی دیگا اور اگر پیر مریدون کی ترقی کا زینہ نہوتا
تو ضرور اللہ تعالی ہر ایسے دل کو بُرا سمجھتا جسمین اُسکے ماسوا کی محبت ہوتی کیونکہ
اللہ تعالی غیور ہے۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اگر تم چاہتے ہو
کہ قیامت کے دن یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ کہکر پکارے جاؤ تو
ضرور ہے کہ تمہاری غذا ذکر تمہاری بات فکر اور تمہاری خلوت اللہ کے ساتھ
سوا نست و مشغولی ہو نہ عذاب کا خوف اور نہ ثواب کی امید اور ہر ایک کے
لئے ایک معلم ناگزیر ہے اور جو فیض اللہ تعالی نے ہمکو پہونچایا ہے اُس سے ہم
فیض کے منتظر رہتے ہین اور ہم اپنے پروردگار کی راہ کے سوا کچھ نہین چاہتے
اور علم دو طرح کے ہین ایک تو کتابون سے حاصل کئے جاتے ہین اور دوسرا ہمارے
رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ جو مراقبہ مین رہتا ہے اُسکو
کسب کرنے کی فرصت نہین ہوتی اور جو شخص محبت کا دعوے کرتا ہو اور محبت نے

اُسکو فنا کر دیا ہو وہ کچھ بھی نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب عروسِ کلام ربنا الہام
مین جلوہ گر ہوتی ہے تو آفتاب معارف جگمگاتا اور اندھیری رات مین چودھوین کا
روشن چاند چمکتا ہے اس لئے اِس کیفیت والے ظاہر مین مست و مدہوش
اور باطن مین باخبر و باہوش ہوتے ہین جب رات ہوتی ہے تو یہ قیام مین سیر
کرتے ہین اور جب نسیم سحر چلتی ہے تو استغفار کر کے مر رہتے ہین اور جب فجر کے
وقت اجر لیکر اپنے آپے مین آتے ہین تو منادی ہجر "سونیوالے بھی کیا بدنصیب
ہین!!" کہکر پکارتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے طور سے جدا نہوا اور
اپنے نفس سے باہر نہ نکلا اور "ھُو" کے پاس بُلا "ھُو" آیا وہ ایسی حالت
مین "ھُو" کو نہ پائے گا۔ مینے تمہاری نصیحت مین سخت کوشش کی ہے
پس اگر تم کاربند ہوگے تو مراد کو پہونچوگے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو!
نکہری ہوئی اور عمدہ فقیری کا کُرتہ زیب بدن کرو یہان نہ تو کپڑے پہننے سے کام
نکلتا ہے اور نہ گنبدون خانقاہون اور گوشون مین رہنے سے نہ عبا و قبا و نیلا جامہ
اختیار کرتے اور پونچھین کتروانے سے اور نہ صوف و نعل[ع] مخصوف دکھلانے
سے فقیری تو بس یہ ہے کہ اپنے کل عمل کو اپنے دل مین خالص کرلے اور صدقِ عزم
کا لباس پہنے اور "اپنے ایمان کی مستعدی سے کمر باندھ لے۔ پس جب تیرا کل
عمل تیرے دل مین ہوگا تو سراسر فائدہ و نفع ہی ہوگا اور دل کی آگ کو سلگائے گا
اور دل مین جو کوڑا بھرا ہوا ہے اسکو جلائے گا اور دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف و
محبت سے بھر دے گا اور اُسوقت باریک موٹے کپڑے والے سب برابر ہین

ع کفش پاپارہ دسخت دارد ۱۲

مگر جب دل مین انوار قوی ہوجاتے ہین تو وہ شخص نہ باریک کپڑے کا متحمل ہوتا ہے اور تہ بند کا اور یہی سبب ہے کہ بعض مجذوب اور ہوش والے کپڑا پہننا ترک کردیتے ہین واللہ اعلم۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کی عریانی قابل ملامت نہین ہے گو وہ باتین کرتا ہو یا خاموش رہتا ہو کیونکہ اس سے ملامت دور ہوچکی ہے اور اگر چلّون کی راتون مین اُسکو چھنٹے دئے جائین تو اُسکی آگ اور بھی بھڑکے اور کھانے پانی مین سے جو چیز اُسکے اندر پہونچے وہ نار ہی ہوجائے اور نور ہی بڑھائے۔ پس اے میری اولاد! فقیر تو سب ہی مجھے پیارے معلوم ہوتے ہین اسلئے تم بھی اُنکو ویسا ہی سمجھو اور اُنکو بُرا سمجھنے سے حذر کرو۔ آور کہا کرتے تھے کہ خصوصیت والون مین سے خاص الخاص نے اپنے قلوب کو اپنی خلوتین اور اپنے تقوی وخوف خدا کو اپنا لباس بنایا کرامات کو چھوڑ بیٹھے اور انسے راضی ہوئے اور باہر نکل آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اُن کے اعمال کے ثمرے ہین چنانچہ وہ نہ ہوا مین اُڑے نہ پانی پر چلے نہ حشرات الارض اُنکے غلام بنے نہ شیرون نے اُنکے سامنے دُم ہلائی نہ اُنھون نے زمین مین پانون مار کر پانی نکالا نہ جذام وبرص والے کو چھو کر اچھا کیا اور نہ اس قسم کا اور کوئی کام کیا بس ایسے لوگ بھرپور اجر لیکر دنیا سے گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! تمہاری عمرین گھٹ رہی ہین اور تمہاری موتین پاس آرہی ہین دنیا سمیٹی جارہی ہے اور اُسکا سرا اسکے آخر سے ملایا جارہا ہے اسلئے سعادت اور پوری سعادت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بہت ضخیم ہوکر لپیٹا جائے اور صاف ستھرے کامون اور خوش آیندہ وپسندیدہ کارنامون سے معطر ومعنبر ہو اور نقاوت اور پرلے سرے کی

شقاوت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بڑی بڑی بُرائیون اور بھاری بھاری لغزشون سے سیاہ ہوکر پیچا جاوے - اے میری اولاد! گویا تم میدان قیامت مین ہو جو پھیلا پڑا ہے اور پہاڑون پر ہو جو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اور تیھرون مین ہو جو زناٹے سے اڑ رہے ہین اور سنگریزون کے پاس ہو جن سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین اسلئے دوڑ دھوپ کرو اور حد سے نہ سکو ورنہ ندامت اُٹھاؤ گے بس میری یہی وصیت تمسے ہے اور میرا یہی ہدیہ تمہارے لئے ہے -

اور انکا قول ہے کہ "حسنات الابرار سیات المقربین" (نیکو کارون کی نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین) اسی لئے کہا گیا ہے کہ مُقرب خطرات و لحظات کی اور اسکے بعد ہفوات کی نگہداشت کرتا ہے اور نفوس مین جو خیالات گزرتے ہین اُنکی ٹوہ لگاتا ہے اور اپنے سانسون کے نکلنے کو آنکھون مین رکھتا ہے اور اپنی نیکیون سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا گنہگار اپنی بُرائیون سے اور نیکو کار اُس حالت کی قدرت نہین رکھتے اور اس قول کی یہ وجہ بھی ہے کہ مقرب اپنی شراب پیکر نہ تو آہ آہ کرتا نہ واہ واہ کہتا نہ ہاتھ سے تالیان لگاتا نہ بنکارتا نہ کپڑے پھاڑتا نہ سر کو پتھر پر دے مارتا نہ دیوانہ وار چکر لگاتا نہ پانی پر چلتا اور نہ ہوا مین اُڑتا ہے پس جب اُس سے ان مین سے کوئی بات سرزد نہین ہوتی تو اہل طریق اُسکو ثابت قرار دیتے ہین اور جو شخص یہ باتین کرتا ہے اُسکو مُتفنی کہتے ہین اسلئے کہ وہ واردات پر کم ثابت قدم رہتا ہے گو اسکے حال کو تسلیم کرتے ہین مگر غلبہ کا اعتبار کرتے اور اسکے حسنات کو سیات قرار دیتے ہین حال آنکہ مقربین مین سیات نہین ہوتین وہ تو اعلیٰ درجہ کے نفیس محاسبے ہوتے ہین - اور کہا کرتے تھے کہ تم جن سے

کوئی شخص کیونکر نیکوکارون مین سے ہونے کا دعوی کرتا ہے حال آنکہ وہ بُرے
کامون مین پڑتا جنگی وصول کرنے والون رشوت لینے والون سود کھانے والون
ظالمون اور اُنکے مددگارون کے یہان کا کھانا کھاتا ہے اور کیونکر دعوی کرتا ہے
کہ نیک کردارون مین سے ہے حال آنکہ جھوٹ غیبت لوگون کی بدگوئی و
آبرو ریزی مین پڑتا ہے اور کیونکر چاہتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سچا دل جیب
پاک صاف پاکیزہ لکھا جاے حال آنکہ وہ مناہی مین پڑتا ہے اور طرفہ
یہ ہے کہ اُسنے ابھی توبہ تک نہین کی ہے پھر کیونکر طریقت کا دعوی کرتا یا اورون
کو توبہ کراتا ہے۔ آور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! اگر تو قرآن عظیم کے
اسرار کو سمجھنا چاہے تو اپنے دعوی کے نفس کو قتل کر اپنے قول کی مورت
کو حلال کر اور اپنے نفس نفیس کو اپنے قدمون کے قدم کے نیچے ڈال اور اپنے
گالون کو خاک پر بچھا اور اسکا مشاہدہ کر کہ تیرا نفس ایک مشت خاک ہے اور اپنے
گناہون کی کثرت کا اقرار کر اور اس سے ڈر کہ کہین تیری عبادت تیرے مُنہ پر
نہ ماردی جاے اور یہ کہ کہ بھلا مجھ جیسے کا بھی کوئی عمل مقبول ہوسکتا ہے پس جب
تو اس رنگ مین ہوگا تب تیرے لئے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ تم تو اپنے رب کے
کلام کے معانی کی خوشبو سونگھ سکے ورنہ سمجھنے کا دروازہ تجھپر بند ہے اور مین اپنے
پروردگار کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ قرآن عظیم کا ایک ایک حرف ایسا ہے کہ
اسکی تفسیر سے جن و انس عاجز ہین اور اگر ساری مخلوق اتفاق کر کے اپنی عقل سے
"رب" کے معنی جاننا چاہے تو بھی ممکن نہین ہے کہ اگر اللہ تعالی اپنے
بندہ کو جتلانا نہ چاہے تو کوئی شخص اپنی ذات سے تھوڑا یا بہت کچھ نہین کرسکتا

اور اگر کرنا چاہے تو وہ گویا زکام مین مبتلا اور سمندر مین تیرتا ہے اور پردہ مین ہے
نہ سونگھنے کی قوت رکھتا ہے نہ اندر آنے کی نہ اُسکو علم ہے اور نہ حس - اور جسنے اس
فرقہ کے مقام کا مزہ نہ چکھا اور اُسکو رویت و مشاہدہ ہوتا ہے وہ نہ اس دریا کی کیفیت
بیان کرسکتا ہے جسکو ٹھیراؤ نہین ہے اور نہ اس ساحل کی حالت کہہ سکتا ہے جو
ختم ہی نہین ہوتا اور نہ اسکی تہ تک تیر سکتا ہے اور نہ اسکی مچھلیان اسکے ہاتھ آسکتی
ہین یعنی وہ راز محفوظ کے معانی کو جان نہین سکتا - البتہ جب وہ اپنے بندہ کو اس کا
علم عطا فرمائے تب کوئی مانع نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کی شراب وہ
شخص نہین پیتا جسکے قلب مین میل کی ننھی سی تاریکی کا بقیہ نفسانی لذتین شیطانی دعوے
امارت کا غرور اور نفس پُرشور موجود ہو - اور انکا قول ہے کہ بہت سے علم ایسے ہین کہ لوگ
اسکو سنتے ہین اور سمجھتے نہین اسلئے اسکو تلف کر دیتے ہین اسی لئے علما رسے
عہد لیا گیا ہے کہ اُسی شخص کے پاس علم کو ودیعت رکھو جسکی عقل چست اور فہم درست
ہو - اور انکا قول ہے کہ علما رکے قولون مین سے یہی صحیح ہے کہ عقل قلب مین
ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً الخ لیکن اگر عقل کی کنہہ
پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ سراسر دنیا کی تدبیر کرتا ہے اور قلب اور آخرت کی اسلئے جس نے
مجاہدہ کیا مشاہدہ کیا اور جو حجاب مین محجور رہا وہ دور رہا - اور انکا قول ہے کہ اس
راستہ مین کسی شخص کو سن زیادہ ہونے یا زیادہ زمانہ گذرنے کی وجہ سے تقدم
نہین ہوتا تقدم تو بس کشائش ہی سے ہے اور با این ہمہ تم مین سے جسکو کشائش
نہوئی وہ اپنے آپ کو اُس سے بہتر نہ سمجھے جسکو کشائش نہوئی ہو اور اے میرے
بچو! ابلیس لعین کی حالت پر غور کرو کہ جب اُسنے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے

بہتر سمجھا اور کہا کہ مین اُس سے مقدم اور عبادت و نور مین زیادہ ہون تو کیونکر اللہ تعالیٰ نے اسکو دور باش کہا اور نکال دیا۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن کے حامل وہ جب ہے کہ نہ اپنے پیٹ کو حرام سے بھرے اور نہ اپنے جسم کو حرام سے ڈھانکے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو قرآن اسکے اندر سے اسپر لعنت کرے گا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ کی لعنت ہے اُسپر جسنے کلام اللہ کی تعظیم نہ کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص میرا بیٹا بننا چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شریعت کے کوزہ مین بند کرے اور حقیقت کی انگوٹھی سے اسپر مہر لگائے اور مجاہدہ اور ملخیان سہنے کی تلوار سے اسکو قتل کرے اور جو یہ سمجھا کہ اسکا کوئی عمل ہے وہ اپنے رب کی آنکھ سے گرا اور اسکے ملاحظہ سے محروم رہا۔ اور انکا قول ہے کہ عارف کو اپنی نیکیان گناہ نظر آتی ہین اور اگر اللہ تعالیٰ اس سے اُسکی تقصیر کے باعث مواخذہ کرے تو وہ عدل ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! علم کی جستجو مین رہو اور نہ ٹھیرے رہو نہ گھبرا جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین سے ارشاد فرمایا تھا کہ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[ع] کہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر تو پھر ہمارا کیا پوچھنا ہے ہم بیچارے تو بہت بُرے حال اور آخر زمانہ مین ہین اور زیادتی علم کی جستجو کا سبب ادب ہے یعنی زیادتی علم کی اسلئے جستجو کرو کہ تمہارا رب جو میرے ساتھ ہے اُسمین اور زیادتی ہو وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اور لوگون نے اللہ تعالیٰ کی ویسی قدر نہ کی جیسی ہونی چاہیے اور جب یہ کسی مرید کو خرقہ پہناتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے میرے بچے سُن!

ع دیکھو سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶ رکوع ۱۵ (سورہ طٰہٰ کی ایک سو اُنیسوین آیت) قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ۱۲

اس راستہ کی صحت و بنیاد و استحکام بھوک سے ہے اسلئے اگر سعادت کے
طالب ہو تو بھوک کو لازمی سمجھو اور نہ کہاؤ مگر فاقہ پر کیونکہ بھوک جسم مین سے شیطان کی جگہ کو
دبہو دیتی ہے پس اگر تم بغیر پرہیز کئے دوا پینا چاہتے ہو تو نہین ہو سکتا۔ اور انکا قول
ہے کہ مومن کی فراست سے بچتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو
دیکھتا ہے اور اُسمین وہ چیز پاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پس اگر
تم سننا دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے باطن مین فوائد کو محفوظ رکھو اور ہاتھہ کے بوسہ
اور سرداری پر قناعت نہ کرو اور فقیر کامل نہین ہوتا جبتک کہ حقیقت کے معانی
نقل سے نہین بلکہ ذوق سے اور قول سے نہین بلکہ فعل سے بیان نہ کرے
اور اپنے باطن مین سرد معنیٰ کے ساتھہ برگزیدہ ہونے کے زیور سے آراستہ
نہو تاکہ وہ حکمت کی باتون کا زمزمہ پرداز اور بیان کرنے والا ہو اور سر مخفی کا جاننے والا
و محقق ہو پس جو بات مُنہ سے نکالے وہ سچی ہی ہو اور جو کلام کرے وہ حق ہی
ہو اور جب اس حالت کو پہونچ جائے تب اسکے لئے درست ہے کہ خلق کو اللہ
تعالیٰ کی طرف بُلائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے دلی بچو! دخل در معقولات
مکرنیوالون اور بُرے ملنے والون سے بچو اور اگر اپنے بھائی کی طرف سے خشونت
یا حسد معاملہ کرو تو اس سے بھلائی کے ساتھہ پیش آؤ اور اپنے آپ کو اس سے
بچائے رکھو اور جو تمہارا دوست ہے وہ اگر تمسے خلوص برتے تو اُسکی حفاظت کرو۔
اور اے میرے بچو! آدمی کو اس سے چارہ نہین ہے کہ سب لوگون سے ہوشیار
رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ مین ہین جس مین خیر خواہی اسقدر کم ہوگئی ہے کہ شاید تم کو
ایک خیر خواہ بھی نظر نہ آئے گا اور ایسے لوگون کو کہ تم انکی خوشی کے درپے رہو،

اور وہ تمہارے رنج کے درپے ہون اور تم اُنکو بلند کرو اور وہ تمکو پست کرنے کی کوشش کرین اور تم انکے ساتھ نیکی نہ کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی کرین بلکہ تم انکے ساتھ نیکی ہی کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی ہی کرین اور تم ان پر مہربانی کرو اور وہ تمکو برچھیون پر ڈال دینا اور کانٹون مین گھسیٹنا چاہین اور تم انکو فائدہ پہونچاؤ اور وہ تمکو ضرر پہونچائین اور تم انکی بہلائی کے درپے رہو اور وہ تمپر جفا کرنے کو تُلے رہین اور تم اُن سے جوڑو اور وہ تمسے توڑین اور تم انکو کھانا کھلاؤ اور وہ تمکو محروم رکھین اور تم اُنکو آگے بڑہاؤ اور وہ اگر قدرت پائین تو تمکو پیچھے ہٹائین اور تم انکی تعلیم کرو اور وہ کہین کہ مینے ہی انکی تعلیم کی ہے اور تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت کرین اور تم اُن سے نرمی برتو اور وہ تم سے فریاد کرین۔ دشمن جانو۔ واہ رے دنیا اور اہل دنیا!!!۔

اور جب انبیا علیہم السلام کے زمانہ مین نفاق موجود تھا تو ساتوین صدی اس سے کیونکر خالی ہوسکتی ہے۔ اسلئے اے میرے بچو! اُنمون سے تنہائی اختیار کرو اور اچھون سے نیکی حاصل کرو۔ اور اگر تم مین اسکی قدرت ہو کہ ایسے شخص کی صحبت نہ اختیار کرو جسکی صحبت مین پریشانی حاصل ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اگر تم اسکی صحبت مین رہوگے تو تم پچھتاؤگے اور مینے تمکو سمجھا دیا ہے۔ اور اس زمانہ مین جو اہل مکین ہین اونمون نے رذیل لوگون کے اخلاق چھوڑ دئے ہین اُنکے فعلون کو بخشدیا ہے اُنکے نقائص سے آنکھین بند کرلی ہین اُنکے قولون کے سننے سے اپنے کانون کو بہرا بنالیا ہے اور سب کو اللہ کے لئے ترک کردیا اور اس زمانہ کے لوگون کے لئے عفو شامل چاہا اور انکی بُرائیون کا مقابلہ بھلائیون سے اور انکی مضرتون کا

نیکیون اور مسرتون سے کیا ہے مین کہتا ہون کہ اہل تکمین کی سند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "اور جو تمہارا ہاتھ نہ بٹائے اسکو بیچ ڈالو
اور خدا کی مخلوق پر عذاب نہ کرو" اور اہل تکمین نے جو کچھ کیا ہے وہ اس بات کی دلیل
ہے کہ اس زمانہ مین اولیٰ پر چلنے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اسلیئے کہ اگر فقیر اہل زمانہ
کی اصلاح مین مشغول ہو تو اپنے نفس کے مہمات سے باز رہے اور اسکا کچھ نتیجہ
بھی نہین ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تھے کہ مرید اپنے شیخ کے
ساتھ مردہ کیطرح رہتا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اور نہ اسکی قدرت
رکھتا ہے کہ اُسکے سامنے باتین کرے مگر اسکی اجازت سے اور شادی بیاہ آنا جانا
ملنا یا الگ رہنا کسی علم یا قرآن یا ذکر مین مشغول ہونا خانقاہ مین خدمت کرنا وغیرہ
کوئی کام اسکی اجازت کے بغیر نہین کرتا سلف وخلف سب کا یہی طریقہ اپنے
پیرون کے ساتھ رہا ہے کیونکہ پیر تو باطنی کا باپ ہے اور بیٹے پر واجب ہے
کہ اپنے باپ کی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کا کوئی ضابطہ نہین ہے
جسکو مین محدود کر سکون سارے احوال کے لیئے حکم عام ہے اور مرید کو ویسا ہی قرار
دیا گیا ہے جیسا مردہ شو کے سامنے مردہ اسلیئے اپنے باپ کی اطاعت کو لازمی
سمجھو اور اسکو جسمانی باپ سے بڑھکر جانو کیونکہ باعتبار جسمانی باپ کے روحانی باپ زیادہ
نفع پہونچاتا ہے اسکو روحانی فرزند شپ ہے لوہے کے ٹکڑے کی صورت مین
ملتا ہے جسکو یہ تاکر پگھلاتا اور اسپر کیمیا ٹپکاتا یعنی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا اور پھر
اُسکو کندن بنا دیتا ہے۔ اے میرے بچو اسکو سن رکھو فائدہ اوٹھاؤ گے۔ اور بہتیرے
فقرا مرتے دم تک اپنے پیرون کی صحبت مین رہتے اور ادب نہوتے کے

باعث کچھ نفع نہین اُٹھاتے ہین اور ان مین سے بعض دشمن بنجاتے ہین -
مردانِ خدا کی روگردانی اضداد کی صحبت اور محال پر مرید کے کان دہرنے سے خدا
بچائے - آو کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کے وقت مین موسیٰ
تنہا علی رضی اللہ عنہ کے حملون کے وقت مین علیؓ تنہا میرے ہی ہاتھ مین روے
زمین کے ہر ولی کا خلعت ہے ان مین سے جسکو مین چاہتا ہون پہناتا ہون مین نے
آسمان مین اپنے رب کو مشاہدہ کیا اور کرسی پر اُس سے مخاطب ہوا مینے ہی اپنے
ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کئے اور مینے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس
کے دروازے کھولے جسنے میری زیارت کی مین نے اسکو باغ فردوس مین جگہ دی
اور سُن اے میرے بچے! کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا ایسے ہین کہ نہ انکو خوف ہے
اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین اللہ سے ملے ہوے ہین اور جو ولی اللہ تعالیٰ سے
ملا ہوا ہے وہ اُسی طرح اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے جسطرح موسیٰ علیہ السلام
اپنے رب سے سرگوشی کرتے تھے اور جو ولی ہے وہ کافرون پر اُسی طرح حملہ کرتا ہے
جسطرح علیؓ بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور مین اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء
ازل مین قدیم ازلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیر تھے اور اللہ
عزوجل نے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب
ولیون کو مین اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤن چنانچہ مینے اپنے ہاتھ سے ان کو
خلعت پہنائے اور مجھسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو
ان پر نگہبان ہو چنانچہ مین تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میرے بھائی
عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن الرفاعی عبدالقادر کے پیچھے - بعدہٗ رسولؐ اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم مالک (دوزخ) کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ دوزخ کے دروازے بند کردے اور رضوان (جنت کے نگہبان) کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ بہشت کے دروازے کھول دے چنانچہ مالک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور رضوان نے بھی اور اسی مضمون کے کلام کو انہوں نے بہت طول دیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اسکو صرف وہی جانے گا جو اپنے پروردن کی کثافت سے باہر نکل آیا اور روشن کیطرح روحانی ہوگیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام استطالت کے مقام کا ہے اس مقام والے کو یہ رتبہ عطا ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتیں کی ہیں اس لئے سزاوار نہیں ہے کہ اسکی مخالفت کیجاے مگر نص صریح سے والسلام۔ آنکا نسب نامہ یہ ہے۔ ابراہیم بن ابی المجد بن قریش بن محمد بن ابی النجا بن زین العابدین بن عبدالخالق بن محمد بن ابی الطیب بن عبداللہ کاتم بن عبدالخالق بن ابی القاسم بن جعفر زکی ابن علی محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زاہد بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی فقہ حاصل کی بعدہٗ سادات صوفیہ کی روش اختیار کی اور مسند شیخوخیت کو رونق بخشی اور انکی شہرت کا علم بلند ہوا۔ تینتالیس سال کی عمر پائی اور کبھی نفس و ہوا و شیطان کے مجاہدہ میں غفلت نہ کی۔ اور ۶۷۶ھ چھ سو چھتر ہجری میں عالم جاودانی کی راہ لی۔

اِنکی ایک نظم کا ترجمہ یہ ہے

معشوقِ حقیقی نے دیا جام محبت — عشاق سے پنہان مین ہون اور گوشہ عزلت
اُس نورِ جلالت کی تجلی ہوئی مجھپر — ہے کوہ مین بھی جسکے تحمل کی نہ طاقت
اُس بزم مین تھے جتنے ہمین اُنکے تھے ساقی — ہر دور مین پھرتے تھے ہمین چرخ کی صورت
دی اُسنے مجھے چھپکے مے حکمت و اسرار — تھے اسمین رسولِ عربی پیر طریقت
اقرار لے مجھسے رہا جنکا مین پابند — چھوٹا نہ کبھی ہاتھ سے سررشتۂ الفت
سب دیو و پری جن و بشر ہو گئے محکوم — دی سارے جہان کی مجھے اب حکومت
چھوٹا نہین مجھسے کوئی خط کوئی گوشہ — ہر ملک مین ہے مانی ہوئی میری ولایت
وہ چیز ہون مین جسکو ہر اک آنکھ نہ دیکھے — گو حکمِ خدا سے ہین سبھی میری رعیت
آگے علماء بر سرِ انکار رہے ہیں — پر فضلِ خدا سے گئے با خرقۂ وسیعت

اس قول سے منظور نہین مجھکو تفاخر
ہے حکم کہ لوگون پہ کھلے میری طریقت

انکی ایک دوسری نظم کا مضمون یہ ہے

ہوا جلوہ فگن میرے لئے معشوق ہر جانب
کیا نظارہ اُس کا مینے ہر معنی و صورت مین
اُٹھا کر میرے دل کے پردے۔ پوچھا "مجکو بھی جانا؟"
کہا۔ جانان! تجھے کیونکر نہ جانون ایسی حالت مین

تو ہی ہو میرے دل کی آرزو - بلکہ مین ہون تو ہی +
کھلا یہ راز تو عین حقیقت ہے حقیقت مین
کہا "ہے بات تو یونہین" مگر تعین حائل ہے
مثنی میرے ہی نسخہ کا ہے تو ہی کتابت مین
ہوئی وصلت سے میری ذات اُس سے متحد لیکن
حلول اسمین نہین ممکن - یہ ہے تحقیق نسبت مین
بقائے دائمی مین ہو گیا مین بھی فنا ایسا
نشان باقی نہین میرا دوام سرمدیت مین
مجھے غائب کیا نظرون سے میری اسطرح اُسنے
کہ اپنی ذات کو خود پوچھتا پھرتا ہون غیبت مین
بنا ہون اپنے ہی آئینہ مین نظّارگی اپنا
یہی تھی منتہائے آرزو میری حقیقت مین
مٹاتے ہین علوم اور وہم قائم رکھتا ہی مجکو
مری روداد اب دائر ہے منفی اور ثبوت مین
گذر جس جانہین ممکن ہے گلرویان عالم کا
نشیمن ہے وہی اسکا ہمارے دل کی جنت مین
مین ہی وہ قطب ہون چلتا ہے جسکا حکم عالم مین
مرے ہی گرد گردش کرتے ہین سب اپنی نوبت مین
مین ہی وہ مہر ہون جو نور افشان ہے بصیرت پر

مین غائب ہون اُن آنکھون سے جو ناقص ہین ابصار مین
ہے زنگ آلود آئینہ نہ مین میری شکل کا جویا
نظر آئے بھلا کسطرح تجکو نور ظلمت مین
نبوت میری ہی قائم ہوئی ہر اک زمانہ مین
ہین راہین مختلف لیکن سبھی ہین میری امت مین
کوئی مسجد نہین ایسی نہو منبر مرا جس مین
کیا مختار اس درجہ تک اسنے اپنی حضرت مین
مری آنکھون نے عین ذات ہی کو ہے فقط دیکھا
سوا اسکے سما تا کب ہے اس چشم بصیرت مین
میری ہی ذات سے قائم ہین ذاتین ذرہ ذرہ کی ؛
لیکن تو ایک ہی ہے ہر نئے قصر و عمارت مین
نہ لیلیٰ تھی نہ سلمیٰ تھی نہ علویٰ تھی نہ سُعدیٰ تھی
یہ تصویرین نہین مری شکل و صورت کی حقیقت مین
مرا نشو و نما تھا عشق مین آدم سے بھی پہلے
مین پیدائش سے اپنی بھی مقدم ہون محبت مین
مین نور احمدی کے ساتھ تھا عرش معلی پر
لیکن درۃ البیضا رتھا اپنی خاص خلوت مین
جو ابراہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب مین اپنے
مین ہی مقصود تھا بالذات اُس لطف و عنایت مین

گئے جو حضرتِ ادریس باغِ خلد کو یہان سے
ملین جب نعمتین انکو مین تھا اُن کی معیت مین
مین تھا ہمراہ عیسیٰؑ کے جو گہوارہ مین باتین کین
حلاوت مینے ہی داؤد کو بخشی تھی نعمت مین
خلائق نے بہی دیکھا تہا کہ تہا مین نوحؑ کا ساتھی
وہ سیلاب اور کشتی سب تہے وہان میری ہی قدرت مین
مین ہر حالت مین شیخ وقت اور قطبِ زمانہ ہون
مین ابراہیم بندہ - پیر ہون راہِ طریقت مین

مین کہتا ہون کہ ان اشعار مین جو کچہہ حد سے متجاوز باتین ہین وہ ارواح کی زبان سے ہین اور اسکو نہین جانتا مگر وہی شخص جسنے ارواح کے صادر ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہان سے آئین اور کہان تک جائین گی اور ان روحون کے مومنون مین عضو واحد کیطرح ہونے کو سمجہا ہے کہ جب ایک مین درد ہو تو سارے اعضا بیقرار ہو جائین اور یہ کامل محمدیؐ کے ساتھ مخصوص ہے اسکے سوا اور کوئی اس سے واقف نہین ہے - اور سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تہے کہ مین اپنے مریدون کو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے روز سے پہچانتا ہون اور یہ بہی جانتا ہون کہ کون کون اُس دن میرے دائین جانب تہے اور کون کون بائین جانب اور اُسی دن سے مین اپنے مریدون کی برابر تربیت کرتا رہا ہون اور وہ صلبون مین تہے مگر مجہہ سے چہپے ہوئے نہ تہے اور اسوقت تک یہی حال ہے - اسکو ابن العربی رضی اللہ عنہ نے

فتوحات مین نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم دسوقی کا قول ہے کہ جب مین چھ برس کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ عالم بالا مین ہے مجھے مشاہدہ کرلوایا تھا۔ اور جب مین آٹھ برس کا تھا تو لوح محفوظ مین نگاہ کی تھی۔ اور جب نو برس کا تھا تو آسمان کا طلسم توڑا تھا۔ اور سبع مثانی مین مینے ایک ایسا حرف معجم دیکھا جسمین جن و انس حیران ہو گئے مگر مین اسکو سمجھ گیا اور اسکے سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور جو ساکن تھا اُسکو مینے حرکت دی اور جو متحرک تھا اسکو ساکن کیا اور اُسوقت مین چودہ برس تھا والحمد للہ رب العلمین۔ یہ مضامین مینے انکی کتاب الجواہر سے جو ایک ضخیم جلد ہے خلاصہ کئے ہین۔

(۲۸۸) سید حسیب نسیب ابو العباس سیدی احمد بدوی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام روے زمین مین انکی اسقدر شہرت ہے کہ میری تعریف کی ضرورت نہین ہے لیکن انسے برکت حاصل کرنے کے لئے مین ان کا تھوڑا سا حال حوالہ قلم کرتا ہون اور اللہ ہی کی توفیق سے کہتا ہون کہ۔ انکا مولد شہر فاس ہے جو ملک مغرب کا مشہور شہر ہے۔ کیونکہ انکے اجداد حجاج کے زمانہ مین جب اسنے بہت سے سیدون کو قتل کر ڈالا یہان چلے آئے تھے۔ یہ جب سات برس کے ہوئے تو انکے والد ماجد نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے علی! اس ملک سے مکہ شرفہ کو نقل وطن کر کیونکہ اسمین ہمارا ایک بڑا مقصد ہے یہ واقعہ ۶۰۳ھ

چھ سو تین ہجری کا ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کے بھائی سید حسن کہتے ہین کہ
چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور برابر عربون ہی کے پاس اترتے چلے اور سب تعظیم و
کشادہ دلی کے ساتھ پیش آتے گئے۔ بالآخر چار سال مین ہم مکہ مشرفہ پہونچے اور
سارے شرفاء مکہ ہمسے آکر ملے اور سب نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہم نہایت فراغ حال
و فارغ البالی کے ساتھ امن مین رہے یہانتک کہ ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین ہمارے
والد نے وفات پائی اور باب المعلاۃ مین دفن ہوئے اور انکی قبر وہان ایک
زاویہ مین ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ سید حسن کہتے ہین کہ مین اور میرے بھائی وہین
اقامت پذیر رہے اور احمد عمر مین ہم سب سے چھوٹے اور دل کی شجاعت
مین سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ اکثر ڈہا ٹا باندہتے تھے ہمنے ان کو
بکاوی کا لقب دے رکھا تھا۔ مینے انکو اپنے بیٹے حسین کے ساتھ مکتب
مین قرآن پڑہایا۔ مکہ کے سرداون مین ان سے بڑہکر دلیر کوئی نہ تھا اور مکہ والون نے
ان کا نام عطّاب رکھدیا تھا۔ مگر جب ان پر عشق و سرا سیمگی کی حالت طاری
ہوی تو انکی حالت بالکل بدل گئی لوگون سے کنارہ اور برابر چپ رہنے لگے
کسی سے بات نہین کرتے تھے مگر اشارہ سے اور بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ
انکو حق تعالی کی پر ایسی جمعیت حاصل ہوئی ہے کہ ابد تک ان کو مستغرق رکھے گی
اور ہمارے اس زمانہ تک برابر انکا حال بڑہتا ہی رہا بعدہٗ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس
ہجری کے شوال مین انہون نے تین بار خواب مین دیکہا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اٹھ
اور مطلع آفتاب کی طرف جا اور جب مطلع آفتاب تک پہونچ جاے تو آفتاب کے
جاے غروب کی راہ لے اور طنذل تا تک جا کیونکہ اے جوان یہین تیرا مقام

ہے یہ خواب دیکھکر انہون نے اپنے اقربا سے مشورہ لیا اور عراق تک سفر کیا۔
اور بزرگان عراق نے انکو خیر مقدم کہا جنمین سیدی عبد القادرؒ سیدی احمدؒ بن رفاعی بھی
تھے۔ ان دونون بزرگون نے کہا کہ اے احمد! عراق۔ ہند۔ یمن۔ روم۔ مشرق و
مغرب کی کنجیان ہمارے ہاتھون مین ہین ان مین سے جو کنجی تم چاہو اسکو پسند
کرو۔ مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری کنجیون کی
کوئی حاجت نہین ہے مین تو صاحب کلید ہی سے کنجی لونگا۔ سید حسن کہتے ہین
کہ سید احمد اولیاء عراق جیسے شیخ عدی بن مسافر و حلاج وغیرہ کے مزارون کی
زیارت سے جب فارغ ہوئے تو ہمنے خطۂ طندتا کے ارادہ سے کوچ کیا
اور تمام اطراف و جوانب کے لوگون نے ہمکو گھیر لیا اور ہمسے عداوت و معاوضہ اور
ہمکو تنگ کرنے لگے اُسوقت سید احمد نے ہاتھ سے اُنکی طرف اشارہ کیا تو سب کے
سب گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے احمد! تم جوانون کے باپ ہو اور سب سرنگون
ہو کر اُلٹے پاؤن لوٹ گئے اور ہم سب ام عبیدہ کیطرف چلے۔ یہان سے
سید حسن کہ معظمہ کو لوٹ گئے اور سید احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بری
کے یہان گئے۔ یہ بہت بڑی صاحب حال اور بدیع الجمال بی بی تھین اور
مردون کے احوال سلب کر لیا کرتی تھین۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکے احوال کو

عہ ظاہر ہے کہ ان بزرگون کے خیر مقدم کہنے اور کنجیان پیش کرنے سے روحانی تصرفات مراد
ہین نہ جسمانی۔ کیونکہ یہ واقعہ جیسا عبارت کہ کتاب سے ظاہر ہے ۶۳۳ھ ہجری یا اُس کے بعد کا
ہے۔ اور ۶۳۳ھ ہجری کے بہت قبل دونون بزرگ اس زندگی کو الوداع کہہ چکے تھے۔

مترجم۔

سلب کرلیا اور بی صاحبہ نے انکے ہاتھہ پر توبہ کی کہ اب سے کسی سے تعرض نہ کرونگی اور جتنے قبائل کہ بنت بری کے پاس آکر جمع ہو گئے تھے سب اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے اور اولیاء اللہ مین یہ بہت بڑی خوشی کا دن تہا - بعدہٗ سید احمد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ اے احمد طنڈتا کیطرف جاکیونکہ تو وہین اقامت گزین ہوگا اور وہان بہت سے مردان وبہادران راہ خدا عبدالعال وعبدالوہاب وعبدالمجید و عبدالمحسن وعبدالرحمن کی تربیت کریگا یہ واقعہ شہر رمضان ۱۲۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری کا ہے - چنانچہ وہ مصمد پہونچے اور بعدہٗ طنڈتا کو روانہ ہو گئے اور وہان جاکر فور اُبڑی تیزی کے ساتھہ ایک شخص مسمی بہ ابن شحیط کے گھر مین جو اُس شہر کے مشائخ مین سے تھے چلے گئے اور انکی کہڑکی کی چھت پر چڑہ گئے اور شب و روز متحیر آسمان کیطرف نظر کئے ہوئے کہڑے رہنے لگے - اس زمانہ مین انکی انکہون کی سیاہی اسقدر سرخ ہوگئی تہی کہ شعلۂ آتش نظر آتی تہی اور چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بہی زیادہ بغیر آب وخور کہڑے رہا کرتے تھے - اسکے بعد جہپ سے اُتر آئے اور فیلتا المناکرہ کے اطراف کی طرف روانہ ہوئے اور لڑکے انکے پیچہے چلے جنمین عبدالعال اور عبدالمجید بہی تھے - اور سید احمد رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکہہ سوج گئی تہی اس لئے انہون نے عبدالعال سے کہا کہ ایک انڈا لے آؤ تو مین اُسے اپنی آنکہہ پر رکہون - عبدالعال نے کہا کہ سبز لکڑی جو آپکے پاس ہے وہ مجہے دیدیجئے - چنانچہ اُنہون نے دیدی اور وہ اپنی مان کے یہان آئے اور کہنے لگے کہ یہان ایک بڈہو ہے جسکی آنکہہ دکہنے کو آئی ہے اسنے مجہہ سے ایک انڈا مانگا ہے اور یہ لکڑی مجہے دی ہے - مگر اُسکی مان نے

کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے - انہون نے واپس آکر سید احمد رضی اللہ عنہ سے ماجرا بیان کیا - تب اُنہون نے کہا کہ خانقاہ چلا جا اور وہان سے ایک انڈا میرے لئے لے آ - چنانچہ عبد العال نے خانقاہ آکر جو دیکھا تو وہ انڈون سے بھرا پڑا تھا - اُس مین سے ایک لے لیا اور انکے پاس پہونچے - اسی وقت سے عبد العال نے سید احمد رضی اللہ کے ساتھ صاحبہ بہرتا اختیار کیا اور انکی مان انکو سید احمد رضی اللہ کے پنجہ سے نہ چھڑا سکین اور کہا کرتی تہین کہ اے بدو تو ہمارے لئے منحوس ہے - مگر سید احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہونچی تو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ "اے بدو ہمارے لئے تو نیکی ہے" کہتین تو زیادہ صحیح ہوتا - بعدہٗ اُنہون نے عبد العال کی مان کو کہلا بھیجا کہ بیل کے سینگ کے دن سے یہ میرا بیٹا ہے - اور اسکا واقعہ یہ تھا کہ عبد العال شیر خوارہ ہی تھے کہ انکی مان نے ایکدن انکو ایسے مقام پر رکھ دیا تھا جہان بیل کا چارہ تھا بیل وہان پر چارہ کہانے کو جو آیا تو اُسنے نہالچہ مین اپنے سینگ ڈال دیے اور عبد العال کو اپنے دونون سینگون پر اُٹھا لیا اور وہ ایسا برہم تھا کہ کوئی شخص عبد العال کو اُس سے نہ چھڑا سکا اُسوقت سید احمد رضی اللہ عنہ عراق مین تھے انہون نے وہین سے ہاتھ بڑہایا اور عبد العال کو اسکے سینگون سے چھڑا لیا - پس عبد العال کی مان کو وہ واقعہ یاد آگیا اور اُسی دن سے وہ حضرت کی معتقد ہوگئین - آمدم برسر مطلب - سید احمد بارہ برس تک برابر جہتون ہی پر رہے اور سید عبد العال جب کسی مرد یا لڑکے کو لیکر آتے تو وہ چھت سے اُتر کر ایک نگاہ اُسپر ڈال کر اُسے نعمتون سے مالا مال کر دیتے اور عبد العال سے کہتے کہ اسکو فلان شہر یا فلان جگہ لیجاؤ - اسلئے ان فقیرون کا نام "اصحاب السطح" یعنی چھت والے پڑ گیا - اور سید احمد

رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو ڈھائی ڈھائی باندھے رہتے تھے اور سید عبد المجید کو ایک دن یہ خواہش ہوئی کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھتے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یا سیدی میں چاہتا ہوں کہ آپکا روے انور دیکھوں تاکہ پہچان سکوں انہوں نے کہا کہ اے عبد المجید ہر دیکھنا دیکھنے والے کی استعداد کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ عبد المجید نے کہا کہ یا سیدی مجھے دکھا دیجئے گو میں مرہی کیوں نہ جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے اوپر کا ڈھاٹا کھولا تو عبد المجید بیہوش ہوکر گرے اور فوراً راہی ملک عدم ہوے۔ اور طنطا میں ایک فقیر حسن زرگر اخنائی اور دوسرے سالم مغربی تھے۔ اور جب سید احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی مرتبہ آتے ہوئے مصر کے قریب پہونچے تو حسن زرگر نے کہا کہ اب یہاں ہم نہیں ٹھیر سکتے ملک کا مالک آگیا چنانچہ وہ اخنا کے اطراف میں جا رہے اور اسوقت تک انکا مزار وہاں مشہور ہے۔ اور سالم رضی اللہ عنہ ٹھیرے ہے اور انہوں نے سید احمد رضی اللہ عنہ کو صاحب ولایت تسلیم کیا اور اُن سے کچھ تعرض نہ کیا اس لئے سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکو بحال رکھا اور انکی قبر طنطا میں مشہور ہے۔ مگر اور دن نے انکا انکار کیا اسلئے اُن سے نعمتیں چھین لیگئیں اور انکا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ انمیں سے ایک طنطا میں عظیم الشان محل والے تھے جنکا نام وجیہ القمر تھا اور یہ بڑے ولی تھے انکو حسد کا جوش ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا اسلئے کوڑے بنا دئے گئے۔ اور اسوقت طنطا میں انکی قبر پر کتے بھرے رہتے ہیں اور اسمیں مطلق نیکی و مدد کی بو نہیں ہے۔ طنطا کے خطیبوں نے انکی طرفداری کی اور انکے عرس

کا ایک زمانہ مقرر کیا اور بہت سا مال اسمین خرچ کیا اور انکے تکیہ کی بہت بڑی عمارت بنوائی - مگر عبدالعال رضی اللہ عنہ نے اسکو پانون سے ٹھوکرا دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانہ تک وہ ویران پڑی ہے سچ ہے ؎

کسے را کہ قہر تو از سر فگند بہ پامردی کس نہ گردد بلند

اور ملک الظاہر بیبرس ابوالفتوحات سید احمد رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا معتقد تھا اور انکی زیارت کو آیا کرتا تھا - اور جب وہ عراق سے آئے تو وہ معہ اپنے لشکر کے اُن سے ملنے کو مصر سے باہر نکلا اور حد درجہ انکی عزت و توقیر کی -

سید احمد رضی اللہ کی پنڈلیان پر گوشت تہین تھا تہ بلیے تھے - مُنہ بڑا سا تھا آنکھین سرگین تہین - قد لمبا اور رنگ گندمی تھا - انکے چہرہ پر چیچک کے تین داغ تھے - ایک دائین رخسارہ پر اور دو بائین پر - ناک بلند اور پتلی تھی اور دونون کنارہ پر سورکے دانہ سے چھوٹے چھوٹے دو سیاہ تمسے تھے - اور انکی آنکھون کے بیچ مین اُسترے کے زخم کا نشان تھا - جب یہ مکہ معظمہ مین تھے تو انکے بھائی حسین کے بیٹے نے انکو یہ چرکا لگایا تھا - چھٹپن سے برابر دو ڈھاٹے باندھے رہتے تھے - قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد مدت تک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تعلیم پاتے رہے - یہانتک کہ جب کیفیت عشقیہ پیدا ہو گئی تو اسکو ترک کر کے رکھدیا - یہ جو کپڑا یا عمامہ استعمال کرتے تھے اسکو نہ دہونے کے لیے اُتارتے تھے اور نہ بدلنے کے لیے - جب وہ گل جاتا تھا تو لوگ دوسرا پہنا دیتے تھے -

اور جو عمامہ کہ ہر سال انکے میلاد کے دن انکا خلیفہ (یعنی سجادہ نشین) زیب سر کرتا ہے وہ حضرت ہی کا عمامہ ہے جو خلیفہ کے قبضہ مین ہے لیکن خراسانی سرخ اونی چادر

عبدالعال رضی اللہ کا لباس ہے - سید احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنے رب کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ میری نہرین بحر محیط پر گومتی مین اگر دنیا کی ساری نہرون کا پانی بڑھ جائے تو بھی میری نہرون کا پانی نہ بڑھے گا - سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے ۶۷۵ھ چھ سو پچہتر ہجری مین ملار اعلیٰ کا سفر کیا - اور انکے بعد فقرار پر سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے - انہون نے نیک روش اختیار کی اور خانقاہ و منارون کی تعمیر کرائی اور فقرارد اصحاب طریقت کا کہانا مقرر کیا اور چھوٹی روٹیان پکانے کا حکم دیا جیسی کہ آجتک چلی آتی ہین - اور جو فقرار کہ صحیح الاحوال تھے انکو جس جس مقام مین سکونت اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اس سے مخالفت کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی - چنانچہ انہون نے اسمٰعیل ابنابی کے باپ یوسف کو ابنا بہ مین اور احمد ابوطرطور کو ابنا بہ کے سامنے میدان مین اور عبداللہ جیزی کو جیزہ کے سامنے کے میدان مین اور وہیب کو برشوم کبری مین اقامت گزین ہونے کا حکم دیا - لیکن یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف مصر کے اُمرا و اکابر جھکے اور انکے دسترخوان پر وہ کہانے ہوتے تھے جو اکثر امیرون کے مقدور سے باہر تھے - اسپر شیخ احمد ابوطرطور نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ہمکو بہائی یوسف کے یہان لے چلو دیکھین اُنکا کیا حال ہے - چنانچہ وہان پہونچے تو یوسف نے کہا کہ یہ خوشبودار کہانے کہاؤ اور سید احمد کی مسور و پیاز کا جو میل تمہارے پیٹون مین ہے اسکو دہو ڈالو - اس کلام سے شیخ ابوطرطور کو غصہ آیا اور اُنہون نے کہا کہ اے یوسف کیا ایسا ہی ہے ؟ یوسف نے کہا کہ یہ تو مذاق تھا - مگر ابوطرطور نے کہا کہ نہین یہ تو تیرون کی جنگ ہے - اور

انہون نے آکر عبدالعال رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ عبدالعال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوطاہر تم پراگندہ خاطر نہو جو کچھ اسکے پاس تھا سینے چھین لیا اور اسکا نام و نشان گم کر دیا اور اسکے بیٹے اسمٰعیل کو وہ نام و نشان دیدیا۔ چنانچہ اُسی دن سے ہمارے زمانہ تک یوسف کا نام کوئی بھی نہین لیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے اسمٰعیل کے ہاتھہ پر کرامتین ظاہر کین چونکہ یہ اِن سے باتین کرتے تھے۔ اور یہ خبر دیتے تھے کہ مینے لوح محفوظ کو دیکھا ہے اور فلان فلان شخص پر یہ یہ واقعہ گذرنے والا ہے اور ایسا ہی واقع ہوتا تھا۔ اسپر مالکی مذہب کا ایک عالم انکا منکر ہوا اور اُسنے فتویٰ دیا کہ انکو سزا دیجاوے۔ یہ خبر جب اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو انہون نے کہا کہ مینے تو لوح محفوظ مین یہ دیکھا ہے کہ یہ قاضی دریاے فرات مین ڈوب جاے گا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی کہ بادشاہ مصر نے اسکو عیسائیون کے بادشاہ کے پاس اُسکے ہان کے پادریون سے مباحثہ کرنے کو بھیجا۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مباحثہ مین مسلمان عالم سے مغلوب ہوجائینگے تو دین اسلام قبول کر لینگے۔ اور مصر مین اس قاضی سے بڑھکر کوئی مقرر و حجتی نہ ملا اسلیے اسکو بھیجدیا چنانچہ یہ وہان جاکر دریاے فرات مین ڈوب گیا۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے خاندان مین جو اجلاف کی مشہور ترتیب اسوقت تک چلی آتی ہے یعنی نا بنائیون۔ چرواہون گھاس لانے والون اور جھاڑو دینے والون وغیرہم کی اولاد کی یہ ترتیب سید عبدالعال رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے اور کبھی اجلاف کی اولاد خلیفہ (سجادہ نشین) کے احاطہ مین بلا اجازت سواری پر نہین آتی ہے مگر گھاس لانے والون کی کیونکہ لوگون کو

معلوم تہا کہ سید احمد رضی اللہ انکو دوست رکہتے تہے۔

اور عبدالوہاب جوہری رضی اللہ عنہ کا جو محلہ مرحوم کے قریب مدفون ہین یہ حال تہا کہ جب کوئی شخص انکی صحبت مین داخل ہونے کو آتا تو اس سے کہتے کہ اس میخ کو اس دیوار مین گاڑ دے۔ اگر وہ میخ دیوار مین ٹھیر جاتی تو اسکو مرید کر لیتے اور اگر گر پڑتی اور نہین ٹھیرتی تو اس سے کہتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہان نہین ہے۔ مین انکی خلوت کے اندر گیا اور اس دیوار کو بینے دیکہا آہین اکثر ڈہاڑتے تہے۔ اور اُسمین تہوڑی ہی میخین ٹھیری تہین۔ اور یہ بزرگ کشف کے ذریعہ سے جانتے تہے کہ کون انکی اولاد مین ہے اور کون نہین ہے اور اسکو وہ اسلئے ظاہر کر دیتے تہے کہ مرید قائل ہو کر اپنے ہی دل مین فیصلہ کر لے اور پیر سے رد و کد نہ کرے۔ اور شیخ محمد المعروف بہ قمر الدولہ کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت مین زمانہ تک نہ رہے بلکہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے زمانہ مین پیغمبر مین تہے اور آرام لینے کو ٹہلنا تا مین ٹھیر گئے۔ یہان انہون نے سنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو گئے ہین۔ یہ انکی زیارت کو حاضر ہوے اور عبدالعال وغیرہ موجود نہ تہے۔ یہ جو پہونچے تو انہون نے دیکہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پیا اور پہر اسی تربوز مین اسکو تے کر دیا شیخ محمد نے اُس پانی کو پیا اور پی گئے۔ اسپر سید احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو میرے اصحاب کا قمر دولہ ہے۔ عبدالعال اور جماعت نے جو اس کو سنا تو شیخ محمد سے لڑنے اور انکو مار ڈالنے کو باہر نکلے۔ شیخ محمد نے ایڑ مار کر اپنے گہوڑے کو اُس کوئین مین ڈال دیا جو تربیت نقاضہ کے اٹیلے کے قریب تہا اور

طلسم تازہ یہ دیکھو کہان ڈوبے کہان نکلے

اُس کنوئین مین سے نکلے جو نفیا کے کنارہ پر واقع تہا۔ اور لوگ بہت دیر تک اُسی کنوئین کے پاس انکے منتظر کہڑے رہے جسمین انہون نے گہوڑا ڈالا تہا۔ اور جب یہ خبر آئی کہ وہ نفیا کے قریب والے کنوئین سے نکلے تو لوگ انکا پیچہا چہوڑکر لوٹ گئے۔ قصہ کوتاہ شیخ محمد تادم مرگ نفیا مین رہے اور عبدالعال رض کے ڈر سے پہر طنلہ نہ گئے۔ شیخ محمد رضی اللہ عنہ سلطان محمد بن قلاون کی فوج مین تہے۔ اور انکا عمامہ اور کپڑا اور انکی کمان و ترکش و تلوار انکے مزار واقع نفیا مین لٹکی ہوئی ہے۔

مین کہتا ہون کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد مین میرے ہر سال حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمد شناوی رضی اللہ عنہ نے جو اس خاندان کے سربرآوردہ بزرگون مین سے ہین میری بیعت گنبد کے اندر سید احمد رضی اللہ عنہ کے مُنہ کے مقابل مین لی اور مجھے اپنے ہاتھہ سے انکے سپرد کیا۔ چنانچہ ضریح سے دست مبارک نکلا اور اسنے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے پیر نے کہا کہ یا حضرت آپکی نگاہ اسپر رہے اور اسکو آپ اپنی آنکھون مین رکہین۔ اسپر مینے سُنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے قبر سے کہا کہ "اچہا" اسکے بعد دوسری مرتبہ مینے انکو مصر مین دیکہا کہ خود ہین اور سیدی عبدالعال اور مجھسے کہتے ہین کہ طنلہ تا مین ہماری زیارت کرا اور ہم تیری ضیافت کے لئے ملوخیہ ؎

؎ یہ ایک ساگ ہے جسکو دہی اور گوشت کی لاگ سے عرب لوگ پکاتے ہین سید احمد صاحب فرہنگ آصفیہ اس لفظ کے تحت مین لکہتے ہین کہ یہ ساگ اس طرز سے پکا ہوا نہایت خوش ذائقہ

بکوا ئینگے - چنانچہ مین سفر کرکے وہان پہونچا تو وہان کے اکثر لوگون نے میری
دعوت کی اور اُسمین ملوخیہ ضرور کھلایا - اسکے بعد مینے اُنکو قحافہ کے پل پر
طنبل قاکے سامنے دیکھا کہ یہ شہر پناہ کی طرح محیط ہین اور مجھسے فرماتے ہین
کہ یہین ٹھیرے رہو جسکو چاہو میرے پاس آنے دو اور جسکو چاہو روک دو - اور جب
مینے فاطمہ ام عبدالرحمن سے جو باکرہ تہین شادی کی تو پانچ مہینے گذر گئے اور مین
اُنکے پاس نہ گیا - اُسوقت مینے حضرت کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھے
معہ میری بیوی کے اپنے ساتھہ لے گئے اور گنبد کے اُس ستون پر جو اندر کے
بائین جانب ہے میرے لئے فرش بچھایا اور میرے لئے حلوا تیار کیا اور زندون و
مردون کی دعوت کی - اور مجھسے کہا کہ یہین اُسکی بہار لوٹ چنانچہ اُسی رات کو
مین کامیاب ہوا - اور ۹۴۸ ہجری مین اُنکے مولد مین اپنے پہونچنے کے معمولی
دن نہ پہونچا مجھے دیر ہوگئی اور وہان بعض اولیاء موجود تھے انہون نے مجھے خبر
دی کہ اُس دن سید احمد رضی اللہ عنہ اپنے مرقد کا پردہ ہٹا کر کہتے تھے کہ عبدالوہاب
نے دیر لگائی نہ آیا - اور ایک سال مینے ارادہ کیا تہا کہ اسبکے نہ جاؤن گا اس پر
مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سبز لکڑی ہاتھہ مین لئے ہین اور سارے اطراف
سے لوگون کو بُلا رہے ہین اور بے شمار خلقت اُنکے پیچھے اور دائین بائین ہے
پہر وہ میرے پاس پہونچے ہین اور مین مصر مین ہون اور مجھسے کہا کہ کیا تو نہین
جائیگا مینے کہا کہ مجبور دہے انہون نے کہا کہ درد عاشق کو نہین روک سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) ہوتا ہے اور اسکا پکانا عربون کے ساتھہ مخصوص ہے اور راقم نے
کہا یا ہے - ۱۲ مترجم

بعدہٗ مجھے اولیاء وغیر اولیاء رندون اور مردون کا ایک انبوہ کثیر دکھلایا جنمین سب سے بوڑھے اور اپاہج تھے اور اپنے کفن لیے ہوئے پانون گھسیٹتے جاتے تھے اور سب کے سب مولد مین شریک ہونے کو جا رہے تھے - انکے بعد مجھے قیدیون کی ایک جماعت دکھلائی جنکے زنجیرین اور بیڑیان پڑی ہوئی تھین اور فرنگیون کے ملکون سے کھسکتے ہوے آ رہے تھے - انکو دکھلاکر مجھسے کہا کہ ان لوگون کو دیکھو کہ اس حال مین بھی غیر حاضر رہنا نہین چاہتے - یہ ماجرا دیکھکر میرا حاضری کا ارادہ قوی ہوا اور مینے اُن سے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم حاضر ہونگے - مگر انہون نے کہا کہ تم پیادہ تعینات کرنا مزہی ہے چنانچہ انہون نے ہاتھی کیطرح کے دو عظیم الشان سیاہ درندے مجھپر سلط کر دئے اور ان سے کہا کہ جب تک کہ تم انکو لاکر حاضر نہ کر دو ان سے الگ نہو - مینے یہ واقعہ حضرت شیخ محمد شناوری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہون نے کہا کہ سارے اولیاء لوگون کو قاصدون کے ذریعہ سے بلاتے ہین اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ خود ہی لوگون کو حاضر ہونے کے لئے کہتے پھرتے ہین - بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ میرے پیر شیخ محمد سروی رضی اللہ عنہ ایک سال حاضری مین پیچھے رہ گئے تو سید احمد رضی اللہ عنہ نے انپر عتاب کیا اور کہا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہین اور اُنکے ہمراہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اصحاب واولیاء آتے ہین وہان حاضر نہین ہوتا - چنانچہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ مولد کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو اُنہون نے لوگون کو واپس آتے ہوئے دیکھا اور انکو وہ مجمع نہ نصیب ہوا اس سبب سے وہ آنسو الونکے کپڑون کو چھوتے اور اپنے چہرہ پر ملتے تھے" انتہی

اور ایک مرتبہ میری اور میرے بھائی ابو العباس حریشی رحمہ اللہ تعالی کی شہر

مصر مین ہندوستان کے قریب ایک ولی سے ملاقات ہوئی - اس ولی نے کہا کہ
تم میری ضیافت کرو کیونکہ مین غریب الوطن ہون اور انکے ساتھہ دس آدمی تھے چنانچہ
مینے انکے لیئے چپاتیان اور شہد منگوایا اور اُنھون نے نوش جان کیا - بعدہٗ مینے
ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہین - انھون نے کہا کہ ہند کے -
مینے کہا کہ مصر مین آپکو کیا کام ہے - انھون نے کہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد
مین مین حاضر ہوا تھا - اسپر مینے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب روانہ ہوے
تھے - انھون نے کہا کہ مین منگل کے دن نکلا چارشنبہ کی رات کو سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا پنجشنبہ کی رات کو شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے
پاس رہا اور جمعہ کی رات کو سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طنطا مین تھا - مینے اسپر
تعجب ظاہر کیا تو اُنھون نے کہا کہ اللہ عزوجل کے اولیاء کے نزدیک ساری دنیا ایک
قدم ہے - اور ہمسے اور اُن سے ہفتہ کے دن آفتاب نکلتے جو وقت کہ مولد کے
میلے کے چھٹنے کا تھا ملاقات ہوئی تھی - پھر مینے اُن سے پوچھا کہ ملک ہندوستان
مین آپکو سید احمد رضی اللہ عنہ کی کس نے خبر دی - انھون نے کہا کہ بڑے تعجب
کی بات ہے کہ ہم انکو نہ جانین ہمارے تو چھوٹے چھوٹے بچے سید احمد رضی اللہ عنہ ہی کی
برکت کی قسمین کہاتے ہین اور یہ اُنکی بہت بڑی قسم ہے اور کوئی بھی ایسا ہے جو
احمد رضی اللہ عنہ کو نہ جانتا ہو بحر محیط کے پرے اور تمام ملکون اور پہاڑون کے اولیاء
تو انکے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین - اور ہمارے پیر شیخ محمد شناوی رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انکے مولد مین جانے کو بُرا ٹھیرایا تو اسکا ایمان بسلب
ہوگیا بال برابر بھی اسمین ایمان نہ رہا جس سے وہ دین اسلام کیطرف جھکے - آخر اسنے

سید احمد رضی اللہ عنہ سے فریاد کی آپنے کہا کہ دیکھو پھر ایسا نہ کرنا۔ اسنے کہا کہ پھر نہ کرونگا۔ تب آپنے اسکو خلعتِ ایمان واپس دیا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے لوگون کی کونسی بات تو بُری سمجھتا ہے۔ اسنے کہا کہ مردون اور عورتون کا اکٹھا ہونا۔ سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو طواف مین بھی ہوتا ہے مگر اس کو کسی نے بھی منع نہین کیا ہے۔ بعدہٗ آپنے کہا کہ مین اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میرے مولد مین جسنے گناہ کیا اُسنے ضرور توبہ کی اور اسکی توبہ اچھی سمجھی گئی اور جب مین وحشی جانورون کی جنگلون مین اور مچھلیون کی سمندرون مین رکھوالی کرتا اور ایک کو دوسرے سے بچاتا ہون تو کیا اللہ عزوجل مجھے اُن لوگون کی نگہداشت سے مجبور رکھے گا اور جو میرے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین۔ اور یہ بھی میرے پیر ہی نے مجھسے بیان کیا کہ شیخ ابوالغیث بن کبیلہ محلہ کبریٰ کے ایک عالم اور وہان کے صالحین مین سے ایک شخص مصر مین تھے وہ بولاق جو آئے تو لوگون کو اس مولد کے لئے اہتمام کرتے اور کشتیون مین سوار ہوتے ہوئے دیکھکر آزردہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ جسقدر اہتمام احمد بدوی کے مولد کے لئے کرتے ہین اسقدر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کیلئے نہین کرتے اسکے جواب مین ایک شخص نے ان سے کہا کہ سید احمد بہت بڑے ولی ہین۔ عالم صاحب نے کہا کہ اس مجلس مین وہ شخص موجود ہے جس کا مقام اُن سے بھی اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد ایک شخص نے اسپر جادو کیا اور اسکو مچھلی کھلائی جسکا کانٹا اسکے حلق مین پھنس گیا اور کسی حیلہ وتدبیر سے نہ نکلا جس سے اُسکا گلا سوج کر کبیون کے جتنے کی صورت کا ہوگیا۔ اور اسکو نو مہینے گذر گئے۔ اس کو

نہ کھانے پینے مین مزہ ملتا تھا اور نہ سونے مین - اور اس عرصہ مین سب کیطرف
اسکا خیال نہ گیا - نو مہینے بعد خدا کی کرنی سے اسکو سبب یاد آیا - تب اسنے
لوگون سے کہا کہ مجھے سید احمد رضی اللہ عنہ کی گنبد کو لے چلو - لوگون نے اسکو
وہان پہونچایا تو اسنے سورہ یٰسین پڑہنی شروع کی - تھوڑی دیر مین اسکو زور سے
چھینک آئی اور وہ کانٹا خون مین لتھڑا ہوا خود بخود نکل پڑا - تب اسنے کہا کہ یا
سید احمد مینے توبہ کی اور فوراً اسکا درد و ورم جاتا رہا اور شیخ خلیفہ کے بیٹے نے
جو جوانی مین کے علاقہ کا رہنے والا تھا اپنے شہر کے لوگون کے سامنے
اس مولد مین جانے کو برا کہا اور ہمارے شیخ محمد شاوری نے اسکو سمجھایا مگر اسنے اپنی
راے نہ بدلی تب اسکی شکایت سید احمد رضی اللہ عنہ سے کی وہان سے ارشاد
ہوا کہ عنقریب اسکے ایک دانہ نکلے گا جو اسکے منہ اور زبان کو کھا جائیگا - چنانچہ
اسی دن دانہ نکلا اور اسکا منہ گل گیا اور اسی سے وہ مرگیا - اور ابن اللبان نے سید احمد
رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کی تو انکے دل سے قرآن و علم و ایمان
سب محو ہو گئے اور یہ برابر اولیاء اللہ سے فریاد کرتے رہے مگر کسی کی مجال نہوئی
کہ انکے معاملہ مین دخل دے - تب لوگون نے ان سے یاقوت عرشی کے
پاس جانے کو کہا - اور یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوکر اُن سے ہمکلام
ہوئے اور اُنہون نے قبر ہی سے جواب دیا - انہون نے عرض کیا کہ آپ جوانان
راہ خدا کے باپ ہین اس مسکین کی کمائی واپس کر دیجئے انہون نے کہا کہ اگر توبہ
کرے - چنانچہ انہون نے توبہ کی اور چوبات ان سے جاتی رہی تھی وہ پھر حاصل
ہو گئی - یہی سبب تھا جو ابن اللبان کو یاقوت رضی اللہ عنہ پر اعتقاد تھا - اور یاقوت رضی اللہ

عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی ان سے کردی تھی اور یہ اپنی بیوی کی پائینتی مین
بمقام قرافہ دفن ہوے - اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور انکا سید احمد رضی اللہ
عنہ کا امتحان لینا مشہور ہے - اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے (جنکی کنیت ابن
دقیق العید تھی اور جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث تھے) عبد العزیز دیرینی کو کہلا بھیجا
کہ میری طرف سے اِن مسائل مین اُس شخص کا امتحان لو جسنے لوگون کو اپنی طرف
مشغول کر رکھا ہے - پس اگر وہ تمکو اِن مسئلون کا جواب دے تو وہ ولی اللہ ہے
چنانچہ عبد العزیز انکے پاس گئے اور اُن مسائل کے جواب کے طالب ہوے -
انہون نے نہایت عمدہ جواب دیے اور کہا کہ یہ جواب کتاب الشجرہ مین لکھے ہوے
ہین - چنانچہ جیسا اُنہون نے کہا تھا ویسا ہی اُس کتاب مین لکھا ہوا ملا - اور عبد العزیز
دیرینی سے جب سید احمد رضی اللہ عنہ کو کوئی پوچھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ایسے
سمندر ہین جسکا ٹھکانا نہین معلوم ہوتا اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے عیسائیون کے
ملکون سے مسلمان قیدیون کو لے آنے - رہزنون کے مقابلہ مین لوگون کی
فریاد کو پہونچنے اور جسنے ان سے مدد چاہی اسکو مدد دینے کے واقعات اسقدر ہین
کہ دفترون مین نہین آسکتے - **مین کہتا ہون** کہ مینے ۹۴۵ ہجری مین خود اپنی
آنکھون سے عبد العال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا کہ اسکے بیڑیان
اور زنجیرین پڑی ہوئی تھین اور وہ مخبوط العقل تھا - مینے اُس سے حال پوچھا تو اسنے
کہا کہ مین فرنگی کے ملک مین تھا اور آخر شب مین مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کیطرف
رجوع کیا - بس فوراً وہ میرے پاس تھے اور وہ مجھے لیکر ہوا مین اُڑے اور یہان لاکر
انہون نے مجھے رکھدیا - چنانچہ یہ شخص دو دن تک وہان ٹھیرا رہا کیونکہ شدت پروانہ

سے اسکے سر مین چکر تھا۔

(۲۸۹) شیخ عارف کامل محقق مدقق یکے از اکابر عارفین باللہ سیدی محیی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

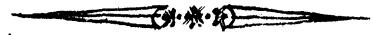

انکی کنیت ابن العربی الف لام تعریف کے ساتھ ہے جیسا کہ مینے انکے ہاتھ کا لکھا ہوا کتاب نسب الخرقہ مین دیکھا ہے۔ محققین اہل اللہ کا سارے علوم مین انکی بزرگی پر اجماع ہے جیسا کہ انکی تصنیفات شاہد ہین۔ اور جنھون نے انکا انکار کیا ہے اُن لوگون نے صرف انکے کلام کی دقت کی وجہ سے نہ کسی اور سبب سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص طریق ریاضت پر چلے بغیر انکے کلام کا مطالعہ کرتا ہے اُسکو لوگ اسوجہ سے بُرا سمجھتے ہین کہ مبادا اسکے اعتقاد مین شبہہ واقع ہوجاے اور شیخ کے مقصود کے مطابق اسکی تاویل اُسکو نہ سوجھے اور اسی حال مین وہ مرجاے۔ اور شیخ صفی الدین بن ابی المنصور وغیرہ نے انکو ولایت کبریٰ اصطلاح عرفان وعلم کے ساتھ متصف قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وہ شیخ امام محقق اجلاء عارفین ومقربین کے سردار صاحب اشارات ملکوتیہ ونفحات قدسیہ وانفاس روحانیہ وفتوح کونین وکشف مشرق وبصائر خارقہ وسرائر صادقہ ومعارف باہرہ وحقائق زاہرہ تھے۔ منازل انس مین مراتب قرب مین سے انکا مقام بہت بلند تھا اور مناہل وصل مین انکا مورد شیرین وخوشگوار معارج دنو مین سے

انکو اعلی بلندی حاصل تہی - اور احوالِ نہایت کی تکمین مین انکا قدم راسخ تہا - اور احکام ولایت کے تصرف مین انکو بڑی قدرت تہی - اور یہ اس طریق کے ایک رکن تھے - اور ایسا ہی انکے حال مین شیخ عارف باللہ محمد بن اسعد یافعی رضی اللہ عنہ نے لکہا ہے اور انکا ذکر عرفان وولایت کے ساتہہ کیا ہے اور ابو مدین رضی اللہ عنہ نے ان کو سلطان العارفین کا لقب دیا ہے - اور آدمی کے باطنی مقام پر سب سے زیادہ اسکا کلام دلالت کرتا ہے - اور انکی کتابین لوگون مین خصوصاً ملک روم مین مشہور ہین - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انہون نے اپنی ایک کتاب مین سلطان سلیمان بن عثمان اول اور اسکے فتح قسطنطینہ کی حالت لکہی تہی کہ فلان وقت مین وہ اسے فتح کریگا اور جیسا انہون نے لکہا تہا ویسا ہی واقع ہوا حال آنکہ انکے اور سلطان موصوف کے درمیان سو سال کا فاصلہ تہا - اس سلطان نے شام مین انکی قبر پر بہت بڑا گنبد تعمیر کرایا اور عمدہ مکیہ بنوایا ہے جہان لوگون کو کہانا اور خیرات دی جاتی ہے - اور جو کوتاہ نظر انکے منکر تھے اور انکی قبر پر پیشاب کرتے تھے وہ انکے مزار کی زیارت پر مجبور ہوے - اور میرے بہائی شیخ تلوکا حاجی احمد حلبی نے مجھے خبر دی کہ شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب انکا مکان واقع تہا ایک دن نماز عشار کے بعد منکرون مین سے ایک شخص آگ لئے ہوے شیخ کی تابوت کو جلانے آیا اور وہ قبر سے نو ہاتہہ کے فاصلہ پر زمین مین دہسا اور ہمارے دیکہتے دیکہتے زمین مین غائب ہوگیا اور اُسی رات سے اسکے اعزہ و اقربا اسکو ڈہونڈہتے پہرتے تھے - مینے اُن سے یہ ماجرا بیان کیا - اسپر اُن لوگون نے اس جگہہ کو کھودنا شروع کیا اور اُس شخص کا سر دکہائی دیا - مگر جیسے جیسے وہ کھودتے تھے وہ زمین مین دہستا ہی چلا جاتا

تہا۔ آخر لوگون نے مجبور ہوکر اسکو مٹی سے بہر دیا۔

شیخ رحمہ اللہ پہلے عرب کے ایک بادشاہ کے منشی تہے۔ اسکے بعد زہد و عبادت و سیاحت اختیار کی۔ اور مصر و شام و حجاز و روم پہونچے اور جس جس شہر مین پہونچے وہان کتابین تالیف کین۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام جو مصر کے شیخ الاسلام تہے انکی بہت بڑائیان کیا کرتے تہے مگر جب شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت مین پہونچے اور اس گروہ کے احوال سے واقف ہوئے تب انکو ولایت و عرفان و تعلیت کے ساتہہ یاد کرنے لگے۔ شیخ رحمہ اللہ نے ۶۳۸ھ چہہ سو اڑتیس ہجری مین عالم بقا کا سفر کیا۔ مینے اپنی کتاب تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء مین انکے علوم و احوال پر بحث کی ہے اسکو دیکہو واللہ اعلم

(۲۹۰) شیخ داؤد کبیر بن ماخلار رضی اللہ عنہ

سیدی محمد وفی شاذلی رضی اللہ عنہ کے پیر یہ حاکم اسکندریہ کے گہر مین سپاہی تہے اور حاکم کے سامنے بیٹہا کرتے تہے۔ اور دونون مین اشارہ مقرر تہا جس سے قابل سزا و قابل برأت معلوم ہوجاتا تہا۔ چنانچہ اگر یہ اشارہ کرتے کہ یہ بری ہے تو وہ اسکو رہا کر دیتا تہا اور اگر اشارہ کرتے کہ جو الزام اسپر ہے اُسکا یہ مرتکب ہے تو اسکو سزا دیتا تہا۔ اور وہ اشارہ یہ تہا کہ اگر یہ اپنی ڈاڑہی کو پکڑ کر سینہ کیطرف کھینچتے تہے تو سمجہا جاتا تہا کہ وہ مجرم ہے اور اگر اوپر کیطرف تو یہ کہ بری ہے۔ اور تصوف مین بلند

مضامین انہون نے بیان کئے ہین۔ حال آنکہ اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا
اپنی کتاب مسمی بہ عیون الحقائق مین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ارشاد انما الاعمال بالنیات[ع] اور انما لکل امرئ ما
نوی[ع] کی نسبت کہا ہے کہ تمہاری نیّت مین جسقدر بلند ہمتی ہوگی اُسی قدر تمہارے
دانائے راز کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ دوری وحجاب
کے سبب سے علل واسباب ہین اور جسنے اپنے قلب کو منور کیا اسنے جانا کہ
رب الارباب کے سامنے فروتنی بغیر کسی سبب کے ضروری ولازمی ہے۔ اور ان کا
قول ہے کہ دل کے دو نور ہوا کرتے ہین ایک تو عنایت ورحمت کا جس سے وہ
قصد کرنیوالون کو کھینچتا ہے اور دوسرا فیض وعزت وقہر کا جس سے وہ دور رہنے والون
اور کجی اختیار کرنے والون کو دفع کرتا ہے کیونکہ وہ فضل وعدل کے دونون
دائرون مین گھومتا رہتا ہے پس جب فضل کے ساتھ تعینات کیا جاتا ہے تو ظاہر
ہوتا اور اپنی طرف کھینچتا اور نفع پہونچاتا ہے اور جب عدل وغلبہ کے ساتھ متعین
ہوتا ہے تو حجاب مین اور پوشیدہ رہتا ہے اور ہنکالتا ہے اسی لئے بعض رخ
کرتے ہین اور بعض پیٹھ پھیرتے ہین۔ اور جیسے جیسے بندہ کا علم بڑھتا ہے اُسکی
محتاجی وطلب بڑھتی ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے کیونکہ جہل کی حالت مین وہ
علم کا طالب ہوتا ہے اور علم کی حالت مین علوم کے جلارکا اور معلومات کے اسقدر

ع اعمال نیتون ہی پر موقوف ہین ۱۲ ع ہر شخص کو وہی ملے گا جو اُسنے نیت کی ہے ۱۲
یہ دونون صحیح متفق علیہ حدیثین ہین ۱۲

درجے ہین کہ نہ اُنکے منتہی کا کچھ پتہ ہے اور نہ اُنکے مقصود کی بلندی کا - ہاے عجیب و غریب تشنگی ہے کہ جسقدر زیادہ سیراب ہوتی ہے اُسیقدر زیادہ شعلے بھڑکتے ہین - اور ایک وہ اسرار ہین جنپر علم اُترتا ہے اور دوسرے وہ ہین جو ترقی کرکے علم تک پہونچتے ہین اور اِن دونون مین اعلیٰ اول الذکر ہین کیونکہ جب علم ان پر وارد ہوا تو یہی اُسمین اصل ٹھیرے اسلیئے اسرار کی نشانیان چھپی رہین گی اور اُنکے علوم ظاہر رہینگے اور اُنکے شواہد دقیق ہونگے اور جب اسرار ترقی کرکے علوم تک پہونچین گے تو علوم کے جام مین اسرار کے مزہ کی آمیزش رہیگی اور اُنکی بخششون کے خلعت اسرار کے جنس لباس سے ملتے جلتے ہونگے اسلیئے اُن مین ایک قسم کا اخفا و اشکال ہوگا - اور ظاہر کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر صاف و واضح ہوگا اور باطن کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر بلند اور ادراک کے نزدیک دقیق اور مائل بخفا ہوگا کیونکہ پوشیدہ چیز کا عالم بھی پوشیدہ ہوگا بخلاف ظاہر کے اور یہ بھی ہے کہ ظاہر کے عالم کا علم اس دار ناپائدار کے ساتھ چلا جائیگا کیونکہ اس کا مدار تکلیف پر ہے البتہ اُسی صورت مین باقی رہے گا جب اُسمین صدق اور خالص اللہی کیلیئے جزا و ثواب ہوگا - اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتون اور اسکی کتابون اور اسکے رسولون پر ایمان لانیکے بعد سب سے بڑی نعمت اُس نور ولایت پر ایمان لانا ہی جو اسکے خلق مین ہے عام اس سے کہ وہ اُسی بندہ کی ذات مین ظاہر ہو یا بندون مین سے کسی اور مین کیونکہ جیسا یہ مطلوب ہے کہ جو نور غیر ہے اُسپر ایمان لایا جاے ویسا ہی یہ بھی مطلوب ہے کہ جو نور ولایت خود اُسمین ہے اُسپر بھی لائے - اور لوگون کی دو قسمین ہین ایک قسم تو دنیا مین اور اسکی سلطنت اور اسکے شعائر دین کے قائم رکھنے مین مشغول ہے اور یہ علماء رسمیین کی کفالت

مین ہے اور دوسری قسم وہ ہے جنکی ہستین اُن باتون کے حاصل کر لینے کے بعد
جو اگلون نے حاصل کی تہین اسرار کے سمجھنے اور ایسے شخص کی جستجو کرنے کی
طرف بلند پرواز یان کرتی ہین جنکے سہارے سے تحقیق کی منزلین طے کرے
وہ عارفون کی کفالت مین ہے - عبادت سے تمہارا سب سے بڑا مقصود صرف معبود کا
قرب ہونا چاہیے نہ اجر و ثواب کیونکہ جب تمکو بارگاہ مین آنے سے سرفراز کیا جائے گا
تو وہین سارے اجر اور ان سے بھی اعلیٰ چیزین ہین بعدہٗ تمکو ایسی نعمت عطا ہوگی
کہ خود تمین نعمت دہندہ ہو جاؤ گے - اور انکا مقولہ ہے کہ کل کی برداشت جزء سے
نہین ہو سکتی - اور انکا قول ہے کہ جسکی ولایت کسی بڑے شخص کے باعث درست
ہوئی اُسکے باطن مین اُسیکا نور ظاہر و پوشیدہ محیط رہے گا اور حضرات قرب مین سے
کسی حضرت مین داخل نہو گا مگر وہ اسکے ساتھ رہے گا - اور جب محجوب شخص عجیب
و غریب علوم و فہوم کی باتین کرے تو اسکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ غیب کے
قلم کی سیاہی فیاض ہے - اور عارفون کے قلوب سے یہ نہین ہو سکتا کہ بغیر یقین کے
خبر دین - اور عارف کی زبان وہ قلم ہے جس سے قلوب مریدین کے تختون پر لکھا
جاتا ہے پس اکثر تمہارے قلب کے لوح پر وہ بات لکھدی جاتی ہے جسکے معنی
تم نہین جانتے اور جب اُسکی نشانیان ظاہر ہوتی ہین تب اسکے معنی ظاہر ہوتے
ہین - اور انکا قول ہے کہ قلب روح کے نور کا سایہ ہے اور روح سر کے نور کا
سایہ ہے اور سر اُس حقیقت اولیٰ کے شعاعون کی تجلی کا مظہر ہے جو اوائل نکوین
مین تھی - اور نفس قلب کے عالم شہادی کی سیاست کیطرف متوجہ ہونے اور عالم شہادت
کی تدبیر پر التفات کرنے کا نام ہے - اور قلب کا لا الہ الا اللہ کے ساتھ متوجہ رہنا

دینا بہر کے عمل سے جو اللہ عزوجل سے اغراض کے ساتھ ہو بہتر ہے - اور عارف کا اثر
اُس سے تعلیم پانے والون مین اسکی امداد و ایثار کے سبب سے خود انکے اعمال و اذکار
کے اثر سے کہین زیادہ ہوتا ہے - اور عارف کا دل آگ کی طرح آدمی کا جلنے والا ہے
نہ باقی رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے - اور سب سے بڑا گناہ ماسوی اللہ کا شہود ہے یعنی اسکا
ایسا شہود جو اپنی ذات سے قائم ہو - اور قلب کا اللہ کیطرف رُخ کرنا ایسی نیکی ہے کہ امید
ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی گناہ مضر نہ کرے اور قلب کا اللہ سے مُنہ پھیر لینا وہ بُرائی
ہے کہ اسکے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہین کر سکتی - اور غافل کا شہود دسم قاتل ہے - اور
جب اللہ عزوجل کسی بندہ پر کرم فرماتا ہے تو اُس سے اسکی خصوصیت کے شہود کو
الگ کر دیتا ہے اور اسکی عبودیت کی تحقیق مین اسکو جماتا ہے اسلئے جب بندہ اپنی
عبودیت کے حقوق کی نگہداشت سے غائب ہوتا ہے تو اسکی نسبت شطح[۵۸] و انبساط
وحدود ادب سے تجاوز کرنے اور سیدہی راہ سے ٹل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے -
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے اور ولی کو الہام ہوتا ہے اور مومنون کے قلوب
اولیا کے قلوب کے سایہ مین ہوتے ہین اور اولیا کے قلوب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
قلوب کے سایہ مین اور انبیاء کے قلوب اُن انوار عنایت و امداد کے سایہ مین ہوتے ہین
جو انکے باہین نازل ہوتے اور جنکے بعد شاہد کا ظہور ہوتا ہے - اور یہ شان نہین ہے کہ
خفا رہین خفا ہو شان تو بس یہ ہے کہ ظہور مین خفا ہو - اور کشائش کا سب سے بڑا دروازہ
بندہ کا اپنی غفلت سے بیدار ہونا ہے - اور ان نفسون سے بچتے رہو کیونکہ انکی ملاعنون مین

---

۵۸ شطح ایسے کلمہ کو کہتے ہین جس مین رعونت و دعوے کی بو پائی جاے اور یہ محققین
کی لغزشون مین داخل ہے - ۱۲ مترجم

کھوٹ اور آفتین ہوا کرتی ہین۔ اور جسنے موجودات کی طرف قلب کی نگاہ سے دیکھا
وہ حجاب یا حساب یا عذاب مین مبتلا ہوا۔ اور نبوت کے نور سے ایمان چمکتا اور اعمال
وزنی ہوتے ہین اور ولایت کے نور سے عبادتین پاک و صاف ہوتی اور احوال
نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اور جب فرزند آدم دنیا و آخرت کے مصالح انجام نہ دیتا ہو تو وہ اسکا
جہاد کیطرح ہے اور اگر معصیت و بدی مین مشغول ہو تو وہ شیطان جیسا ہے اور اگر دنیا و آخرت کے
معاملہ مین مشغول ہو تو وہ حیوان کے مانند ہے اور اپنی فکر مین اُس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ
کی ہو مشغول ہو تو وہ فرشتہ کا سا ہے۔ پس خدا تجھپر رحم کرے دیکھو کہ کس درجہ مین تم شامل ہونا چاہتے
ہو۔ اور اولیا مین سے بعض اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرتے ہین اور
بعض غیب کے خزانہ سے۔ پس اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرنیوالا محصور ہے
اور خزانۂ غیب سے باتین کرنیوالا غیر محصور ہے۔ اور خلائق کے دلون مین جون جون
تاریکی بڑھتی جاے گی دون دون عارفون کی زبانین زیادہ صراحت کے ساتھ حقائق کو
بیان کرینگی کیونکہ دیکھنے والون کی نگاہون سے محفوظ ہین۔ اور جو کچھ تمنے پایا اگر
اسپر قانع ہو گئے تو تمنے کچھ نہین پایا کیونکہ نعمت نعمت دہندہ سے ملنے کا شوق
دلاتی ہے۔ اور اگر تمنے پایا اور نعمت دینے تمکو بہکا کر نعمت دہندہ کی طرف کھینچا تو یہ اور نعمتون
کے ملنے کا مژدہ ہے اور اسی لیے بعضون نے کہا ہے کہ اللہ کافر کو نعمت نہین دیتا ہے
وہ تو نقمت (سزا سے کردار) ہی ہوتی ہے۔ اور حقیقت کی شان اس سے کہین
بڑی ہے کہ بشریت اسکے ملنے کا محل ہو لیکن جب وہ چاہتا ہے کہ اسکو تم تک پہونچاے
تو تمہارے قلب مین اک شعاع ڈالکر اسکو حقیقت سے ملاقی ہونے کا محل بناتا ہے اسلیے
تم حقیقت کو اس شعاع سلطانی کے سبب سے پاتے ہو نہ اپنے سبب سے ۵

اپنی ہی آنکھ اُسنے عاشق کو بھیج دی	کب نگاہِ غیر اُسپر ہے پڑی

اور حقیقت کی شان اس سے کہین اعلیٰ ہے کہ اُسکی جزا مخلوق سے ہو سکے اسکی جزا رب العالمین سے طلب کیجاتی ہے - اور کسی مرید سے ہو نہین سکتا ہے کہ اپنے پیر کو جس سے اسنے تعلیم پائی ہے کبھی بدلہ دے سکے کیونکہ جو چیزین اسنے حاصل کی ہین اُنکا بدلہ اعراض سے کیونکر ہو سکتا ہے - اور علماء ظاہر کے قلوب عالم صفا اور کدورتون کے مظاہر کے بیچ مین واسطے ہین اور یہ اُن عامیون پر رحمت کیلئے ہے جو معانی غیبیہ و ادراکات حقیقیہ تک نہین پہونچے ہین - اور اہل تصوف وہ لوگ ہین جنہون نے اجسام سے انکے ادراک کیطرف سفر کیا اور بارگاہ وفا مین اُترے اور محل صفا مین داخل ہوئے - اور سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشق معشوق کے سوا اور کے دروازہ پر ٹھیرے - اور کریمون سے سوال مین ہٹ کرو اور اگر تم عطا کے سزاوار نہو گے تو اُنکے اخلاق بہت پسندیدہ ہوتے ہین - اور کوئی طلب کبھی اپنے پیدا کرنیوالے کیلئے ذلیل نہو اگر اسنے اُسکو تو رونیکی بخشی - اور کسی مرید کی ہمت اپنی رفتار مین کبھی کسی ہستی کے پاس کسی ہستی کے لیئے نہ ٹھیری مگر منادی تحقیق نے اُسکو للکارا کہ جسکے ساتھ تو ٹھیرا ہوا ہے اسکے وجود کو ثابت کر - اور اپنے ایمان کا تکیہ گاہ انسانی غور و فکر کے نتیجون کو نہ بنا بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف بھاگو اور اس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈھو بلکہ ایمان کو اللہ عزوجل کی مدد سے چاہو - اور انہین سے دوسری روایت مین یہ ہے کہ اگر تم راہ واضح و روشن پر چلنا اور اقتصار کے رتبہ پر پہونچنا اور اعلیٰ مرتبہ والون کا اقتدار کرنا چاہتے ہو تو دیکھو ہرگز اپنے دین و ایمان کو عقل و فکر کا نتیجہ اور معقولیون کے دلائل پر موقوف نہ سمجھنا بلکہ اعلیٰ مقام اور نادر الوجود منزل

کی طرف چڑھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات وانوار کی مدد چاہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تم پر احسان کرکے اپنے پاس سے ایسی مدد پہونچائے کہ تمکو کسی غیر کی حاجت نہ رہے اور وہ اپنے نور سے تمہین اپنی طرف کی راہ دکھائے تاکہ اُسمین تم صرف اُسی کو دیکھو اور یہ کہو کہ اے میرے پروردگار مین تیری پناہ ڈھونڈتا ہون کہ میرا ایمان تیری نسبت اور تیری اُتاری ہوئی کتابون کی نسبت اور تیرے رسولون کی نسبت ایسی فکر سے مستفاد ہو جسمین نفسانی اوصاف کی آمیزش نہو یا جو ایسی عقل کیطرف مستند ہو جو طینت بشریہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ تیرے نور مبین اور تیری اعلیٰ مدد اور تیرے نبی مصطفےٰ کے نور سے مستفاد ہو۔ اور اگر تم ولی کے نور کی معرفت تک پہنچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے طالب ہو پس وہین تم اسے پاؤ گے کیونکہ اولیا اسکے غیب کی امانتین اور اسکے بارگاہ کی پوشیدہ چیزین ہین۔ اور اعمال وعلوم واحوال کی نسبت یہ نہ چاہو کہ وہ تمام بشری آمیزشون سے خالص و پاک ہون ورنہ تکلیف مالایطاق مین پڑجاؤ گے اور جسکا وجود ممکن نہین ہے اُسکو شہود وضبط گمان کرنے لگو گے بلکہ آب وخاک کی نجاست اور مدرکون کے ادراک سے پوشیدہ چیز کے خون کے بیچ مین سے خالص[ع] دودھ نکلتا ہے جو پینے والون کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور بدکارون کی کثرت اور نیکوکارون کی قلت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ گو انکی تعداد کثیر ہے مگر انکا معاملہ حقیر ہے اور اگرچہ انکا شمار کم ہے لیکن انکا معاملہ اہم ہے۔ انکی ظاہری باتون کے سامنے اور اُنکے زوال پذیر معانی جو حقیقی نہین ہین بہت ہین اسلئے وہ

ع۵ دیکھو جزو ۱۴ پارہ کا پندرہوان رکوع آیت ۶۶۔ نُسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ۝

گہاس بات کیطرح عالم فانی مین داخل ہین کیونکہ انکے کالبد بنات کے ہین جو معانی نورانیہ سے خالی اور نفوس خسیسہ ارضیہ سے معمور ہین انکی آبادی کی علامتین معانی رذیلہ حیوانیہ اور صفات اشکال شیطانیہ ہین اُنکا بہت بھی تھوڑا اور اُنکا ذی عزت بھی صاحب ذلت ہے وہ چوپایون کیطرح بلکہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہین اور یہی لوگ تو غافل ہین - اور ان نیکوکارون کی ظاہری تعداد قلیل اور باطنی امداد کثیر ہے انمین کا ایک آدمی اپنے جنس کے نیکوکارون مین سے بہترون کے برابر سمجھا جاے گا پھر اُن لوگون کے مقابلہ مین جنکا کچھ بھی وزن نہین ہے اپنے انوار کی وسعت کے اعتبار سے اسکا کیا کچھ وزن نہوگا - اور جن لوگون کی کچھ بھی قدر نہین ہے اُن کی مقدار زیادہ ہونے سے اُنکی وقعت زیادہ نہین ہوسکتی - اور جون جون بندہ مومن خلوص سے حقیقت ایمان کی تجدید کرتا ہے دون دون اُسکی یہ تجدید عالم کون کے فنا کی مقتضی ہوتی ہے - اور غنی الاعظم کے سایہ مین فنا اکبر کے اندر آجانا نعمت عظمی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ اور حدیث مین ہے کان اللہ ولا شئ معہ - اور لوگون نے کہا ہے ؎

چھپا اسکے دامن مین اہل زمان سے	لگا دیکھنے دوسرون کو مین دان سے
مجھے پر کسی نے نہ دیکھا نہ جانا	کہ ہے نام کیا اور کہان ہے ٹھکانا

اور انکا قول ہے کہ وہ مرد نہین ہے جو استعمال کرنیکے لئے مکروہ ابتا دے بلکہ مرد تو وہی ہے جو اُسکی حضرت مین تمہاری دوا کرے - اور اعلی درجہ کا نور وہ ہے جو قلوب

ع دیکھو نون پارہ کا بارہوان رکوع آیت ۱۷۹ - اُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا اُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۵

ع پہر انکو پڑے چھک مارنے دو کہ کھیل بنا لیا کرین (پارہ سات سترہوان رکوع - آیت ۹۱)

واسرار مین تیر جاے اور اس دار نا پائدار کے ختم ہونے تک ظاہر نہو اور یہ اسوجہ سے
کہ وہ جلد ظاہر ہونیوالے سے زیادہ پائدار زوردار بلند و اعلیٰ ہوتا ہے - اور تم غور سے دیکھو
تو معلوم ہوگا کہ جو انے دیر سے اُگتے ہین وہ دوسرون سے جو اسطرح کے نہین ہوتے
زیادہ تر پائدار زوردار اور اوپر کو جانیوالے ہوتے ہین - اور اللہ تعالیٰ کی یا اللہ تعالیٰ
کی راہ کی ذرہ برابر محبت کو بھی ڈھیرون اعمال کے بدلے نہ بیچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جسکو دوست رکھتا ہے اُسی کے ساتھ رہتا ہے - اور
ایک آدمی دوسرے سے معانقہ کرتا ہے مگر دونون مین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی ہے
اور زبان ایک باطن کی ہے ایک روح کی ایک قلب کی اور ایک عقل کی اور یہ
اپنے اصل باخدا اور اصلی سرچشمون سے پہچانی جاتی ہین اور عارف کامل ان مین
سے ہر ایک کو اُسی کی زبان اور اُسی کی لغت مین خطاب کرتا اور اُسی کے جام مین
اپنی شراب ڈالتا ہے - اور زود ہستی نہین ظاہر ہوتا ہے مگر غنچۂ معرفت کے غالب
ہونے کی صورت مین اور اگر معرفت نہوتی تو زود ہستی کبھی پکڑا نہ جاتا اور اگر دوسری
تشبیہ دیکر کہنا چاہتا ہو تو یون کہو کہ ہستی کا ستارہ روشن نہین ہوتا ہے مگر آفتاب
معرفت کے نظر نہ آنے کی حالت مین اور جب توحید کے مشرق سے معرفت کا
آفتاب طلوع ہوتا ہے تب آثار کے ستارے اور اغیار کے تارے ڈوب جاتے
ہین اور اگر لوگ دلی کی قدر جانتے تو ضرور ہر آدمی سے باادب پیش آتے کیونکہ سب
کا یکسان لباس اور ایک سی صورت ہے اور جب علم والے تمکو کسی بات کا حکم دین
یا کسی بات پر ڈانٹ بتائین تو حکم کو مان لو اور ڈانٹ کی جگہ مین مرک جاؤ گو تمہارا مقام
اعلیٰ اور منازل قرب مین تمہارا مرتبہ بہت نزدیک ہو کیونکہ اسمین اللہ تعالیٰ کا ادب

اور اسکے حق حکمت کا پورا کرنا اور اوامر الہیہ کے حدود کے پاس رک جانا ملحوظ ہے
اسلیے کہ بادشاہ کے ہمنشین کا کمال ادب یہ ہے کہ جب دربان ڈانٹے تو شاہی
آداب کی تکمیل کے خیال سے سر تسلیم خم کردے۔ اور کبھی کوئی علوی یا سفلی کرشمہ
ظاہر نہین ہوتا مگر وہ حضرت ربانیہ اور معرفت خفیہ کے نور کی دلیل ہوتا ہے اور جب سے
معارف ایسے ہین جنکی نہ کوئی مثال ہوتی ہے اور نہ کسی ذی بصیرت دل مین اُن کا
تصور آتا ہے۔ اور جب تیر معرفت کسی قلب کے ایمان کو نشانہ بنائیگا تو ضرور اُسپر جاکر بیٹھے گا
خطا نہ کرے گا۔ اور یہ عالم بہ تدریج پیدا ہوا ہے پس جب پیدائش آخری دائرہ اور
نشاۃ ثانیہ کیطرف متوجہ ہوئی تو آسمان بمنزلہ باپ کے ہوگیا اور زمین بمنزلہ ماں کے اور
پیدا ہونے والا ایک دفعہ مین ایک ہی تھا اسلیے آدمیون کی روئیدگی کے دانے
زمین کے بطن سے ایک ہی روئیدگی کے حکم مین ثابت ہوے۔ اور جب عارف
کی زبان معرفت مین گویا ہوتی ہے تو اُسکا سارا وجود خاموش ہوجاتا ہے۔ اگر نفوس
اُس چیز کی قدر جانتے جسکی طرف بُلاے جاتے ہین تو اسکی طرف جانے مین اپنے
بُلانیوالون سے پیشقدمی کرتے۔ اور دنیا کی شراب نہ پیو مگر اُسکو شراب آخرت کے ساتھ
ملانے کے بعد اور یہ اسلیے کہ تم محفوظ رہو۔ اور کوئی جدید وقت ایسا نہین ہے جسمین
جدید مدد نہ آتی ہو جو کُرّاروں کا طِ وقت کو پہونچتی ہے کیونکہ یہی وقتی مدد کے اہل
اور اسکے سفیر ہین اور اثر مین آیا ہے کہ "تمہارے اس دہر مین تمہارے رب کے
نفحات ہین اسلیے سن رکھو کہ اللہ تعالی کی رحمت کے نفحات کے سامنے آؤ" اسمین وقتی
مدد کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی کوئی حقیقت کسی عارف پر وارد ہوئی مگر اس کا
شہود سلطان انوار حقیقت کے نیچے دب گیا لیکن جو شخص اس سے سننے والا ہے

اُسکے شہود کا باقی رہنا ممکن ہے باوجود اسکے کہ وہ حقیقت اُس سے اسکو پہنچی
ہی ہو کیونکہ اسکے پاس وہ بشر کے ذریعہ سے آئی ہے۔ اور ارواح اشباح (اجسام)
مین چھپ گیئن کیونکہ اس جہان مین اشباح ظاہر ہین اسلئے لوگون کو اُسی کے ساتھہ
اعتنا رہوتا ہے اور بندہ اپنے ظاہر کے شہود مین مشغول ہوکر قلب و باطن کی نگہداشت
سے غافل ہوجاتا ہے اور صاحب توفیق سعادتمند وہ ہے جو اپنی روح کے لئے
زحمت اُٹھاکر اُسکو ظاہر کرتا اور اسکی اصلاح حقیقت مین مجاہدہ کرکے اُسکو رہائی
دلاتا اور آزاد کراتا ہے۔ اور وہ بڑا شخص نہین ہے جو اپنے امور بشریہ کو تمسے چھپا کر
اپنے آپ کو تمسے مخفی رکھے بڑا آدمی وہی ہے جو امور و اوصاف بشریہ کو ظاہر کردے
بعدہ کہ بشریت پر تحقیق کے آثار تمہارے سامنے نمایان کرے اور اسکے چھپے ہوئے
خزانہ سے غیب کے ذخیرے نکالکر بتاوے اور اسمین اللہ تعالی کے اس قول کے
سمجھنے کا اشارہ ہے ع قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (اے محمدؐ! تم کہو کہ
مین تو تمہارا ہی جیسا بشر ہون مجھپر وحی آیا کرتی ہے) اور عارف کسی حال مین غیر اللہ
تعالی کے ساتھہ نہین رہتا اور نہ اُس چیز کے ساتھہ ٹھیرتا ہے جو حق سے اُس کے
لئے ظاہر ہوتی ہے اور جب اُسکے ساتھہ ٹھیرا تو اسکے باعث اپنے پروردگار سے
محجوب ہوگیا۔ اور سب سے مفید دوا کے پینے والے صورت کے سبب سے اُسکو پانی
سمجھتے ہین مگر اُسمین سب بیماریون سے شفا ہوتی ہے یہی حال دلیون کا بھی ہے
کہ جو آدمی اُنکو عوام کی صورت مین دیکھتا مگر اُنکے پاس پہونچ جاتا ہے اُسکو وہ اپنے
پروردگار کی بارگاہ مین پہونچا دیتے ہین مگر وہ غافل رہتا اور اپنے مقام کو نہین جانتا ہے

ع پ ۲۴ سورہ حم سجدہ کی چھٹی آیت ۱۲

بعد جب اُسکا قلب منور ہوجاتا ہے تب اُسکو پہچانتا ہے - اور سلطان نور تجلی کے سامنے آدمی ثابت قدم رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اسکی وجہ یہ ہے کہ طینت بشر کا خمیر اصل اصیل سے ہے بخلاف پہاڑ کے - اور زبانین تین ہین ایک تو زبان سے نقل کرنیوالی دوسری قلب سے نقل کرنیوالی اور تیسری غیب سے نقل کرنیوالی - پس پہلی محض ناقل ہے دوسری عالم ہے اور تیسری عارف ہے - اور زبان کی زبان ہوا کی ہوا ہے - اور قلب کی زبان سیدہی راہ کیطرف رہنما ہے - اور غیب کی زبان عالم محو و فنا کے جانب اشارہ کرتی ہے اور ادنی فرع اعلی اصل مین پیچیدہ ہے - اور علوم کا مہر فہم کا حُسن ہے اور حقائق کا مہر حقائق کے غلبہ مین فنا ہوجانا ہے - اور عارف کا نفس جو معیشت حیات دنیا کی سیاست پر مقرر کیا گیا ہے اسکے نور معرفت کے تحت مین ایک شاگرد اور اسکی روح کے ہاتھ کے نیچے ایک مرید ہے جو سارے شاگردون کے ساتھ تعلیم پاتا اور کل مریدون کیطرح تربیت کیا جاتا ہے اور اُسکی خصوصیت پر ویسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا اور مومن جنکو خدا چاہتا ہے اور اسکے علوم ربانیہ کے حقائق اور اُسکے مقامات علویہ کی واقفیت سے معزول رہتا ہے کیونکہ یہ سب ایسے اسرار غیبیہ ہین کہ علماء ظواہر انپر مطلع نہین ہوتے صرف انکے ظاہری آثار کو جان سکتے ہین - اور اگر تجلیات وانوار سے غیب مین تیری آواز نہ پہونچے تو طاعت واذکار سے پہونچا - اور اگر کسی پر ایک ہی وقت مین نت نئی بیداریان طاری ہون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ اُسمین چند غفلتین ہین اور خصوصیت والون کے لئے بیداری نہین ہوتی کیونکہ اُنمین غفلت ہی نہین ہے - اور جب تم اپنے نطفہ کی پیدائش مین

اُسکی تخلیق وتصویر کے محتاج ہو تو اپنی حقیقت اصلیہ کی ہدایت مین کیونکر اُسکی
عنایت وتنویر کے محتاج نہوگے - اور اللہ عزوجل نے کہا ہے کہ اے میرے
بندے جب تو مجھسے ایسی حالت مین ملے گا کہ تو میرا چاہنے والا ہوگا تو جسقدر
موجودات ہین اتنی ہی تیری نیکیان لکھون گا - اور بہت سے بندے جو اپنے
نفس کو اسقدر ذلیل سمجھتے ہین کہ اُنکو تعجب ہوتا ہے کہ وہ موجود کیون ہوا اُنکو
جب فضل کا خلعت عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے شرماتے ہین کہ اُسکا وجود کوئی
اللہ کے ساتھہ مشہود کیون ہوا - اور اُن تروتازہ خبرون کے سننے کو واجب جانو
جو غور وفکر سے پیدا نہین ہوئی ہین کیونکہ یہ دلون کی وہ آئینہ ہین - اور تمہاری ذات
آئینہ ہے اور تمہاری ذات کی شکل تمہاری ذات کی آئینہ ہے - اور جب تم نے
دیکھنے والے کو دیکھا تو دیکھہ لیا - اور جو حقیقت ایسی جلوہ گر ہو کہ اُسکے غلبہ مین اُسکے
شہود کا شاہد غائب ہو جائے وہ مشہد حق ہے اور اگر غائب نہو تو اُسکے شہود مین
آمیزش وتلبیس ہے - اور خود روحون کی کوئی صورت نہین ہے اور جو ہے وہ اجسام
کے اعتبار سے ہے اسی لئے جب بنی آدم نے نافرمانی کی تو ارواح کے اشتمال
کی وجہ سے برائی ظاہر ہوئی کیونکہ عالم ارواح کا جب ظہور ہوگا تو اُسکے رب کا شہود
ہوگا اور اس شہود کی صورت مین عصیان کہان - اور سب سے نادر الوجود چیز طلب
مین خلوص کا پایا جانا ہے اور اسی کے لئے بہگ قبول ہے اور ان دونون سے
زیادہ کیا باب وصول پر دسترس ہے - اور وہ چیزین ایسی ہین جن پر بہت کم دل جارہا
ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے باہر آجانا - اور عمدہ بات یہ
نہین ہے کہ تمہارے معشوق کی تجلی ہو اور تمہارا رقیب موجود نہو بلکہ عمدہ بات یہ ہے

کہ رقیب کے رہتے ہوئے تمہارے حبیب کی تجلی ہو۔ اور عارف کو اگر خلق اسلئے تلاش نہ کرے کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہونچے تو اللہ تعالیٰ کے حق کے اقتضاء سے وہی اُسکو تلاش کرے گا۔ اور جنت مطلوب ہے اور دوزخ طالب ہے اسی لئے اُس سے طلب کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس سے بھاگنے کا۔ اور مہربان باپ اپنے چھوٹے بچہ کو اس طور پر طبیب کے پاس بھیجتا ہے کہ اُسے خبر نہیں ہوتی اور طبیب کو کہلا بھیجتا ہے کہ اُسکے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آنا اسکا احسان مجھ پر ہوگا اور اُسکو نہ بیماری کی خبر کرنا نہ علاج کی اسی طرح عارف سے کہا جاتا ہے کہ میرے بیمار بندے جب تمہارے پاس آئیں تو اُن کا اُن آسانیوں کے ساتھ جو ہمنے تمہاری ہیں اس طور پر علاج کرنا کہ وہ خبر نہ ہوں اور اُنکو اُنکی بیماری و دوا سے واقف ہونے کی تکلیف نہ دینا کیونکہ لمبا اوقات اُن پریشان گذرے گا اور تم بھی اُن سے اسطرح پیش آنا جسطرح ہم پیش آتے ہیں کیونکہ تم تو ہماری طرف بلانیوالے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنیوالے ہو دیکھو ہمنے اُنکو اپنی بارگاہ اور اپنی جنت کی طرف بلایا ہے اور وہ نہ اسکو جانتے ہیں اور نہ عارفوں کے سوا حقیقت ہیں حقائق کے کنہ کو پہچانتے ہیں۔ اور اسرار و انوار میں باہم کشاکش ہوتی ہے اور اُن میں سے ہر ایک اپنے جام کا دور دوسرے کو دیتا ہے پس دونوں پر نشہ چڑھتا ہے اور دونوں اپنے وجود سے غائب ہوجاتے ہیں پھر تو نہ اسرار ہوتے ہیں اور نہ انوار۔ اور لعنت اور بہت بڑی لعنت تمسے خطاب ہے گو ایک ہی لفظ سے کیوں نہو۔ اور عارف اُس چیز کی رویت کیلئے جو اشرف و اعلیٰ و بزرگتر ہے دولت جہان سے دست بردار ہوگئے ہیں۔ اور عابد اپنے نفس کے فعل

سے دشمنی رکھتے ہین اور عارف خود اپنے نفس ہی سے - اور لا الہ الا اللہ کہنے کی
اسقدر پابندی کرو کہ لا الہ الا اللہ کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ سے غائب ہوجاؤ - اور لوگون کو
عارف محقق سے انکار شرک ہی روکتا ہے کیونکہ عارف انکو حضرات جمع و تفرید مین
دہنساتا ہے اسلئے انکے نفوس انوار کی آگ کی گرمی سے اغیار کے سایون کی طرف
بہاگتا ہے - اور جسکو اللہ تعالی سے محبت ہوگی وہ ہر چیز کو جسکا سبب وہ ہے دوست
رکھے گا جیسا کہ نبی عام کے مجنون کا قول ہے ؎

ترے سبب سے یہ کالے بھگے لگے مجکو	سگ سیاہ نظر آتے ہین سگے مجکو

اور عارف جب اپنے آثار بشریہ کی شکایت کرتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ
ہم تو تیرے ذریعہ سے جس کے دائرون کو اُسی طرح آباد کرنا چاہتے ہین جسطرح
قدس کے دائرون کو تجھسے پہلے آباد کیا ہے - اور روز اوّل گوشت و پوست
کے بازو لیکر دنیا مین آیا اور اُسکے اوپر آسمان ہے اور نیچے آگ ہے پس اگر اُسنے
اپنے بازوون اور پرُ پرزون کی پرورش کی تو اُڑا اور اگر اُنکر اپنی حالت پر چھوڑ دیا تو
آگ مین گرا اور حدیث مین آیا ہے کہ مؤمن کا لوتھڑا ایک پرندہ ہے جو بہشت کے درخت
مین لٹکا رہتا ہے اور یہی قمار کا ایک قہر ہے کہ بہت سی چیزون کا تمکو مشاہدہ کرائے
اور نہ تم مین اُنپر چلنے کی سکت ہو اور نہ تم اُنکے اقتضاء پر عمل کرتے ہو مگر جب وہ چاہے
اور ارادہ کرے - اور جس چیز کا تم ارادہ کرو اور تم اُس سے محجوب ہو تو وہ عین امر
مطلوب نہین ہے - اور بندہ جسقدر حضوری مین زیادتی کرے گا اُسیقدر اُسکے
وقت مین نور کی زیادتی ہوگی - اور آگ نہین کہاتی ہے مگر شرک ہی کی جگہ کو اگر
اسارا ہے تو سارے کو اور تھوڑا ہے تو تھوڑے کو اور بعض مومنون تک جو آگ

پہونچے گی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہون کے باعث شرک خفی مین مبتلا رہین گے
اور حقیقت سترِ دونون جہان مین کسی پر ظاہر نہین ہوتی - اور اضطرار کے وقت
بھی اسرار کا اظہار مباح نہین ہے مگر اُنکے علمار کے فتوے سے - اور حقیقت
انسان کا مغز ظاہر نہین ہوتا مگر اُسکی ظاہری طینت کو نکال پھینکنے سے جیسا کہ بعض
میوون کا باطنی مغز اُسکے ظاہری چھلکے ہی کو اُتار دینے کے بعد ظاہر ہوتا ہے -
اور آداب معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکے ساتھ
اتصاف بھی پایا جاے لیکن جو شخص اُن سے متصف ہو اُسکا بیان سننے والے
کیلیے زیادہ تر مفید ہے اور غیر متصف کا بیان شافی اور اُسکے علم کا پھیلانا طلب سے
خالی نہوگا - اور اللہ تعالی بنی آدم سے فرماتا ہے کہ تمنے زمین کو طول و عرض مین گھیر لیا مگر
تم مین سے ہمارے پاس تھوڑے ہی سے پہونچے - اور کبھی کوئی عارف خاموش نہوا
گو ایک ہی سانس کیلیے مگر اپنے زمانہ والون کے عذاب کیلیے اور کبھی کوئی کلمہ
اُسنے مُنہ سے نہ نکالا مگر جتنے لوگون نے اُسکو سُنا اُنکو فائدہ پہونچا - اور بندہ کی
غفلت اور اُسکے دل کا اندھاپن ہے جو وہ چیزون کی نسبت اپنے رب کے سوا
اورون کی طرف کرتا ہے - اور تم سے ہو نہین سکتا ہے کہ تم شیطان سے بچ سکو
جو تمہارے نفس وجود سے ملا ہوا تمہارے قلب کے کانون سے چپکا ہوا
اور تمہارے خون کیطرح تمہاری رگون مین دوڑتا پھرتا ہے مگر اُسی کی طرف رجوع
کرنے سے جو باعتبار شیطان کے تمسے زیادہ قریب ہے اور وہ اللہ تعالی ہے -
اور معاملات کے راستہ مین ظاہر کی بدیان معاف ہونے کے قابل ہین کیونکہ
یہ اُن سُنے ہوے حکمون کی مخالف ہین جو پردہ کے باہر سے مخلوق پر اوترے

ہین بخلاف دلون کے انوار و اسرار کے کہ جب انمین خلل واقع ہوا تو نہ انکی برائیون کی معافی ہے اور نہ انکے نقصانون کی تلافی چنانچہ بعض شخص جو اس خلل مین مبتلا تھے اُن سے کہا گیا تھا کہ ؎

تری ہر خطا سے ہے یا ن درگذر	نقط بے رخی ہی گوارا نہین
دے بخش اگلے تمہارے قصور	یہ دل پر تمہارا اجارا نہین

اور جب کبھی کسی خیال یا تاریک وقت کے بعد ندامت لاحق ہوئی تو مزدوہ معمور یا منور ہو گیا۔ اور پہلی مرتبہ تم سنتے ہو دوسری مرتبہ سمجھتے ہو تیسری مرتبہ جانتے ہو چوتھی مرتبہ دیکھتے ہو اور پانچوین مرتبہ پہچانتے ہو۔ اور بنی آدم کے لئے تین عالم ہین عالم انسانی عالم شیطانی اور عالم روحانی پس خالی ہونے کے باعث اس مین جہل و نسیان ہے اور باد شیطانی کے سبب سے جہلانا ناشکری انکار اور سرکشی اور وصف روحانی کی وجہ سے تصدیق و اعتقاد و بعدہٗ یقین و عرفان اور بعدہٗ شہود و عیان۔ اور قلوب تین ہین۔ ایک تو قلب ارضی جسمین شیطان پناہ لیتا ہے اور اکثر اغوار کے ذریعہ سے اسپر چھا جاتا ہے دوسرا قلب سماوی جسکی طرف شیطان ڈالدیا جاتا ہے اور جسکے اردگرد سے باتین چراتا ہے پس شیطان اُسکی خبرین سن لیتا ہے اور اکثر اُسکے انوار کے شہاب کی مار اسپر پڑتی ہے اور تیسرا قلب عرشی ہے شیطان جسکے قریب کبھی نہین آتا اور نہ کبھی اُس تک پہونچ سکتا ہے۔ اور قرآن کے سننے کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ سننے والا موجودات کے شہود سے غائب ہو جاوے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نیکی پہونچانا چاہتا ہے تو ایسے طریقہ سے جسمین نہ ظاہری شریعت کی تکلیفین ہین اور نہ قواعد

عقلیات کی زبردستیان اُسکے قلب تک علوم حقیقیہ کو جو بارگاہ ربوبیت سے
ملتے ہین پہونچا دیتا ہے - اور عالم شہادت سارے کا سارا آدم کی ظاہریت مین
پیچیدہ ہے اور اُسکی ظاہریت اُسکے معنی روح مین پیچیدہ ہے جو اپنے پہونکے
جانے کے بیچ مین غائب ہے اور پہونکا جانا افاضۃ مین پیچیدہ ہے اور یہ منقطع الاشارۃ
ہے - اور جب ہستی فانی چشم غفلت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی موجود کو دیکھتی ہے
تو اللہ تعالیٰ اپنی یکتائی کی غیرت کے سبب سے اُسکی فنا کا حکم جاری فرماتا ہے - اور
اگر عارف اپنی حقیقت کی زبان سے کلام کرے تو ہستی شہادی مین اُس کا
ایک کلمہ بھی نہ سما سکے - اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ شخص جسنے مجھے
طلب کیا ہے لے اور اے وہ شخص جو مجھے طلب کرتا ہے ٹھیر جا - اور جسنے
یا دہی کے جام مین اپنی بشریت کا ذرہ برابر بھی ملا کر تمکو دیا اُسنے تمکو اذیت دی
اور اگر عارف کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے ایک لاکھ خصوصیتین قبول کرے اور
چاہے حجاب کا دور ہونا تو وہ ضرور اسی کو پسند کریگا کہ ذرہ برابر بھی اُسکا حجاب دور
ہو جاوے - اور حال وہ ہے جو تمکو اُسکی بارگاہ کیطرف کھینچے اور علم وہ ہے جو تمکو
اُسکی خدمت کیطرف پہنچا لاوے - اور اگر راہین تنگ نہوتین تو تم نور کو بہتا ہوا دیکھتے
اور نسیم قرب کی خوشبو سونگھنے سے تمکو کسی چیز نے نہین روکا ہے مگر تمہارے
ز کام نے اور نور کے مشاہدہ سے تمکو کسی چیز نے باز نہین رکھا ہے مگر تمہاری تاریکی
نے - اور اپنے محبوب سے جس شخص کی محبت کسی نے سب سے زیادہ ہو جاوے
وہ انتہائی محبت کے دعوے سے کوسون دور ہے - اور جس حالت پر کوئی اعتراض
نہ ظاہر سے ہو اور نہ باطن سے وہ ایسا "وجع" ہے جسمین "قطع" نہین ہے اور

ایسا "فرق" ہے جسمین شرک نہین ہے - اور جسنے اللہ تعالیٰ کے ایسے اسرار کھولدیے جنکا کھولنا مناسب نہین اور ایسے پوشیدہ علم کی کوئی بات افشا کردی جسکا افشا سزاوار نہین اُسکو یہ سزا دیجاتی ہے کہ لوگ اُس سے بدگمان ہوجاتے ہین یا اس سے بھی بڑھکر عقوبات مین مبتلا ہوتا ہے - اور اگر تجھسے "مین" نکل جائے تو تجھپر روشن ہوجاے کہ مین کون ہے - اور شیطان کا مطلب آدمی سے حاصل نہین ہوتا مگر جس وقت وہ اپنی خواہشون کی زمین مین اُترآتا ہے - اور عابد خلق اللہ سے اسلیئے بھاگتے ہین کہ انمین اللہ تعالیٰ کے جو اسرار ہین اُن سے وہ ناواقف ہین اور اگر وہ اُن اسرار سے واقف ہوتے تو ضرور ان سے ویسے ہی مانوس ہوتے جیسے عارف مانوس ہین - اور کشف غیبی جسقدر دقیق و خفی ہوگا اُسیقدر اعلیٰ ہوگا - اور جن دلیلون سے تم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی چاہوگے اُن سب سے زیادہ واضح جو تم ہو - اور اس دار ناپایدار مین عارف نہ کسی حال پر عمل کرتے ہین اور نہ کسی مقام پر وہ تو صرف اللہ کی طرف جمع ہونے کی تحقیق پر عمل کرتے ہین اور سب باتین اسی کے ضمن مین ہین - اور موجودات مین جتنی چیزین ہین ایسی ہین کہ اپنے افعال مین اپنے اختیار کے شہود سے دور ہین اُنکی بقا مین پائداری ہے جیسے آسمان زمین پہاڑ اور دریا اور جو اپنے اختیار کے شہود سے قریب ہین اُنکی عمر کوتاہ ہے جیسے آدمی اور جانور تاکہ عقل والے تجھین اور عنایت سابقہ ہدایت ناطقہ کے پیشتر ہوا کرتی ہے - اور دنیا مین تم ٹھیرنے والے نہین ہو اور آخرت تک تم بھی پہونچے نہین ہو اسلیئے قریب مجیب کی طرف رجوع کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہین ہے - اور اللہ عزوجل کی بندہ پر اس سے

بڑھکر کوئی بخشش نہین ہے کہ اُسکے قلب کو منور کردے - اور جس وقت عارف ایک کلمہ بھی بولتا ہے تو اُسمین سننے والے کا وجود غائب ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام بمنزلہ مرد کے ہے اور کان بمنزلہ عورت کے "اور مرد عورتون کے سرپر ہے ہین" اور اگر عارف کسی شہر مین سانس لے تو جو بندہ اُسمین ہوگا اُسکا ایمان مضبوط ہوجاے گا - اور ہر وصول غیبی کے سامنے عارض شہوانی ہے - اور جس عارف کا وجود اُسکے مرید کے سامنے مرنہ جاے اُسکا مرید اللہ تعالی تک نہ پہونچے گا - اور حضرات انوار تک نہین پہونچتے مگر وہی اسرار جو خاص ہوتے ہین - اور جس مرید نے عارف کو توقیر و وداد کی نگاہ سے دیکھا وہ راہ حق در شاد کا سالک ہوا اور فہم کے ساتھ توحید مباح نہین ہے مگر خاص کر تکلیف کے محل مین اور جسنے سمجھکر ایسے مقام مین یہ مکلف وجد کیا جسمین وہ پہونچا نہین ہے اُس کا قدم اُس مقام سے جسمین وہ ہے نیچے کیطرف پھسلجاے گا یہ صرف اُسی کو مباح ہے جسکو اجازت ہے یا کسی عارف کے اشارہ کے تحت مین ہے - اور واردات ربانیہ سمجھ سے باہر نہین اور جو سمجھ مین آتے ہین وہ تو اُسکے پانی کے چھینٹے اور اُسکی روشنی کی شعاعین ہین اور جب تک کہ تم عالم موجودات سے باہر نہ چلے اؤ تمہارے لئے حقائق ایمان کا نور نہین چمکنے کا - اور علم حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب دل مین اُتر جاے تو امثال و صورتین مٹ جائین گو امثال علمیہ حقائق اصلیہ کے اخذ کا سبب ہون اور جو کچھ تم مین پیدا کیا گیا ہے وہ صرف اس لئے کہ اُسکے ذریعہ سے تم موجودات کو پہچانو نہ کہ موجود کنندہ کو کیونکہ وجود اللہ تعالی ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے - اور

ع الرجال قوامون علی النساء سورۂ نساء ۱۲

حکمت کے مواد انسانی قوت کے اندر پیچیدہ ہین مگر حکیم کو اور ون پر صرف اسلئے فضلت ہے
کہ وہ اُنکو قوت سے فعل کی طرف لاتا ہے۔ اور آدمی پر اشارہ واقع نہین ہوتا کیونکہ
وہ ایک نسبت ہے جو فنار کے انوار مین سرگردان ہے۔ اور اگر وصول مین تمہاری
کوئی نیت ہوگی تو تمہارا کچھ اثر اُسمین باقی نہ رہے گا۔ اور فرزند آدم کی خوبیان چھپی
ہوئی رہتی ہین اسلئے اُسکو اُنکے اعتبار سے دیکھو تو امید ہے کہ تمکو اُس کا کچھ
جمال نظر آئے۔ اور ایمان کے جواہر آنکھنے ہی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور حیات دنیا
مین شہوات کا حاصل ہونا فوری عذاب ہے مگر چھپا ہوا۔ اور جب حقائق اپنے وصف
کے ساتھ ظاہر ہونگے تو اُنکے ظہور مین خفا اور خفا مین ظہور ہوگا اور اُنکو ھو الاول
والاخر والظاھر کی واو سے مدد پہونچتی ہے۔ اور کوئی اعلی واردات نہین
آتی مگر اُسکے ساتھ قطع کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور محققون کی دو قسمین ہین ایک کو
تو رہنمائی وصاف گوئی کی اجازت ہوتی ہے اور دوسرے کو اسکی اجازت نہین ہوتی
اور دنیا کے مال ومتاع مین خوبی و برکت اسلئے ہے کہ وہ نہ منقطع ہونیوالی عطا اور
نہ ختم ہونیوالے احسان ہین اور عالم بقا اور فضار اعلی کیطرف جانیوالے ہین۔ اور جب
تمہارے پاس سے غیب کے حقیقی بادل کا کوئی ٹکڑا گزرے تو اُسکے نیچے ٹھیر جاؤ
کیونکہ وہ یا تمپر سایہ ڈالے گا یا تمکو تر کرے گا۔ اور آدمی کے آزادانہ ہونے کی ایک
علامت یہ ہے کہ جدہر اُسکو ہوا و ہوس چلاے اُدہر ہی اُسکا قدم اُٹھ جاے۔ اور
اپنے حسن نیت پر جمے رہو تاکہ اصول مقصود کی صورت پیدا ہو۔ اور مومن کا شوق
ایسی چیز کی نسبت جسمین ہوائے نفس نہین ہے۔ اور جو چیز اُسکے نفس کے لئے
مناسب نہو اُس سے امید و بیم اُسکی استقامت کی دلیلین ہین۔ اور اگر کوئی شخص

اپنی ظاہری بشریت کے پانی کا بچوڑ تیرے سامنے پیش کرے تو خبردار اُس میں سے نہ پینا کیونکہ وہ تجھے پیروی حرص دگر ہی کیطرف کھینچکر لیجائے گا اور اگر اپنی باطنی خصوصیت کے پانی کا بچوڑ تجھکو دے تو اُسکو بے تکلف خوشی خوشی پی جاؤ یہ شربت تمکو نفع کریگا اور جس کلام کے رد و قبول میں تمکو اختیار ہو اُس سے تمکو تھوڑا نفع پہونچے گا اور جو کلام تمکو قبول کرنے پر مجبور کرے وہی تمکو زبردستی اچھے اور عمدہ کام کیطرف لیجائے گا۔ اور مرید کی سیر باطن سے ہوا کرتی ہے اور اُسکا ظاہر تابع ہوا کرتا ہے اور عابد کی سیر ظاہر سے ہوتی ہے اور اُسکا باطن تابع ہوتا ہے اسلئے عابد اپنے اور اوکی نگہبانی کرتا ہے اور مرید اپنے واردات کی۔ اور علماء اس لئے لوگون پر رحم کرین اور علم نہین حاصل کرتے کہ معصوم بنین بلکہ اسلئے کہ لوگون پر رحم کرین اور اسلئے نہین کہ اپنے علم کے ذریعہ سے تقدیری امور سے محفوظ رہین بلکہ لحاجت و محتاجی کے ساتھہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرین۔ اور اہل معرفت کے احوال نہایت ہی عجیب ہین کیونکہ اگر وہ اپنی بشریت کے ساتھہ ہین تو پانی کی مچھلیان ہین اور اگر اپنی خصوصیات کے ساتھہ ہین تو ہوا کی چڑیان ہین اسلئے وہ جب اپنے نفسون کے اوصاف مین ہونگے تو دنیا کے دریاؤن مین ڈوبے ہوئے ہونگے اور جب اپنی روحون کے اوصاف مین تو عالم اعلی کے افق مین چکر لگانیوالے اور ہر عالم سے جسکو عالم اعلی سے زیادہ مشابہت ہو دنیا مین بہت ہی کم ٹھیرنے والے اور اصالت مین بہت زور آور ہونگے اور جتنی چیزین کہ عقل کے ادراک سے بالاتر ہین اُن مین وہی ذریعون سے چل سکتے ہین اور وہ یا نور ہے یا اعتقاد۔ اور مخلوقات کی طرف سے جسقدر کم تدبیر ہین ہونگی اُسیقدر زیادہ خالق کی طرف سے توفیق و اعانتین پہونچین گی۔ اور بنی آدم کا اصل

حجاب سایہ کے حقائق کو نصب العین نہ رکھکر سایہ کے ساتھ ٹھیرا رہتا ہے جیساکہ وہ علم کی وجہ سے اسلئے محجوب ہین کہ اُسکے حقائق سے باہر ہوکر اُسکے پردہ کے پیچھے ٹھیرے ہوے ہین۔ اور حالت شکر مین شکر کرنے والے کی ایک زبان ہوتی ہے جو اپنے رب کی طرف سے یہ کلام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی زبان سے فرماتا ہے کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (جو شخص اُسکا شکر کرتا ہے اللہ اُسکی سنتا ہے) اور مرید کو جیسی حاجت اپنے پیر سے ہوتی ہے اُس سے بڑھکر پیر کو اپنے ماتوق کی ہوتی ہے۔ اور مریدون کے دل تک انوار پہونچنے کی راہ سچی محبت ہے۔ اور عارف دنیا مین غیر کے لئے ہے نہ اپنے لئے اور غیر عارف خود اپنے لئے ہے نہ غیر کیلئے اور بندہ جسقدر اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ کرے گا اُسیقدر اُس کو اطمینان ہوگا اور جسقدر خلق کی طرف مائل کرے گا اُسیقدر پریشان ہوگا۔ اور جو سبب تجھے تفرقہ مین ڈالے وہ تجھے فنا کردے گا اور مار ڈالے گا اور جو سبب تیری جمعیت کا باعث ہو وہ تجھے جِلاے گا اور پائدار بناے گا۔ اور محبت ارواح حقائق کا جسد اور اُنکے حضرات کا دروازہ ہے۔ اور عابدون کے لوگون سے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ اُنکو اپنی ظاہری بشریت کے باعث مردار دنیا کی بدبو معلوم ہوئی اور عارفون نے جو اُنکی طرف رُخ کیا اُسکا سبب یہ ہے کہ اُنکو اپنی باطنی خصوصیت کے سبب سے ارواح کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اللہ عزوجل کو اپنے ولی کے بارہ مین رشک آتا ہے کہ اُسکو اور کوئی پہچانے۔ اور جبتک کہ اللہ تعالیٰ نہ پہچنوائے ولی پہچانا نہین جاتا کیونکہ یہ اُسکے پاس ہوتا ہے اور اگر اُسکے پہچنوانے سے پیشتر پہچانا جاے تو اُسکے لئے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہوجائے گا۔ اور اس دنیا مین اللہ تعالیٰ کے

جاننے کے دو ہی طریقے ہین - اولیاء کے لئے الہام اور انبیاء کے لئے وحی -
اور نگاہون کے اعتبار سے چار قسم کی آنکھین ہین - بہلی چنگی اور تیز نگاہ اور یہ نبیون
کی آنکھین ہین - بہلی چنگی اور سست نگاہ اور یہ ولیون کی آنکھین ہین - ذات کے
اعتبار سے موجود مگر نگاہ مین محجوب اور یہ غافل مومنون کی آنکھین ہین - اور اندہی
اور کاذبون حاذانون کی آنکھین ہین - اور جب سے آدمی قالب بشری مین گہیرے گئے
اور مظاہر حسیات کے قید خانون مین قید کئے گئے اُس وقت سے اُن کے
پاس عالم غیبی کی کوئی سانس اور محل کونی کے انوار کی کوئی شعاع اور کوئی بینا علم
حقیقی نہ آیا مگر نبیون اور رسولون کے ذریعہ سے اور پہر اُنکے پیرودن یعنی ولیون
صدیقون اور معرفت والے عالمون کے ذریعہ سے اور ان مین سے کسی کو
اُس سے زیادہ علم نہین ہوتا جتنا کہ اوائل فطرت مین اُنکو ملا ہے اسلئے اِن کے
پاس نئے اور تروتازہ علوم نہین ہوتے مگر اُنہین اعلیٰ درجہ کے قدسی منبعون سے
نکلے ہوے - اور جسنے عارف کو پہچانا عارف کو اُس سے مشقت ہی حاصل ہوئی
کیونکہ اُسکی ساری تبدیلیون مین عارف ہی کو اُسکا بوجہ اُٹھانا پڑا اور جسنے عارف کو
نہ پہچانا عارف کو اُس سے راحت نصیب ہوئی اور جسقدر عارف کی معرفت بڑہتی
جائیگی اُسیقدر اُسکی محتاجی و مفلسی زیادہ ہوتی جائیگی کیونکہ جسقدر معرفت
بڑہے گی اُسیقدر قرب بڑہے گا اور قرب سے نسب زائل ہوجاتا ہے کیونکہ دوری
وحجاب ہی کے ساتھہ نسب و اسباب پاے جاتے ہین - اور دنیا مین عارف
کی مثال اُس شمع کی ہے جو خود چھپی ہوئی مگر روشنی دیتی ہو - اور جسدن اہل باطل
خسارہ مین ہونگے اُسدن نبی یا نبی کے پیرو یا عاشق کے سوا کسی کو نجات نہ ملیگی

اور مثالین مریدون کے لئے ہین اور حقائق عارفون کے لئے اور عارف کی مثال
اُس شخص کی ہے جو دریا کے پاس ہو کہ جہان سے چاہے پانی نکال لے اور مرید کی
مثال اُس شخص کی ہے جسکے پاس تھوڑا سا منجمد پانی ہو اور وہ اس انتظار مین ہو
کہ وہ پگھلے تو اُسے نوش جان کرے۔ اور جب تمہارا نفس قرآن کے سمجھنے کا
قصد کرے تو یہ تمہارا عجیب حال ہے کیونکہ جو چیز تم مین مؤثر ہے تم اُسکے مؤثر بننا
چاہتے ہو۔ اور جب مؤمن ایک دن ایمان کے ساتھ رہا تو اُسنے لاکھہ سے زیادہ
رسیان پکڑین جنمین سے کوئی بھی ٹوٹنے والی نہین ہے۔ اور اگر شیطان انسان
کو گناہ و عصیان کیطرف ہنکا لکرلے گیا اور اُسنے اصرار نہ کیا بلکہ رجوع و توبہ کی تو
گویا اُسنے کبھی شیطان کی فرمانبرداری ہی نہ کی تھی۔ اور جب تمنے کسی بندہ کو ایسی
چیز کی طرف بُلایا جسمین اُسکی ہوائے نفس نہین ہے تو جہانتک تمہارے امکان
مین ہو اُس سے بچو کیونکہ وہ اپنے نفس سے تمکو دشمن سمجھے گا اور اپنے ایمان سے
تمکو دوست رکھے گا۔ اور جب تمنے اپنا عمل درست کیا تو جنت نے تمہاری طرف
رخ کیا اور جب تمنے اپنا دل درست کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے احسان سے
تمہارے جانب متوجہ ہوا۔ اور جسطرح بندہ کو ہزار ناپاکیون کے بدلے بھی ایک
ہی غسل کافی ہے جس سے اُسکا نماز مین داخل ہونا جائز ہے اُسیطرح جب بندہ
غفلت سے ہزار گناہ کرے بعدہٗ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کو یاد اور اُس سے امرزش کی فریاد
کرے تو یہ اُن گناہون سے اُسکو پاک کردے گا اور حضرات مین اُسکو داخل ہونے
کے قابل بنادے گا۔ اور جب تمکو دو بہترین باتین حاصل ہو جائین تو پھر کچھہ پروا نہ کرو
ایک اللہ پر ایمان اور دوسری بار بار اللہ کی طرف رجوع و میلان۔ اور واللہ اگر

اللہ تعالیٰ اپنے اولیار کو اس دار ناپائدار مین چھپانا نہ چاہتا تو وہ کسی کو اُسکے ستانے کے لئے اُنپر مسلط نہ فرماتا۔ اور فراخ حال مین حقائق کے ظاہر ہونے سے پیشتر کبھی سے باز رکھنے کے لئے جو ڈانٹ بتائی جائے اور جو فائدہ مند نصیحتین کیجائین اُنکو سن لو کیونکہ حقائق مین پہلی چیز کتاب ہے دوسری خطاب تیسری عتاب چوتھی حجاب اور پانچوین عذاب "وجعلنا[ع] بعضکم لبعض فتنة اتصبرون" تمہارے رب کی بعض نشانیان آئینگی اُس دن کسی شخص کو اسکا ایمان فائدہ نہ دیگا" اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تقصیر کے ساتھ ہی اُس کے غیر کی طرف وفار و خلوص کی نسبت سے کہین بہتر ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسنے مجھے ایسی شے طلب کی جس سے اُسکی شہرت ہو تو اُسنے مجھسے اپنا وصف مانگا اسلئے وہ محرومی سے قریب تر ہے اور جسنے مجھسے میرا وصف چاہا وہ کامیابی سے قریب تر ہے۔ اور جب تمنے نفس کو خواہش سے روکا تو بس جنت ہی تمکانا ہے اور جب تم تقویٰ کے قدم سے اُس چیز کی طرف دوڑے جسمین نفس کی خواہش نہین ہے تو بس وہ بارگاہ ہی تمہارا ٹھکانا ہے۔ اور اگر تمسے حجاب اُٹھ جاے تو کتاب نظر آئے۔ اور انبیار علیہم السلام کے حقائق غیب کے دائرون مین ٹھیرے ہوے ہین اسلئے وہ اپنی ذاتون سے دہان ہین اور ظاہر کے دائرون کا حق پورا کرنے کیلئے عالم شہادت مین اُنکے رقائق ہین اور اولیار کے حقائق عالم شہادت مین ٹھیرے ہوے ہین اور عالم غیب مین اُنکے چکر کھانے والے رقائق ہین بس انبیار اپنے حقائق سے حجاب کو طے کرتے ہین اور اولیار اپنے رقائق سے۔ اور جو شخص اپنے اختیار سے آزاد بندون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہے اُسی کی سُنی جاتی ہے

ع دیکھو آٹھوین پارہ کا ساتوان رکوع یعنی سورہ انعام کی آیت (۱۵۸) - ۱۲

آور تمہارے صلاح حال مین تمہارا راس المال وجود اقبال ہے - آور قطعی مقبول نماز وہی ہے جو حقیقی پیروی سے ملی ہوئی ہے - آور اگر کوئی عارف باللہ مشرق مین حقیقت پر گفتگو کرے اور اللہ کا کوئی عاشق مغرب مین ہو تو اسکو بقدر اپنی قسمت و محبت کے اُس سے ضرور حصہ ملے گا - اور ہر عمل کی جزا کا آیندہ وعدہ کیا گیا ہے مگر سمجھانا کہ اُسکی جزا آیندہ کے علاوہ فوری بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (اور سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والون کو فائدہ بخشتا ہے) اور عارفون کی معرفت اس سے کہین اعلیٰ ہے کہ وارد دنیا اُس کے ظہور کی جگہ ہو آور تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت مین ملنا کہ تیرا قلب مستنیر ہو اس سے بہتر ہے کہ تو اُس سے ملے اور تیرا عمل کثیر ہو - اور جس کی زبان عجمی (قاصر) ہے اور دل کی زبان عربی (کامل) ہے اسلیے جب تمکو جس کے قصور بیان سے کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکو اپنے قلب کی عربیت سے حل کرو تمکو راہ راست ملجائیگی - آور قلوب ہمیشہ اپنی اصلی سادگی پر رہتے ہین لیکن جب تذکرہ (سمجھانے) کے ذریعہ سے اُنکو حرکت دیجاتی ہے تو اگر سیدھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُنپر توجہ فرماتا ہے اور اگر ٹھیرے رہے تو اللہ تعالیٰ اُنکی کجی کو اور زیادہ کردیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عمہ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا

عہ پارہ ۲۷ - رکوع ۲ - یعنی سورہ ذاریات کی آیت ۵۵-۱۲

عمہ گیارہوین پارہ کا پانچوان رکوع - یعنی سورۂ توبہ کی ایکسو چوبیسوین اور ایکسو پچیسوین آیتین - اور وہ دونون یہ ہین :- وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي

(دونون آیتون کے اخیر تک) اور حق کا کہنا اور سننا عبادت سے چاہے کوئی اُسپر عمل کرے یا نکرے۔ اور خلق اللہ دونیا سے سروکار رکھنے پر عارف اِس لئے مجبور ہوے ہین کہ جو یہان ڈوبتے ہین اُنکو نکالین جو قید ہین اُنکو چھڑائین اور بہتیرے کمزورون کے بار اُٹھائین۔ اور دنیا مین توحید کی زبان گویا کوا ہے جو دنیا کے نیست ونابود ہوجانے کی کائین کائین لگاتا ہے۔ اور چونکہ یہ امت اور امتون سے حقائق توحید مین زیادہ قوی ہے اسلئے اُن سے جسم مین کمزور اور عرصہ مین کم ہے۔ اور جو اسرار کہ خواص بنی آدم مین پہلے ہوے ہین اُن مین اُلوہی کا کچھ بھی واسطہ نہین ہے اُنکو تو حق تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے اُنکے باطن مین پہونچا دیتا ہے اور اسرار کے سوا اور چیزین عالم بالا ہی کے واسطہ سے اسفل کی طرف آتی ہین اور جب کسی موجود کو تم خطاب کرتے ہو یا وہ تمکو خطاب کرتا ہے تو حقیقت اصلیہ وہان نہین ہوتی مگر حقائق کہ تم اُن سے مین ذات اصلی ہی کے ساتھ ملتے ہو۔ اور اگر سچے مرید کے قلب کو مریح حقائق سے واسطہ پڑے تو سارے عالم مین اُسکی گنجائش نہو۔ اور حقیقت جب اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو ظاہر ہوگی مگر ساری مخلوقات مین سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا وھم کٰفرون ﴿۱۲۵﴾ - اِن دونون کا ترجمہ یہ ہے - اور جسوقت کوئی سورت نازل کیجاتی ہے تو اُنمین سے بعض لوگ پوچھنے لگتے ہین کہ بھلا اس سورت نے تم مین سے کس کا ایمان بڑہادیا سو جو ایمان رکھتے ہین اسنے اُن کا ایمان تو بڑہایا اور وہ خوشیان مناتے ہین۔ اور جن لوگون کے دلون مین روگ ہی تو اسنے اُنکی خباثت پر ایک خباثت اور بڑہائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت مین مرگئے۔ ۱۲

اعلیٰ و اشرف ہی پر جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چونکہ انوار مین سب سے اعلیٰ تہا
اسلئے نہ ظاہر ہوا مگر بہترین و بزرگترین بشر پر صلی اللہ علیہ وسلم - اور باعتبار بولنے والے
کے سننے والے کے ذہن مین حقیقت زیادہ ٹھیرتی ہے کیونکہ اُسمین کلام کرنیوالا
اُسکو صاف مشاہدہ کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس حقیقت کے ٹھیرنے کا زمانہ
کم ہوتا ہے اور سننے والا اُسکو شہادت سے اخذ کرتا ہے اسلئے اسکے پاس ٹھیرنے
کا زمانہ طویل ہوتا ہے اور جب کوئی نور تمہارے لئے چمکے تو شہود یا محبت کے ذریعہ
سے اُسکا اپنے ہمراہ رہنا چاہو کیونکہ تمہارا حصہ اُس سے تمکو حاصل ہو چکا ہے -
اور انوار عرفانیہ غیر محل بشریت سے صاف نظر آتے ہین اسلئے اگر تم اُن تک
پہونچنا چاہو تو بشریت کو اُسکی شرط نہ قرار دو اور جب تم کسی مرد خدا کا کلام کسی کتاب
مین دیکھو یا نقل کے ذریعہ سے سُنو تو اگر ناقل کو اُسکے شہود حقیقت کے ساتھ نسبت
نہین ہے تو تمکو اُس کلام سے نفع نہین پہونچے گا - اور جب دنیوی ہستی عارض
ہوئی تو حجاب آیا اور جب اُخروی ہستی عارض ہوئی تو ٹھیراؤ ہوا - اور ہوا سے نفوس و
دنیا کی ہوا حقیقت کے نور و آفتاب کو بجھا نہین سکتی کیونکہ یہ جو ابہر دریائے قلوب
کے قعر مین جاگزین ہین نفس و ہوا کا غوّاص وہان تک نہین پہونچ سکتا - اور
اگر حقیقت عارف کو اُسکی ذات سے دور نہ کرتی تو ہی اُسکی تعبیر بہت کم ممکن تہی - اور جب
عارف اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا ہے تو اُسکے آئینہ مین دنیا غائب ہو جاتی ہے
کیونکہ اُسکی بصیرت کا حلقہ دنیا سے زیادہ وسیع ہے - اور عالم دنیوی معنی انسانی
کے ظہور کا محل ہے اور موت کے بعد سے آخر محشر تک نور ایمانی کے ظہور کا اور
دخول جنت کی ابتدا سے سرّ عرفانی کے ظہور کا - اور ہر حقیقت کے متعلق اللہ تعالیٰ

کا ایک علم ہے جسکو اُسکے سوا کوئی نہین جانتا اور جو علم اس سے نیچے ہے اُسمین
لوگون کے درجے متفاوت ہین - اور جو دل غافل ہین وہ جب حقائق کو سنتے ہین
تو بھاگتے ہین اور سماع حقائق مین نہین ٹھیرتا ہے مگر وہی دل جسکی حق تعالیٰ ترقی چاہتا
ہے - اور دنیا مین کوئی دلی کبھی اپنی حقیقت کے ساتھہ نہین ہوتا وہ اپنے علم کے ساتھہ
ظاہر ہوتا ہے نہ ذات کے ساتھہ مگر جب قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالیٰ اُنکو
اُنکے حقائق و اعیان کے ساتھہ ظاہر فرماے گا - اور اے فرزند آدم تو نے کیا خوب
انصاف کیا دنیا کی طرف بُلانے والا آجانے والی ٹیلی اور مٹنے والی چیز کے لئے
ایک بات ایک دن کہدیتا ہے تو تو ہزار دن اُسکا کہا مانتا ہے اور آخرت کیطرف
بُلانیوالا رہنے والی صاف اور پائدار چیز کے لئے ہزار دن تجھسے کہتا ہے مگر تو
ایک دن بھی اُسکا کہا نہین مانتا اے کاش آخرت مین آنے سے پہلے تو دونون
کو برابر بھی سمجھے - اور تعجب کی بات ہے کہ آدمی دنیا کے آفتاب کو دیکھتا ہے اور اُسکی
روشنی سے منور ہوتا اور اُسکے اثرون سے نفع اُٹھاتا ہے اور اُسکے سرِ وجود مین
انوار کا آفتاب ہے مگر اپنی خاکی ذات کی تاریکی کے باعث اُسکی حقیقت کے شہود
سے غافل ہے - اور ہمارے اس دین کی دو قسمین ہین ظاہر علم اور باطن حقیقت
پس اسکا ظاہر اصول و نقول سے ضبط کیا ہوا ہے اور اسکا باطن قلوب کے انوار سے
پس جو شخص تمہارے پاس انمین سے کوئی قسم لیکر آئے اُس سے اُسی قسم کا شاہد
طلب کرو ظاہر والے سے ظاہر کا اور باطن والے سے باطن کا مگر جو شخص ظاہر
کی کسی چیز و شخص معتبر کی نقل کے بغیر مان لے گا وہ ٹھوکر کھائیگا اور جو شخص باطن کی
کسی بات کو قلب کے گواہون کے بغیر تسلیم کر لے گا وہ گمراہ ہوگا - اور بہت عمدہ وہ

نور ہے جو مرید کے قلب پر اُترے اور دعویٰ کی تاریکی سے آلودہ نہو - اور واللہ
اللہ تعالیٰ کیطرف بُلانے والون کا مقصود نہ علوم ہین نہ احوال نہ مقامات نہ خصائص
اور نہ اور کوئی شے انکا قصد تو صرف یہ ہے کہ دین کا کلمہ جیسا ظاہر مین مجتمع ہے ویسا ہی
اُسکو باطن مین کردین - اور اگر اللہ تعالیٰ روحون کے پاؤن مین وہ بھاری بھاری بیڑیان نہ ڈالتا
تو وہ حضرت اللہ تعالیٰ کیطرف اُڑ جاتین - **مین کہتا ہون** کہ دو بیڑیون سے شاید
امر دنیٰ مراد ہو - اور یہ عارفون کے دل کاتب ہین مریدون کے دل مکتوب فیہ اور غافلون کے دل
نہ کاتب نہ مکتوب فیہ - اور حقائق جب تمہارے سامنے ظاہر ہوگا تو وہی علم ہے اور جب تم ظاہر ہوگے تو وہی
کشف ہے
اور عالم ربانی وجود مین قلب کے مانند ہے اور اُسکا وجود بنزلہ تنکے کے ہے ۵ اور اللہ تعالیٰ
نے کسی شخص کے تنکے مین دو قلب نہین رکھے ہین،، اور اگر اس عالم مین دو عارفون
سے برابر برابر درجہ حقیقی پہونچے تو حاصل کرنیوالون کے دلون مین شرک خفی کا وجود
ضرور سرایت کرجائے فافہم **مین کہتا ہون** کہ انکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ مین
ایک ہی شخص کو نفس الامر مین مرتبہ ملتا ہے اور جو زائد ہوتے ہین وہ اُسی کے معاون
و مددگار ہوتے ہین واللہ اعلم - اور کسی بندہ مین کوئی خصوصیت دو سانس نہ ٹھیری
مگر وہ اُسکی وجہ سے سرکش ہوا پس اگر اللہ تعالیٰ اُسکی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو اُسکے
اوصاف کے شہود سے پاک وصاف کرلیتا ہے - اور جو مومن اپنے نفس سے
مجاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اسلام پر لاکھ بار سے زیادہ مہر (صاد) کردیتا ہے کیونکہ
وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مجاہدہ کی تلوارون سے بار بار قتل ہوتا ہے - اور کسی عارف

---

۵ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۝ (الیسوین پارہ کا ستر ہوان
رکوع) - ۱۲

کے نقش قدم پر تمہارا ایک قدم چلنا اُس ہزار فرسخ چلنے سے بہتر ہے جو حرص وہوا کے ساتھ ہو - اور کلمہ حکمت کو حالی خاندان مُولمن سمجھو جسکو اگر جوہر کا بُرنہ ملے تو اپنے میکہ کو واپس چلی جاے - اور دنیا مین مغفرت کا اعلیٰ مقام حقیقی کشائش کا پایا جانا ہے اور یہی فرمان ولایت ہے - اور عابد اپنی عمر بھر مین ایک مرتبہ اسلام لاتا ہے اور مرید اپنی زندگی بھر جانے کتنی مرتبہ مسلمان ہوتا ہے - اور ہر گروہ کے تابعین اعتقاد و ایمان سے سیکھتے ہین اور اس گروہ کے تابعین مشاہدہ وعیان سے - اور عارف کے قلب نہین ہوتا جسکے ساتھ وہ جیتا ہو کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے نہ قلب کے ساتھ اور بعض عارف کہا کرتے تھے کہ جسکے قلب نہین ہے اُسی نے زندگی کی اور اسی مضمون کو اسطرح کسی نے شعر مین ادا کیا ہے ؎

کہتے ہین دل کی حفاظت کی نہین	عارفون کے دل ہی ہوتے ہین کہین!!!

اور دوام کا دیر تک ٹھیرنا اُسکے اعلیٰ درجہ کا ہونے کی دلیل ہے - اور بندۂ مومن یا عارف کے دل کے اندر جو کچھ پیچیدہ ہے اگر وہ ظاہر ہو جاے تو سارے موجودات جگمگا جائین - اور لابدی ہے کہ عارف جنت مین بیٹھین اور لوگون سے اس سے بالاتر بات یعنی جنت اور اُسکے معاملہ و آداب کی بیان کرین اور لوگون مین سے سب سے زیادہ نعمت و بخشش اُسکو ملتی ہے جسکے ہاتھ مین اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی روزی دیتا ہے - اور اگر حقائق کی روح نہوتی تو خلائق کی موت تھی - اور اگر تمکو اپنی وہ قدر معلوم ہوتی جو تمہارے باپ آدم سے پہلے تمہاری تھی تو تمکو مرتے دم تک ندامت رہتی - اور ہرگز سمعت و رویت (سینے سُنا اور سینے روایت کی) پر قناعت نہ کرو بلکہ شہدت و رایت (سینے مشاہدہ کیا اور سینے دیکھا) پر -

اور عارف ہزاروں برس تک باتین کرے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس سکوت کے
وصف کے ساتھ آئیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "یوم یجمعہم اللہ الرسل" اللہ تعالیٰ رسولون کو جمع
کرے گا تو پوچھے گا کہ تمکو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہینگے کہ ہمکو کچھ معلوم نہین تو ہی پوشیدہ
باتون کو خوب جانتا ہے" اور عارف کو خواہی نخواہی اپنے مرید کی تربیت کے لئے
اپنی ہمت کی بلندی سے نیچے اُترنا پڑتا ہے۔ اور مرد کامل دو دائرون یعنی اُلوہیت
و ابوت کے ذریعہ سے تربیت کرتا ہے۔ اور اگر واحد الزمان صبح ہوتے ہی
خلائق کے معاملہ کی طرف متوجہ نہو تو یکبارگی اللہ کا حکم ان پر پہونچے اور اُن کو ہلاک
کردے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی طمع مین رات بسر کرنی رکوع و سجود مین رات
گذارنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو شخص حضرت مین حاضر ہوا اُسکا نہ نام
ہے نہ صفت اور اللہ تعالیٰ اہل جنت مین سے خواص کو ایسے خلعت پہنائے گا
جنمین کوئی رنگ نہوگا۔ اور اگر جنت کا ایک درخت بھی اپنی حقیقت کے ساتھ جلوہ گر
ہو تو اہل جنت اُسکی طرف دیکھنے کی تاب نہ لاسکین۔ اور آج تم موجود سے کہتے
ہو کہ اپنے موجد کو مجھے بتاؤ اور آخرت مین وہ تمسے کہیگا کہ تم میرے موجد کو مجھے بتاؤ۔ اور جو شخص دنیا کی محبت سے الگ
ہوا اُسکا نام عابد زاہد رکھا گیا اور جو شخص اپنے نفس اور اُسکے عالم سے الگ ہوا وہ عارف کہلایا۔
جس شخص نے اللہ کو پہچاننے سے پیشتر اللہ کے ماسوا کو پہچانا وہ محجوب ہوا اور جسنے
خلق کو پہچاننے سے پہلے اللہ کو پہچانا وہ محجوب نہوا اور واعظون کے اقوال کو نہ دیکھو
ورنہ اُنکے اقوال کے فائدہ سے محروم رہوگے اور عارفون کی ذات کو نہ دیکھو ورنہ اُنکے

ع یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت
علام الغیوب پ ۷ (ساتوین پارہ کا پانچوان رکوع)

اشارات کے سمجھنے سے قاصر رہو گے - اور تم اپنے خالق کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے کیونکر پہچان سکتے ہو جسکو اُسی نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ادراک کرنیوالے کو اُس چیز پر جسکو وہ دریافت کرتا ہے غلبہ ہوتا ہے[ع] حالانکہ وہی غالب اپنے بندون سے بالاتر ہے" - اور جسنے یہ گمان کیا کہ حروف اُسکے حافظہ کے خزانہ مین جمع رہتے ہین اُسکی عقل پر پردہ ہے - اور حقیقت عالم وصول کا اشراق ہے - اور کلام ربانی کے جاننے والے کے چارون طرف لوگون کی وہی قطع ہے جیسی صاحب فصاحت کے اردگرد اُن لوگون کی جو صاف طرح سے باتین کرنی بھی نہین جانتے اس لئے اُنکے لئے دانست کی شرط نہین ہے - اور باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت مقدم ہے اسلئے کہ تمہارے باپ نے تمکو میلا کچیلا کردیا اور پیر نے تمکو صاف کیا اور تمہارا باپ تمکو نیچے لایا اور تمہارا پیر تمکو اوپر لے گیا اور تمہارے باپ نے تمکو مار دھین (پاتی اور مٹی) مین ملادیا اور تمہارے پیر نے تمکو اعلیٰ علیین تک پہونچا دیا - اور جو شخص دنیا مین آیا اور اُسنے کوئی ایسا مرد کامل نہ پایا جو اُسکی تربیت کرتا وہ دنیا سے آلودہ گیا - گو اُسنے ثقلین کے برابر عبادت کیون نہ کی ہو اور اسکی وجہ کہ نماز مین بندہ کو وسوسہ لاحق ہوتا ہے اور جب عارف کے سامنے اُسکے کلام کو سنتا ہے تو نہین لاحق ہوتا صرف یہی ہے کہ نمازی اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور عارف کے کلام سننے والے سے اُسکا رب سرگوشی کرتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کا بندون پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُنکے درمیان مین کسی عارف کو ظاہر کرے گو وہ اُسے نہ دیکھین اور نہ پہچانین - اور جب تو نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو کسی بُرائی کا گمان

ع وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (ساتوان پارہ انعام رکوع)

نہ کر کیونکہ اُسکی معرفت کے بعد یہان کوئی بُرائی نہین ہے - اور اللہ تعالیٰ عارفون سے اُنکے بہت سے مقامات و کرامات کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اُنہین دعوے کا خیال نہ آئے - اور مرد عارف کو چاہیئے کہ خرد کشتی مین ہوا اور اولیا راو سکے چارون طرف پانی پر چلتے اور اُس سے تعلیم پاتے جاتے ہون اور وہ اگر کشتی سے اُتر کر انکی معیت مین آئے تو ڈوب جائے - اور جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے وہی گناہ ہے - اور اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت وہ علم ہوگا جو اللہ تعالیٰ اُن کو وہان عطا فرمائے گا - اور جب تو حضرت "کلا این" مین داخل ہو تو "این کلا این" کا انتظار کر - اور کامل وہ ہے جو اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے ڈھانکے رہے - اور جب صور پھونکا جائے گا تو مرید صادق کہے گا کہ مین تو اسکو زمانہ سے سن رہا ہون - اور اہل سعادت کے گناہ اوہام کے مانند ہین اور اہل شقاوت کے تحقیقی - اور عارف سے ایک لحظہ مین ادب کا ایک کلمہ سننا امر ظاہر مین باپ اور معلم سے بیس برس تک سننے سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کا ادب آموز ہے اور وہ سے تمہارے نفس کے - اور جب عارف کی مجلس مین اغیار مین سے کوئی آجاتا ہے تو عارف سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تو اپنی فکر کے خزانہ سے خرچ کر اور جو کچھ تیرے قلب کے خزانہ مین ہے اُسکو ڈھانک دے اور جب تیری مجلس کے خاص لوگ آجائین اور اُنکے ساتھ اُنکے دل بھی ہون تو اس خزانہ کو کھولنا - اور جسنے تمہارے جسم سے تمکو سیراب کیا اُسنے تمپر ظلم کیا اور جسنے تمہارے نفس سے تمکو سیراب کیا اُسنے تمپر ظلم کیا اور جسنے تمہاری عقل سے تمکو سیراب کیا اُسنے تمپر ظلم کیا مگر جسنے تمہارے قلب کی شراب تمکو پلائی اُسی نے تمہارے ساتھ دوستی کی -

اور علوم تین ہین ایک تو سلوک کا علم ہے اسکا ظاہر کر دینا واجب ہے دوسرا مکشف کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی غیر مباح بھی ہوتا ہے اور تیسرا باطن کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی جائز نہین ہے - اور افعال خلق کی کیفیت کے کنہ پر اور اُسکی مکنونات کی تدبیر کے اسرار پر اور اسباب کے باہمی لگاؤ پر مطلع ہونا اور ان مین جو حکم جاری ہون اُنکی وجہ کو سمجھنا اور اُن کا اور اُن کے اوصاف اور اُنکی نسبتون کا تحقیقی علم ہونا جنس بشر کے لئے متعذر ہے البتہ مین اُنکی نہین کہتا جو اللہ تعالیٰ کے نور سے مؤید ہین پس ہمیشہ نفوس بشریہ ان چیزون کے علم کے جویا رہتے ہین اور جب اُس انداز سے کہ اُنکی طبیعتون مین امور ظنیہ یا خیالیہ یا وہمیہ یا تجربیہ یا تقلیدیہ کی ترکیب ہے یہ باتین اُن پر روشن ہوتی ہین تو جھٹ سے وہ اسکے علم کا ادعا کر بیٹھتے ہین حال آنکہ وہ غلط ہوتا ہے اور کوئی بندہ کسی عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہین ہوتا مگر اُسکی نسبت پکارا جاتا ہے کہ اس بندہ کا قلب کہان ہے جہان اسکا قلب ہو وہین اُس کا دیوان عمل قائم کرو - اور اہل دوزخ پر خبث کی محرومی کے عذاب سے بڑھکر اور کوئی عذاب نہوگا - اور عارف جب اللہ تعالیٰ کیطرف بُلاتا ہے تو انسان کی جو چیز سب سے پہلے اُسکا جواب دیتی ہے وہ روح ہے پس اگر وہ عوارض سے بچی ہوئی ہے تو عارف کے ساتھ ہولیتی ہے ورنہ واپس چلی آتی ہے اور اہل عصمت کے سوا باقی آدمیون کی شکلین بُت جیسی ہین اسلئے جو ان پر جُھکا اُسنے انکو پوجا اور جس نے ان سے کُمنہ پھیر لیا اُسنے اللہ تعالیٰ کو پالیا - اور جب موسیٰ علیہ السلام کے سایہ مین ستر آدمی سمائے اور اونہون نے ربانی کلام سُنا تو کیا محمدی سایہ مین سات لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد نہ سما سکینگے حال آنکہ اُن مین سے بعض بالہوس بھی تھے اور ان مین سے

سب نے پہچانا ہے اور کیا ہی عزیز الوجود اس گروہ کی راہ ہے اور کیسے عزیز الوجود اسکے طالب ہین اور کسقدر کمیاب اسکے پانیوالے ہین اور کتنے نایاب وہ ہین جو اسکے پالینے کے بعد اسپر ثابت قدم رہتے ہین - اور جب مُرید صادق عارف کی مجلس مین پہونچتا ہے تو چھون[ع۵] سمتون سے اُسکا کلام سنتا ہے - اور جو کچھ تیرے قلب کے لوح مین ہے وجود اُسکو ہمیشہ میٹتا رہتا ہے اور اُسمین لکھتا رہتا ہے - اور عارف کی مراد یہ ہوتی ہے کہ مرید عالم غیب مین خلق سے نکلکر وسعت مین آئے گو مرید کو اسکی خبر نہو - اور عارف خلق سے باتین کرتے ہین مگر وہ حق کے ذریعہ سے حق کے ساتھ ہوتے ہین جیسا کہ ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنہون نے کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالی کے ساتھ باتین کرتے ہوے تیس سال ہو گئے مگر لوگون کا گمان یہ ہے کہ مین اُنکے ساتھ کلام کرتا ہون - اور اللہ تعالے کے کچھ بندے ایسے ہین کہ جن اعمال مین وہ مصروف ہوتے ہین اُنکی وجہ سے کوئی مرید اُنکے حکم کے تحت مین داخل ہونے کی سکت نہین رکھتا اور اگر وہ اپنے کمبلون مین سے کوئی کمبل اُسپر ڈالدین تو وہ سیر کیطرح پگھل جاے - اور بندہ کا عمل تولا نہ جائیگا مگر جب تجلیات کے انوار سے عاری ہوگا اور اگر انوار تجلیات کا لباس اُسکو پہنایا جاے تو اُسکے عمل کی ساری میزان مین ہونگی - اور بعض مردان خدا وہ ہین جنکے لیے مقام کی صورت کھڑی کیجاتی ہے اور بعض مقام کو شاہدہ کرتے ہین اور بعض کو مقام کی لذت محسوس ہوتی ہے - اور جو شخص اپنے نفس کے خزانہ سے تمکو کچھ دے اُس سے کچھ بھی نہ قبول کرو اور جو اپنی عقل کے خزانہ سے کچھ

ع۵ یعنی آگے پیچھے دائین بائین نیچے اوپر ۱۲

پیش کرے اُسکو اُس مقدار سے کہ اُسکی عقل کو نورِ حکمت سے لگاؤ ہو قبول یا ترک
کردا در جو اپنے قلب کے خزانہ سے تمکو کچھ عطا کرے اُسکو قبول کرو اور زیادتی کے
طالب ہو اور اسمین سے ذرہ بھی واپس نہ کردا در جو شخص اپنے غیب کے خزانہ سے
تمکو کچھ بخشے تو وہ ایسا گنج گرانمایہ ہے جسپر لوگ جان دیتے ہین - اور دنیا کی طرف
بُلانے والا تمکو تمہاری خواہش و میلان کی چاٹ پر بُلاتا ہے اور آخرت کیطرف
بُلانے والا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان سے تم بھاگتے اور جسکو تم ناپسند کرتے ہو اور
حقیقت کی طرف بُلانیوالا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان تم فنا ہو جاؤ گے اور تمہاری خود
باقی نہ رہے گی اسی لیے نفس پہلے کی فوراً سُن لیتے ہین اور دوسری کی
بدشواری سنتے ہین اور تیسرے کی سننے سے رُکے رہتے ہین مگر جب پوشیدہ
عنایت ہوتی ہے - اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے بے زبان اعضا کو یا
بے زبان موجودات کو گویا کردے تو تجھسے وہی باتین کہین جو عارف کہتا ہے
اور واللہ مین یہ نہین چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے لکھے ہوے صحیفے لیکر جاؤن
مین تو صرف یہ چاہتا ہون کہ اُسکے پاس ایسے دل لیکر جاؤن جنکو مین اُسکی طرف
کھینچنا اور اُسکے پاس کی نعمتون پر مائل کرنا اور اُسکو اُنکا محبوب بناتا ہون - اور
حجاب سے بڑھکر حجاب بے حجابی ہے - اور عارف اگر نعرہ مارے تو اُسکی آواز
دنیا مین نہ سمائے - اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ علم حقیقی تک نہ پہونچے مگر وہی موجودات
کے مشاہدہ سے اپنے قلب کو الگ کرلے - اور اگر کوئی موجود اپنے اُس وجود
کے ساتھ جو حقیقت مین ہے ذکر کیا جاے تو انوار توحید اُسے جلا ہی ڈالین اور
اُسکا وجود ذرہ ذرہ ہو جاے گویا اُسکا وجود تھا ہی نہین اور جو شخص غیب کی نسبت

ٹھیک ٹھیک کانٹے کی تول گفتگو کرے اُس سے کسی کو کچھ اخذ کرنا درست نہین ہے مگر اُسی کو جو مردانِ خدا مین سے قوت والے ہین اور جو شخص قلوب کی نسبت ویسا ہی کلام کرے اُس سے مریدون کو اخذ کرنا اور سالکون کو فائدہ اُٹھانا درست ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ اپنے بندگان عارفین سے فرماتا ہے کہ میرے بندون کو میری طرف سے میری محبت پہونچا دو اور اُنکو میری راہ صاف کرکے بتا دو تو مین تمہارے لئے وہ حسنات لکھون گا جنکو تم نہ اعمال سے حاصل کر سکتے ہو اور نہ اپنے عمدہ احوال سے۔ آو تمہارا یہ وجود بشریت ہی تمہاری چشم بصیرت کے لئے خس و خاشاک ہے پس اگر تمہاری بشریت کی آنکھ سے یہ خس و خاشاک دور ہو جاے تو اُسے اپنا پانی اور اپنی چراگاہ دکھائی دینے لگے اور اپنی بہبودی و راہ راست کو دیکھنے لگے۔ آو ہر زمانہ کے لوگ مختلف آوازون سے محبت پیش کرتے ہین اور انمین سے سچے صاحب حق اور پہونچنے والے تھوڑے ہوتے ہین۔ آو اس راستہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم خلوص اور پختہ عمل کے طالب رہو اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم پہونچے تو نہین پہونچے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم کامیاب ہوے تو نہین کامیاب ہوے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تمنے اپنے لئے کوئی حال حاصل کیا تو تمہارا کوئی حال نہین ہے۔ آو عارف رات اور دن مین سہ رنگ بدلتا ہے اور عابد برسون ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عارف دائرہ تعریف کیطرف اور عابد دائرہ تکلیف کی طرف مائل ہے۔ آو کشایش کی نشانی یہ ہے کہ سب لوگ سوے لفظ آئین۔ آو جب عارف دنیا مین نعرہ مارتا ہے تو حقائق اُنکے لئے ملاء اعلےٰ مین نعرہ مارتے ہین اور اگر وہ خاموش ہین تو اُنکے حقائق خاموش نہین رہتے۔

اور جنت کی ہر ہر شی اللہ عزوجل کے غیبوں میں سے ایک غیب ہے۔ اور اس معاملہ (تصوف) کی ابتدا سننا اور تصدیق ہے۔ بعدہٗ سمجھنا اور تحقیق ہے اور اسکے بعد شہود و تحقیق ہے۔ اور یہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر "زہے نصیب اُسکے جسنے مجھے دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا" کہتے ہے کہ دیکھنے والے تین قسم کے ہوا کرتے ہین۔ محجوب۔ نائل۔ اور وارث۔ پس جو محجوب دیکھنے والا ہے اُسکا کچھ اعتبار نہین اور جو نائل دیکھنے والا ہے وہی یہان مراد ہے اور جو وارث دیکھنے والا ہے وہ وہی کر سکتا ہے جو کہتے ہین۔ اور ہر موجود تسبیح کرتا اور اپنی تسبیح مین کہتا ہے کہ مین اپنے خالق کو اس سے بہتر جانتا ہون کہ مین اُسے ادراک کر سکون۔ اور جب تمہارے لئے آسمان مین منادی کردی گئی کہ آسمان والے تمکو پہچان لین تو تمکو اسکی کیا پروا ہے کہ زمین مین منادی کیجاے کہ لوگ تمکو پہچانین اور جو شخص تمسے ناواقف رہے گا وہ اپنا حصہ جو تمسے اُسکو ملتا کھو بیٹھیگا پس اپنے آپ کو ضرر پہونچا نیگا نہ تمکو۔ اور اگر خاص عام کے راستہ پر پڑے تو وہ جل جاریگا مگر اُس صورت مین کہ اللہ عزوجل کے حکم سے تنزل واقع ہو۔ اور جسنے تصوف کی تشریح کی وہ صوفی نہین ہے اور جسنے تصوف کو نظر مین رکھا وہ بھی صوفی نہین ہے تصوف تو بس یہ ہے کہ بندہ تصوف سے غائب ہوجاے۔ اور یہ اپنے مریدون سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھکو اپنے حضور قلب کا مژدہ سنائے اُسکو امر عظیم تک پہونچ جانے کی خوشخبری سناؤنگا۔ اور اُن کا قول ہے کہ بعض کلمہ کے تحت مین ایک ہزار کلمے ہین اور بعض کے تحت مین ایک لاکھ اور بعض کے تحت مین دریا ہین جنکے نکات کا احاطہ نہین ہوسکتا اور جنکی بڑی غایات کا پتہ نہین لگ سکتا۔ اور ہر مومن کا

قلب اُسکے جسم کے لئے شب قدر ہے اور ہر سال کی شب قدر اُس سال کا قلب ہے۔ اور مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ کہ جو کچھ تعلیم کرنیوالے سے اُس کو پہونچتا ہے اُسکو قبول اسکے کہ وہ اُسکے قلب تک پہونچے اپنی عقل سے جانچ لیتا ہے اور دوسرے وہ جو اُسکو عقل سے نہین جانچتا بلکہ بادی الرائے سے قلب تک پہونچا دیتا ہے اور یہ نفع سے قریب تر ہے اور بہلائی دونون مین ہے۔ اور نفس جب سالک کے بیچ مین آتا ہے تو اُنکو اذکار کی زیادتی اور طاعتون کے حاصل کرنے سے روکتا ہے اور جب عارفون کے بیچ مین آتا ہے تو اُنکو مشاہدات لذیذہ اور اوپر کے درجون پر ترقی کرنے سے مانع ہوتا ہے پس نفس دونون گروہ کو چلنے سے روکتا ہے اور آغاز توحید مین نفس کو وہ لگام ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سارے دعوون سے باز آئے اور اعلیٰ ترین جام وہی ہے کہ جسکو ملے وہ اُسے تنہا نوش جان نہ کرے۔ یہانتک مینے انکے کلام سے انتخاب کیا ہے۔ خدا اِن سے راضی و خوشنود رہے۔

(۲۹۱) عارف باللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الجبار نفری رحمہ اللہ

یہ چوتھی صدی کے بزرگون مین سے تھے لیکن ہمنے اتفاق سے انکا ذکر یہان لکھدیا گو ہمنے اولیاء اللہ کے ذکر مین ترتیب زمانی کا التزام نہین کیا ہے۔ اس گروہ کے طریق کے متعلق انکا کلام بلند ہے یہ **مواقف** کے مصنف ہین شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ سارے علوم مین امام ماہر تھے **مواقف** مین انکے جو کلام ہین اُنمین سے تھوڑے سے یہ ہین۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عارفون کے دل کیونکر غمگین نہون وہ مجھے دیکھتے ہین کہ
مین جو عمل کیطرف نگاہ کرتا ہون تو ہر عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جس
صورت مین تیرا کرنے والا آکریگا اور اچھے عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جسمین
تیرا کرنیوالا آکر ملے گا - اور عارفون کے قلوب ادراک کی سطوتون سے نکلکر علوم
کیطرف جاتے ہین اور یہی اُنکا کفر ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ اُنکو منع فرماتا ہے
اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عارف نے معرفت سے دل لگایا اور دعوی یہ کیا
کہ اُسنے مجھ سے دل لگایا تو وہ جیسا خدا کے نہ پہچاننے سے بھاگا تھا ویسا ہی
پہچاننے سے بھاگا - اور گویا حق تعالیٰ عارفون کے قلوب سے فرماتا ہے کہ ساکت
وصامت رہو تاکہ پہچانو اور اگر تم نے مجھ تک پہونچنے کا دعوی کیا تو تم اپنے دعوی
کے باعث حجاب مین ہو اور جو وزن تمہاری ندامت کا ہوگا وہی وزن تمہاری معرفت
کا ہوگا کیونکہ تمہاری آنکھین میقاتون کو دیکھتی ہین اور تمہارے دل ابد کو دیکھتے ہین
پس اگر قسمے یہ نہو سکے کہ اقدار کے پیچھے رہو تو افکار کے پیچھے تو رہو - اور جسطرح
تم حکمت کا قصد کرنیوالون کے مُنہ سے حکمت سیکھتے ہو اُسیطرح اُس سے غافل
رہنے والون کے مُنہ سے بھی سیکھو کیونکہ تم اللہ وحدہ کو غافلون ہی کی حکمت مین
پاؤ گے نہ کہ قصد کرنیوالون کی حکمت مین - اور معرفت کا حق یہ ہے کہ عرش وحاملانِ
عرش اور جو اُسپر حاوی ہین یعنی ہر ذی معرفت کو اپنے حقائق ایمان سے یہ کہتے ہوئے
مشاہدہ کرو کہ اُسکی جیسی کوئی چیز نہین ہے اور وہ یعنی عرش اپنے رب سے حجاب مین
ہے پس اگر اُسکا حجاب اُٹھا دیا جاوے تو چشم زدن مین یا اُس سے بھی کم مین سارا عالم
جل جاوے - اور تم اپنے مقام کو نہ چھوڑو ہر چیز زائل ہوگی اور تمہارا مقام نہین ہے

مگر اللہ تعالیٰ کی رویت پس جب تم اُسکی رویت پر مداومت کروگے تو ابد کو بلا عبارت دیکھوگے کیونکہ ابد مین کوئی عبارت ہی نہین ہے اسلیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مین سے ایک وصف ہے لیکن جب ابد نے تسبیح کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکی تسبیح سے رات اور دن کو پیدا کیا۔ اور جب تونے کسی رہائی کو چن لیا تو جو کچھ اُسکا ظاہر ہوا اُسمین تم اُسکے ساتھ رہو اور جو کچھ اُسنے چھپایا ہوا اُسمین اُسکے ساتھ نہ رہو کیونکہ یہ تمسے الگ اُسکا ایک راز ہے پس اگر وہ اُسکی طرف اشارہ کرے تو تم بھی اشارہ کرو اور اگر اُسکو صاف بیان کرے تو تم بھی صاف بیان کرو۔ اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خاص اسم اور میرے اسمار تیرے پاس میری امانت ہین انکو نہ نکال ورنہ مین تیرے قلب سے نکل جاونگا اور جب مین تیرے قلب سے نکلجاؤن گا تو وہ قلب میرے غیر کو پوجے گا اور پہچاننے کے بعد مجھے نہ پہچانے گا اور اقرار کے بعد مجھسے مکر جائیگا اسلیے نہ میرا نام بتا اور نہ میرے نام کا معلوم بتا اور نہ اُس سے باتین کر جو میرا نام جانتا ہے اور نہ یہ کہہ کہ جو شخص میرے نام سے واقف ہے اُسکو تو نے دیکھا ہے اور اگر کوئی بیان کرنے والا میرے نام کے بارہ مین تجھسے کچھ بیان کرے تو اُسکی سن لے اور اُس سے اپنی نہ کہہ۔ اور جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب مین آتا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے بعد گناہ کرنیوالے مین دنیا کی رغبت پیدا ہو اور جو دنیا کا راغب ہوا اُسنے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کھول لیا کیونکہ گناہ کفر کے قاصد ہین اور جو شخص اُس دروازہ مین داخل ہوا اُسنے کفر مین سے اُسیقدر لیا جس قدر وہ داخل ہوا واللہ اعلم۔ اور رینے **مختصر المواقف** مین انکے کلام مین سے بہت کچھ بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(۲۹۲) شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممالک محروسہ مصر کے بلاد غربیہ کے شیخ المشائخ تھے۔ یہ سید احمد بن رفاعی کے ساتھ رہنے والوں مین سے تھے۔ مگر انہون نے انکو شہر اسکندریہ کیطرف جانیکا حکم دیا اسلئے یہ وہان گئے اور بے انتہا لوگون نے ان سے طریقت حاصل کی جنمین سے شیخ عبد السلام قلیسی شیخ عبد اللہ بلشاجی۔ شیخ براہم دمیری۔ شیخ جامع الفضلین دنوشری شیخ علی بلیمی۔ شیخ جمال الدین بخاری شیخ عبد الوہاب و شیخ عبد العزیز دیرینی اور اُنکے امثال بھی ہین اور یہ اس مصیبت مین مبتلا تھے کہ لوگ انکا انکار کرتے تھے۔ اور اسکندریہ مین لوگون نے انکے خلاف مین مجلس منعقد کی اور اُنہون نے دلیل سے اُنکو معقول کر دیا۔ اور مسجد جامع العطارین کا خطیب سب سے زیادہ انکے خلاف تھا مگر ایک دن وہ منبر پر چڑھ چکا تھا اور اُسکے سامنے اذان ہو رہی تھی کہ اُسے یاد آیا کہ مین ناظاہر ہون اُسیوقت شیخ ابو الفتح نے اپنی آستین اُسکے سامنے بڑھا دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گلی ہے جسمین وہ چلا گیا وہان اُسے پانی اور لوٹا ملا۔ چنانچہ وہ نہا کر باہر آیا اور منبر پر بیٹھا بس جب شیخ نے اسطرح اُسکا پردہ رکھ لیا تو وہ معتقد ہو گیا اور انکے بزرگترین اصحاب مین سے ہوا۔ شیخ نے ۵۸۰ھ پانچسو اسی ہجری کے قریب جامۂ ہستی اُتار دیا اور اسکندریہ مین مدفون ہوے جہان اِن کا مزار ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۹۳) شیخ علی ملیجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

شیخ ابو الفتح کے جنکا ترجمہ ابھی گذرا اصحاب مین سے تھے - یہ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے - اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب عبد العال رح کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو اُن سے کہدیتے کہ جب تم جمزود پہونچو تو اپنے جوتے اُتار لینا وہان ملیجی کے ڈیرے پڑے ہوے ہین - اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک معمار تھا جو اُن کے یہان تعمیر کا کام کیا کرتا تھا اُس کو علی رض نے بُلوایا اور زیادہ مزدوری دینے کی ترغیب دی - وہ ملیج کو روانہ ہوا مگر جب وہان پہونچا تو اُس کا ایک ہاتھ اکھڑ کر گر پڑا - علی رضی اللہ عنہ نے اُسکو اُٹھالیا اور اپنا تھوک لگا کر اُس کو چپکا یا تو وہ جُڑ گیا اور سید احمد رضی اللہ عنہ کو مذاق کے طور پر کہلا بھیجا کہ تم توڑتے ہو اور ہم جوڑتے ہین - ہر سال سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولود سے ایک جمعہ پیشتر اُنکا مولود ہوا کرتا ہے جسمین بڑا مجمع ہوتا ہے اور لوگون کو کپڑے وغیرہ مت کچھ ملتے ہین -

(۲۹۴) سیدی عبد العزیز دیرینی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عابد زاہد و پیشوا صاحب حالات فاخرہ و احوال شریفہ و کرامات مشہورہ تھے - اِن کی بہت سی تصنیفین تفسیر فقہ لغت تصوف وغیرہ مین ہین

اور اِن کی نظمین بہت اور تمام شایع ہین - بہت سے علما راِن کی صحبت مین رہ کر فیضیاب ہوئے - اور یہ ملک مصر کے زراعتی علاقہ مین رہا کرتے تھے - اور تمام اطراف کے لوگ اِن سے برکت حاصل کرنے کو آیا کرتے تھے - اور مصر سے مشکل مشکل مسئلے انکے پاس بھیجے جاتے تھے اور یہ اُنکے عمدہ ترین جواب دیتے تھے یہ علی ملیجی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو بہت جایا کرتے تھے ایک دن علی ملیجی نے انکے لئے ایک چوزہ ذبح کیا جسکو انہون نے تناول کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ضرور ہوا کہ آپکے ساتھہ اسکا بدلہ کرون اُنہون نے کہا کہ اچھا ایک دن آپ بھی میری دعوت کیجئے - چنانچہ اُنہون نے علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک چوزہ ذبح کیا - جس سے اِن کی بی بی رنجیدہ ہوئین - اور جب وہ چوزہ پک کر آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے "ہُش" کہا اور وہ چوزہ اُٹھکر چلنے لگا - اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رنجیدہ ہونیکو شوربا ہی کافی ہے - اور عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے فقرا کی ایک جماعت نے کرامت طلب کی تو عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ مرے بچو! کیا کوئی کرامت اس سے بڑھکر ہوسکتی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم اس قابل ہین کہ زمین مین دھسا دئے جائین اسپر بھی اللہ تعالی ہمکو زمین پر روکے ہوے ہے اور نہین دھساتا - انہون نے ۶۹۷ھ چھ سو ستانوے ہجری مین اس دار نا پائدار سے سفر کیا اور انکی قبر دیرین مین ہمارے وقت تک ظاہر ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین -

(۲۹۵) شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ اندلسی مرسی رحمہ اللہ

امام پیشوا ے ربانی - مصر چلے آئے تھے - اور جامع المقسم کی سیدیہ مین انکا تکیہ ہے - یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پابند اور صاحب حالت اور عبادت پر مستقل تھے - اور اخلاص اور موت کے لئے آمادگی اور لوگون سے بھاگنے اور کنارہ رہنے مین بہت مشہور تھے - صرف جمعہ مین لوگون کے نزدیک آتے تھے - اور جب انہون نے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین دیکھتا اور اُن سے دو بدو باتین کرتا ہون تو لوگ انکے منکر ہو گئے اور بعض آدمی انکے خلاف مین اُٹھ کھڑے ہوے - اسلیئے یہ خانہ نشین ہو گئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے - انہون نے ۶۷۵ھ چھ سو پچہتر ہجری مین قبر کو آرام گاہ بنایا - مین کہتا ہون کہ ابن ابی جمرہ ایک اور ہین جنکا نام احمد تھا - انہون نے کتاب مُدونہ علی مذہب الامام کو حفظ کیا تھا اور ۵۹۹ھ پانچسو ننانوے ہجری مین بمقام مرسیہ وفات پائی

(۲۹۶) شیخ عبداللہ بن محمد عرشی مرجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امام پیشوا - واعظ - مفسّر اور فقہ و تصوف مین بڑے سرآوردہ لوگون مین سے تھے - مصر مین آکر انہون نے وعظ کہا اور شہرون مین ان کی شہرت ہوئی اور

تونس مین ۶۶۹ھ چھ سو اونہتر ہجری مین قضا کی - یہ امتحان مین مبتلا ہوے اور علمار نے ان کی تکفیر کا فتوی دیا مگر جب اسکا ان پر کچھ اثر نہوا تو حیلہ کرکے ان کو مرواڈالا -

(۲۹۷) شیخ عبدالحق بن سبعین مرسی رضی اللہ تعالی عنہ

دین کے قطب - بڑے بزرگون مین سے تھے - پچپن سال کی عمر مین ۶۶۷ھ چھ سو سڑسٹھ ہجری مین بمقام مکہ مشرفہ راہی ملک بقا ہوے -

(۲۹۸) شیخ محمد قونوی صوفی رحمہ اللہ تعالی

ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ساتھی - ان سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر ایک مجلد مین ہے اور دوسری تصنیفین بھی ہین - کچھ اوپر ساٹھ سال کی عمر پائی اور ۶۷۳ھ چھ سو بہتر ہجری مین قونیہ مین وفات پائی اور یہ وصیت کی کہ ان کا تابوت اٹھا کر دمشق جاے اور شیخ محی الدین ابن العربی کے پاس جو ان کے پیر تھے دفن کیا جاے مگر ایسا نہوا - اور مرتے دم تک لوگ ان کے منکر رہے -

(۲۹۹) شیخ محمد عبدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاسی بلدہ مصری مالکی مذہب اور ابن الحاج مشہور تھے۔ یہ عالم نیکوکار اور لوگون کے مقتدا تھے۔ اور ابو عبداللہ بن ابی جمرہ کے جنکا ذکر اوپر گذرا اصحاب مین سے تھے۔ یہ کتاب المدخل فی الحوادث والبدع کے مصنف ہین۔ تقریباً اسّی سال زندہ رہے اور ۷۳۷ھ سات سو سینتیس ہجری مین فوت ہوئے

(۳۰۰) شیخ ابراہیم جعبری رضی اللہ عنہ

ابن معضاد ابن شدّاد۔ عابد زاہد صاحب احوال غریبہ و مکاشفات عجیبہ تھے۔ انکے وعظ کی مجلس سامعین کو خوشوقت کرتی اور گنہگارون کو کھینچکر لاتی تھی۔ اپنی وفات سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اپنی قبر کی جگہ بتادی تھی۔ اور کہا تھا کہ "اے قبیح تیرے پاس دُبکیر آیا" (یعنی ذلیل قبر تیرے پاس ذلیل بدتمیز آیا) یہ جب چاہتے تھے تو اہل مجلس کو عین گریہ کی حالت مین ہنسا دیتے اور عین خندہ کی حالت مین رُلا دیتے تھے۔ اور اہل مجلس کے بیچ مین ٹہل ٹہل کر وعظ کہتے تھے اور انکی ایک مریدن تھی کہ جب یہ مصر مین وعظ کہتے تھے تو وہ سرزمین اسوان سے جو انتہائی صعید مین واقع ہے سُنا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ ایک دن وعظ کہہ رہے تھے اور لوگ رُو رہے تھے کہ انھون نے کلام موزون مین کہا کہ "وہ دریچہ مین بیٹھی ہے

اور کُتّا گوندھا ہوا آٹا کھا رہا ہے - ہان بے کُتّے کہا اور مزے کر - آٹے کا کوئی والی وارث نہین ہے" اسپر اُس عورت نے جو مڑکر دیکھا تو کُتّا اُسکا آٹا کھا رہا ہے - لوگون نے اِس واقعہ کی تاریخ لکھہ رکھی اور وہان سے اِسکی تصدیق ہوئی - آنکے اصحاب مین سے شیخ کمال الدین بن عبد الظاہر تھے جنکی قبر کی صعید مین لوگ زیارت کرتے ہین - اور وہ ایک دن وعظ کہہ رہے تھے اور لوگون پر گریہ طاری تہا کہ انہون نے لوگون سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھہ "شقع بقع یا الله یقع" کہو - چنانچہ خبر آئی کہ مذہب مالکی کا قاضی قلعۂ مصر کے دروازہ مدرج سے اُترا آتا تہا کہ گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی - اور خبر ملی کہ لوگون نے اِسلئے ایک مجلس منعقد کی تہی کہ اِن کو وعظ کہنے سے روکا جاے اور لوگون نے کہا تہا کہ یہ قرآن وحدیث مین اعراب کی غلطیان کرتے ہین - مگر اور تینون مذہب کے قاضیون نے تامل کیا اور مالکی مذہب کے اُس قاضی نے اِن کے روکنے کا فتوی دیا - آخر اُن تینون قاضیون نے حاضر ہوکر شیخ کے پانون کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر ہم آپکے بارہ مین کوئی فتوی دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہوجاتے - اسپر شیخ نے کہا کہ ہم غلطیان نہین کرتے تمہاری سماعت ہی غلطی کرتی اور باطل وناراست سُنتی ہے - یہ سلطان مصر کو خطوط مین "از جانب ابراہیم جعبری بطرف سگ زدیری" لکہا کرتے تھے اور سلطان کہتا تہا کہ انکو میرا وہ نام کس نے بتلادیا جو میرے ملک مین میرا تہا واللہ یہان آنے سے پہلے اپنی دیس مین میرا یہی نام تہا - اِس بنا پر عالمون نے ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو سزا دینے کا فتوی دیا - شیخ نے اِن علمار اور نیز سلطان کا پیشاب بند کر دیا اور اِن لوگون سے کوئی تدبیر بن نہ آئی - آخر سب نے آکر شیخ سے معافی چاہی شیخ نے اِن سے کہا کہ

میرے لوٹے سے استنجا کرو چنانچہ اُن سب کا حرج جاتا رہا۔ اور ایک نصرانی نے انکے اصحاب کی ایک جماعت کو تنگ کیا۔ شیخ نے اُسکو کہلا بھیجا کہ اگر تمنے دوبارہ اُنکو ستایا تو مین اپنے اس قلم پر ضرور قحط دونگا۔ نصرانی نے اپنے دل مین کہا کہ انکے قحط دینے سے میرا کیا ہوگا۔ آخر ادھر انہون نے قلم کو قحط دیا اُدھر نصرانی کا سر قلم ہوگیا۔ یہ ظالمون اور حاکمون کے حق مین دہکتی ہوئی آگ اور بھلائی کے سخت آمر تھے۔ آنکی بہت سی نظمین اور مقفیٰ و مسجع نثرین اور صوفیانہ و شطحی کلام ہین ۶۸۷ھ جیہ سوستاسی کے محرم مین فوت اور باب النصر کے باہر اپنے تکیہ مین دفن ہوے۔ جہان اِن کی قبر ظاہر ہے اور لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔

بالخیر

خاتمہ اس دوسرے حصہ کا ترجمہ بتاریخ اونتیسوین ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۴۔ جولائی ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ بہ مقام حیدرآباد دکن اختتام کو پہونچا۔

اور بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۱۱ء مطبع شمسی مین **محمد بشیر الدین خان** مالک و مینجر مطبع کے اہتمام سے بفرمایش حضرت مترجم شہر اکبرآباد مین حلیہ طبع سے آراستہ ہوا

غلطنامہ نعمت عظمیٰ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ا	۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
〃	۱۰	ابتدائر	ابتدار
۲	۷	دعدۂ وعید	دعدۂ وعید
〃	۱۳	دنیوری	دنیوی
۴	۱۰	اور ہے	ہے اور
〃	۱۶	علمون ہین	علمون
۷	۱	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۸	فٹ نوٹ	سوسن	سوس
۱۰	۱۰	ابتداً	ابتدار
۱۱	۱	اُدمی	آدمی
〃	۱۳	روز شب	روز و شب
۱۲	۱۷	عظمت ہے	عظمت سے
۱۴	۱۳	آلاالله	الآیہ
۱۵	۶	ستوسال	ستون ہین
۱۷	۱۳	دونون	وہ دونون
۲۰	فٹ نوٹ	پارہ	پارہ کا
۲۳	۱۰	تیس سو	تین سو
۲۴	۳	ہمارے	تمھارے
۲۸	۱۲	خلاف	خلافت
۲۹	۵	تجلی	تجلّی
۳۰	۵	مین لے	مین
〃	۶	مین کہا	مینے کہا
۳۴	۴	پہلے	بھلے
〃	۸	آرزدن	آرزوون
۳۵	۱۳	عذلت	مذلت
〃	آخر	سوسنی	سوسی
۳۶	۱۵	اسکو اسکے	اسکو
۳۷	۳	فالو	قالوا
〃	۱۵	یہ ہی کہ	یہ
〃	آخر	گزر ہے	گذرے
۳۸	۱۵	پھر ہی	پھر بھی
۳۹	۲	مان	ان
〃	۳	اُسکو	کہ اسکو
۴۲	۷	تین سو تین	تین سو تیس
۴۶	۳	مقامات مین	مقامات ہین
۴۸	۵	بازدن	بازدون
۴۹	۱۴	حیانت	صیانت
〃	آخر	ا اسود	اسود
۵۱	فٹ نوٹ	پہلا	بھلا
۵۵	〃	اوڑتا	اڑتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	آخر	سُہل	سہل
۵۷	اول	امام تھے	معاذ امام تھے
۵۷	آخر	وہ	د
۵۹	۴	مکر	مکہ
۶۳	۶	کئے	کے
//	۱۴	ہجری	ہجری مین
۶۵	۱۲	مر	امر
۶۶	فٹ نوٹ	سورہ عراف	سورۂ اعراف
۶۸	۶	باطینی	باطنی
۷۴	//	اُسکی	اسکو
۷۷	اول	اقدار	اقتدار
۷۸	۱۳	اُممک	ممک
//	۱۵	جاد دکر	جلوہ گر
۸۰	۲	رہتا	رہنا
۸۱	۱۲	اخلاق	اخلاق د
۸۳	۱۵	ہی اپنر	اپنر بلائین ہی تہوڑی
۸۷	۱۲	چشکارہ	چشکارا
۹۲	فٹ نوٹ	الشراح	الشراح
۹۶	۹	منیت	منت
//	۱۳	خیزون	چیزون
۹۷	۵	اذکبار	اذکیار
//	۱۴	نہ کبھی	نہ کسی
۹۷	۱۷	تیری	تبری
۱۰۰	۱۱	کے اٹھنا	کیلئے اٹھنا
۱۰۲	آخر سے دوسری	موت دے	موت دی
۱۰۳	۱۲	کے ارادہ	کی ارادہ
۱۰۴	۱	تعیر	تغیر
//	۸	مہا	منہا
//	//	مِثلہا	مِثلہا
۱۰۵	۴	سالت	حالت
۱۰۷	۱۰	تب	تب
۱۰۸	۶	فیضلک	فیضلک
//	فوت نوٹ	تیسوین	تیسوین
۱۱۰	۹	دیکھتا	دیکھتا ہے
۱۱۳	اخیر سے ۴	ہوتے	ہوے
۱۱۵	۹	خلوس	حلوص
۱۱۶	۹	مراتبہ	مراقبہ
۱۱۹	۶	پس	بس
//	۹	عیب	غیب
۱۲۳	آخر	دیتاہے	دیناہے
۱۲۵	فوٹ نوٹ	قنسرین	قنسرین
۱۲۸	آخر	ہدایت	بدایت
۱۳۳	۶	ضاجی	ضاجی
۱۳۴	۱	رہگزرے	رہگرا ے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	آخر	ماخود	ماخوذ
۱۳۷	فوٹ نوٹ کی پہلی سطر	کسی	کبھی
۱۳۸	۳	انور	انوار
״	۶	انفاق	انفاق
۱۳۸	۹	ہی	کی
״	۱۰	مہینے کی	مہینے کے
״	״	بارش	یا اس
״	۱۳	دہین یہ	دہین
۱۳۹	۱	عالمون کے	عالمون
״	۵	جیسا	جیسے
״	۹	اعلم	علم
״	آخر	صحور	صحو
۱۴۰	۴	خطوط	حظوظ
۱۴۱	۱۶	اٹھاے	اُٹھتا ہے
۱۴۲	۱۰	جنتی	جتنی
۱۴۶	۹	نہین	تھین
۱۴۸	۷	سمیندر	سمندر
۱۴۹	۳	دنا کے	دیا کیے
۱۵۳	۴	اللہ تعالے تمکو	اللہ تعالے
۱۵۵	۷	قطبیت	قطبیت
״	۱۱	ربوالوفار	ابوالوفار
۱۵۶	۱۲	ہوتا ہے	ہونا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۷	۴	الجمیع	الجمع
״	۶	تجلی	تجلی
۱۵۸	۵	ملبی	لمبی
۱۶۰	فوٹ نوٹ	حول قوت سے تیری	حول و قوت سے بری
۱۶۱	۴	ورد	ورود
۱۶۵	۲	جو	״
۱۷۱	۲	لے باعث	کے باعث
״	״	گم گستگی	گم گشتگی
۱۷۳	۱۲	ہوا چلنی	ہوا چلتی
۱۷۹	۳	عقل کی بصیرت اشتر روح کی بصیرت امر حکم کی	عقل کی بصیرت اور سر روح کی بصیرت اور نفس حکم کی
۱۸۶	آخر	استمال	اشتمال
۱۹۲	۷	سوا طمع	سوا طمع
۱۹۴	۳	لُقمہ	مُکتمہ
۱۹۵	۹	ڈرا اپنے	ڈرا اور اپنے
״	۱۰	حنیہ	حُسینیہ
۱۹۸	۲	زونق	رونق
״	۱۶	فضول اور	اور فضول
۲۰۰	۱۴	دو	وہ
۲۰۱	۱۳	سہرورد نونہ	سہروردیہ
۲۰۳	۱۶	آئین	آئین
۲۰۴	۱۳	روایت	رویت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۵	ترین	ترین
۲۰۶	۳	لوگون کو	لوگون کا
۲۰۹	۷	بُن منہ	بُن موے
۲۱۰	۹	نوجونون	نوجوانون
۲۱۱	۷	واسطہ	واسطے
۲۱۴	۱۶	عدوت	عداوت
۲۱۷	۱۴	جاہتی	چاہتا ہے
〃	〃	پوجی	پوجا
۲۳۰	۹	برکاتیہ	برکاتہ
۲۳۲	۵	بات سے بات سے	بات سے
〃	آخر	بعض	بغض
۲۳۳	۱	اقتدار	اقدار
۲۳۵	۳	ہدایت	ہدایت
〃	۵	ہبلات	مہلات
۲۳۶	۲	نہ کرنے	نہ آنے
〃	۱۷	ہوے	ہوائے
۲۳۸	۷	عین	ہین
۲۴۰	۷	خطلو	حنظل کو
〃	۸	وصیع	وسیع
۲۴۱	آخر	اور نہ ہم عین ہے	اور نہ ہم ہین ہے
۲۴۲	آخر	لون	ہون
۱۳۵	۱	الوق	الفوق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۶	غامضہ	غامضہ
〃	۱۱	سنت	ست
〃	۱۷	قربت	قریب
۲۳۶	۱۰	چاہے	چاہتے ہو
۲۳۹	۱۸	چھوٹا	جھوٹا
۲۴۰	۱۵	اطلاعت	اطاعت
۲۴۳	۹	ہین ہین	مین ہین
۲۴۴	۱۲	اُنھین	انمین
۲۴۶	۸	سوامین	سواہین
۲۵۴	۱۸	دریا	دریا
۲۵۶	۶	دردغبانی	دردغبافی
۲۵۷	۱۶	ارقتوم	رقوم
۲۵۹	۱۸	مین تنخی ہے	ہی سے
۲۶۰	آخر	کھانا	کھاتا
۲۶۷	۸	بُلا	بلا
〃	۱۳	کرتے	کرنے
〃	۱۸	باریک موٹے	باریک اور موٹے
۲۶۸	۲	تہ بند	تہمد
۲۶۹	۱۷	اعتبار کرنے	اعتبار کرتے
۲۷۱	۱۲	ہی ہے	ہی
〃	۱۸	بنوی	ہوئی
۲۷۴	۲	نہ کرد	کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۹	دشمن جانو	*
۲۷۸	۱۲	مرے اول	میرے دلی
۲۸۱	۱۲	رد خون	ردحون
۲۸۲	۷	برس تھا	برس کا
۲۸۴	~	۱۸۴	۲۸۴
〃	۹	معادصہ	معارضہ
〃	نوٹ نرٹ سطر۲	جیسا عبارت	جیسا کہ عبارت
۲۸۶	۱۳	نہ چھڑا	چھڑا
۲۸۷	۱۱	ٹھہرے ہے	ٹھیرے رہے
〃	۱۵	جسکا	جبکا
۲۸۸	۱۱	تسے	سسے
۲۸۹	۶	مناردن لی	مناردن کی
۲۹۰	۹	انھون نے کہ	انھون نے کہا کہ
〃	۱۷	جھاڑ دنے	جہار دینے
۲۹۱	۹	کردینے سے	کردیتے تھے
〃	آخر	تربیت	تربت
〃	〃	آٹیلے	ٹیلے
۲۹۴	۱	رمدوں	زندون
〃	۷	ہو اور	ہوا اور
〃	〃	ضرور ہی ہے	ضروری ہے
〃	۸ و ۹	کہا لو کہ	کہا کہ لو
〃	۱۰	شناوری	شنادی
۲۹۵	۱	اس	مصرہین
۲۹۶	x ۹	اور جو	جو
۲۹۷	۸	شناوری	شنادی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۹	۶	شاہد سن	شاہدہین
۳۰۰	۴	کہاے	کہا ہے
〃	۱۴	محیلی لدین	محیی لدین
۳۰۲	۲	عیوان	عیون
〃	۱۶	جلار	جلار
۳۰۳	۱۸	اسمین سے	اسمین ہی
〃	〃	ہی لاے	ہی ایمان لاے
۱۱	آخر	اسی شائر	اسکی شائر
۳۰۴	۵	اجرلو	اجرو
〃	۱۸	قلب بے	قلب کے
۳۰۵	۱	اغراض	اعراض
۳۰۹	۶	بہترون	بہتیرون
۳۱۰	۱۳	جاہتا ہو	چاہو
۳۱۱	۱۷	وتنی	وقتی
۳۱۲	۶	کرنا	کرتا
۳۱۳	۱۴	غلبیہ	غیبیہ
۳۱۴	۵	گیون	کیون
〃	۶	کوئی	کونی
۳۱۵	۱۳	جانتے مین	جانتے ہین
〃	۱۴	کنیہ	کہنہ
〃	۱۵	دہ سرے	دوسرے
۳۱۶	۱	اللہہ	الا اللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۲	اللہ	الا اللہ
〃	〃	〃	〃
〃	۵	بھاگتا ہے	بھاگتے ہیں
〃	۷	بھگے	بھلے
〃	۹	آباد کرتا	آباد کرنا
〃	۱۲	اُنکر	انکو
〃	۱۳	لوتھڑاک	لوتھڑا اک
۳۱۸	۵	یہ	پہ
〃	۱۸	ہوجانے	ہوجاے
〃	〃	بندہ	بندہ
۳۲۰	۱۲	جمع ہونے	جمع ہوتے
۳۲۱	۸	توقیر وداد	توقیر و وداد
〃	۱۰	یہ تکلف	بہ تکلف
〃	۱۲	باہر نہیں	باہر ہیں
۳۲۲	۱۷	اصول	اصل
۳۲۳	۸	لوگون پر رحم کرین اور	×××××
۳۲۴	۱۵	باتنی	باطنی
۳۲۵	۵	اور کافرون	اور یہ کافرون
〃	۷	غالم	عالم
	۱۶	دورہی	دوری
	۱۸	دیگر	ہونگر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۵	۱۹	پیرہو	پیرو
〃	۵	تم	تم
۳۴۷	۱۴	گرنے	گرنے
۳۴۸	۱۴	ٹھیرے	ٹیڑا ہے
〃		نوٹ نوٹ	
〃		فرادقہ	فرادتھم
	سطر ۴		
۳۳۱	۷	تیلی	میلی
۳۳۹	۱۶	موجودات	جوذات
۳۴۱	۱۹	نظرات	قطرات
۳۴۲	۶	طاعنون	طاعتون
〃	۱۲	الجبار	الجبار
۲۴۳	۷	یایا	یا
۳۴۵	۲	غریبہ	غریبہ
〃	۱۰	منیر	منبر
〃	۱۱	ناظاہر	ناطاہر
۳۴۶	۳	بروی	بدوی
۳۴۷	۹	جوزہ	چوزہ
۳۴۸	۲	سیدیہ	سیدیہ

التماس - اس حصہ میں صاحب مطبع کی غیر معمولی مہربانی سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ مجھ سے شایع کرنے میں سخت پس و پیش رہا لیکن کیا کرتا روپیہ پیشگی دیکر چھپوس چکا تھا۔ ناظرین سے توقع ہے کہ جسطرح خون جگر کھاکر "زر دادن و در دسر خریدن" کی مصیبت میں

طبع ہوا ہے اسطرح نظر انداز کرینگے۔ راقم

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ دارالعلوم مجلس اسلامیہ کلب کتب خانہ

۲۔ مستند جامعہ عثمانیہ کی کتابیں

۳۔ جامعہ عثمانیہ کی کتابیں

۴۔ مستند کتابیں

۵۔ کتب خانہ کی کتابیں

۶۔ کتب خانہ کی کتابیں

۷۔ کتب خانہ کی کتابیں

۸۔ کتب خانہ کی کتابیں

۹۔ کتب خانہ کی کتابیں

۱۰۔ کتب خانہ کی کتابیں

۱۱۔ کتب خانہ کی کتابیں

۱۲۔ کتب خانہ کی کتابیں